Scanned by TapScanner

محمد ریحان رضا خان مرکزی بریلوی

موائل نمبر

9997451191

9410601265

محمد معین رضا

محمد

مذکورات

ترجمہ وحل لغات

منثورات

حضرت علامہ نظام الدین احمد صاحب نوری

استاذ دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

ناشر

نوریہ بک ڈپو

براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

برائے ازہری لائبریری

محمد ریحان رضا کمنا گونڈیا بریلی

موبائل نمبر 9997451191

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	مذکورات مترجم منثورات
مترجم	علامہ نظام الدین احمد نوری استاذ دارالعلوم فیض الرسول، براؤں شریف
نظر ثانی	حضرت علامہ مفتی محمد مستقیم صاحب مصطفوی
تحریک	حضرت علامہ جمال احمد خان صاحب رضوی
باہتمام	محمد یاسر مسعود (05541)267049
پروف ریڈنگ	مولوی ابوالحسن، مولوی محمد انوار رضا
ناشر	نوریہ بک ڈپو براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)
سائز	23x36/16 صفحات:
قیمت	سن اشاعت: ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء
تقسیم کار	کتب خانہ امجدیہ 425/7 مٹیا محل جامع مسجد، دہلی-٦ Ph 011-23243197

ملنے کے پتے

کتب خانہ امجدیہ، نزد ٹاؤن کلب پکہ بازار، بستی (یوپی) (05542)285150

نوریہ بک ڈپو، براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی فون (0554)22310

فاروقیہ بک ڈپو، c/۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

کتب خانہ قادریہ، دانو ابازار، ضلع سدھارتھ نگر

امجدی بک ایجنسی، اتر ولہ، ضلع بلرام پور، یوپی

مولوی محمد انوار رضا، مقام پوکھرا کنڈھی، پوسٹ کولدوا (سیالدہ) ضلع مہراج گنج (یوپی) (05522)245430

[illegible] ہیں۔

فقط

نظام الدین احمد نوری

خادم دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

اعتراف نعمت

حل لغات: ۔ **اَبْرَصُ**۔ صف س۔ سفید داغ والا ۔ **اَقْرَعُ**۔ صف س۔ گنجا۔ **اَعْمیٰ**۔ صف س۔ اندھا۔ **قَذِرَ قَذِرًا قِذْرَ الشَّیئَ**۔ مکروہ جاننا۔ گندا سمجھنا۔ پرہیز کرنا۔ **نَاقَةٌ عُشَرَاءُ** دس ماہ کی حاملہ اونٹنی **غَنَمٌ**۔ بکریاں اس کے لئے اس لفظ سے واحد نہیں واحد کے لئے لفظ شاۃ ہے جمع **اغنام**۔ غنوم۔ **اَغَانِمٌ**۔ **وَادٍ مِنَ الْاِبِل** اونٹوں کا ریوڑ یا گلہ۔ **اِنْقَطَعَتِ الْحِبَالُ**۔ ذرائع واسباب سفر کا ختم ہو جانا۔ **البلاغ**۔ کفایت ۔ پہنچنا۔ **رَضِیَ** س خوش ہونا۔ **اُبْتُلِیْتُمْ**۔ **ابتلاءٌ**۔ افتعال، ماضی مطلق مجہول صیغہ جمع مذکر حاضر **حَق** ج۔ حقوق بمعنیٰ ثابت شدہ حصہ۔

سلیس ترجمہ: ۔ تین شخص بنی اسرائیل میں تھے (جن میں کا ایک) کوڑھی (دوسرا) گنجا (تیسرا) اندھا اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے لئے ایک فرشتہ کو بھیجا (سب سے پہلے) وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ کون سی چیز تمہیں زیادہ محبوب ہے اس نے کہا اچھا رنگ اور عمدہ چمڑا اور یہ کہ مجھ سے وہ چیز دور ہو جائے جس کی بنا پر لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ فرشتے نے کوڑھی پر ہاتھ پھیرا اور (ہاتھ پھیرتے ہی) اس سے گھن والی چیز دور ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اچھا رنگ اور عمدہ چمڑا عطا کر دیا پھر کہا کہ تمہیں مال میں کون سا مال زیادہ محبوب ہے کوڑھی نے کہا اونٹ یا گائے (شک راوی) مگر یہ کہ کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے کہا۔ تو اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دی گئی اور فرشتے نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عطا فرمائے۔ راوی کا کہنا ہے کہ پھر وہ فرشتہ گنجا کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے اس نے کہا کہ اچھا بال اور یہ کہ وہ چیز مجھ سے دور ہو جائے جس کی بنا پر لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں راوی کا کہنا ہے کہ پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ چیز دور ہوگئی اور اسے اچھا بال دے کر کہا کون سا مال تمہیں زیادہ محبوب ہے گنجے نے کہا گائے تو اسے گابھن گائے دیا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس پہونچا اور کہا کہ تمہیں کون سی چیز محبوب

ہے اندھے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی لوٹا دے۔ جس سے میں لوگوں کو دیکھ سکوں راوی کا کہنا ہے کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ نے بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے کہا اب تمہیں کون سا مال زیادہ محبوب ہے اندھے نے کہا بکری تو اس کو جننے والی بکری دیا تو ان دونوں (یعنی اونٹ و گائے) اور اس ایک (بکری) نے بچے جنے تو کوڑھی کے پاس اونٹوں کا ریوڑ اور گنجے کے پاس گایوں کا ریوڑ اور اندھے کے پاس بکریوں کا ریوڑ ہو گیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ پھر وہ فرشتہ کوڑھی کی شکل وصورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں سفر میں میرے اسباب سفر ختم ہو گئے اب سوائے خدا کے آج میرے لئے پہونچنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ پھر تم سے میں اس ذات کے وسیلے جس نے تمہیں اچھا رنگ عمدہ چمڑا اور مال عطا کیا ہے ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس پر میں اپنی منزل پر پہونچ سکوں۔ کوڑھی نے کہا (میرے ذمہ) بہت حقوق ہیں فرشتے نے اس سے کہا کہ شاید میں تمہیں پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہ تھا لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے۔ محتاج تھا تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال عطا فرمایا تو کوڑھی نے جواب دیا (نہیں) میں تو نسلاً بعد نسلٍ مال کا وارث ہوا ہوں۔ تب فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے کی طرح کر دے۔ راوی کا کہنا ہے کہ (اس کے بعد) وہ فرشتہ گنجے کی شکل میں گنجے کے پاس آیا اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور گنجے نے بھی کوڑھی کی طرح ٹال مٹول والا جواب دیا۔ تو فرشتے نے گنجے سے بھی کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے کی طرح کر دے راوی کا کہنا ہے کہ پھر وہ فرشتہ نابینا کی سی صورت بنا کر اندھے کے پاس پہونچا اور کہا کہ میں ایک مسکین مسافر ہوں اسباب سفر ختم ہو گئے ہیں اب میرا آج سوائے خدا کے پہونچنے کا کوئی ذریعہ نہیں (سامان کفایت) پھر میں تم سے اس ذات کے وسیلے جس نے تمہیں تمہاری بینائی واپس کی ایک بکری مانگتا ہوں جس سے میں اپنے سفر میں پہونچ سکوں تو کہا کہ میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی لوٹائی تم جتنا چاہو لے لو اور جتنا چاہو چھوڑ دو تو با خدا میں تمہیں آج بالکل مشقت میں نہ ڈالوں گا جو تو اللہ کیلئے لے لیگا تو فرشتے نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھو تم لوگ صرف آزمائے گئے تھے تو اللہ تم سے راضی ہو گیا اور تیرے دونوں ساتھیوں (کوڑھی، گنجے) سے ناراض ہو گیا۔ (مسلم ج ۲)

دین کی راہ (تلاش) میں

حل لغات: ۔ قُطُنٌ جمع قطین بمعنی قاطن۔ خادم، نوکر چاکر۔ اَوْقَدَ اِیقَادًا۔ النار۔ آگ بھڑکانا۔ ضَیعَةٌ۔ جائداد جمع ضِیَعٌ۔ ضِیَاعٌ۔ ضِیَعَات۔ الکنیسة (عند النصاری) گرجا گھر کنائس۔ اَلْحَدِید۔ لوہا یہاں بیڑی مراد ہے جمع حدائد۔ الْاُسْقُف۔ یونانی کلمہ ہے۔ بشپ پادری جمع اَسَاقِفَة۔ اَسَاقِف۔ اِکْتَنَزَ اِکْتِنَازًا۔ ذخیرہ کرنا۔ جمع کرنا۔ الْقُلَّةُ۔ الجرّةُ العظیمة۔ بڑا گھڑا جمع قُلَلٌ۔ قِلَال۔ آدَابٌ۔ دَاْب دَاْبًا۔ سے اسم تفضیل ہے۔ لگاتار جانفشانی کرنا اَوْصیٰ ایصاءً وصیت کرنا۔ اِبْتَاعَ اِبْتِیَاعًا۔ خریدنا۔ اَلْعَذْق۔ پھلدار کھجور کا درخت جمع اَعْذَاق۔ عُذَّاق۔ لکمة۔ گھونسا۔ مکہ۔ الْعُرَوَاءُ۔ بخار کی سردی اِنْکَبَبْتُ علیه۔ ٹوٹ پڑنا۔

سلیس ترجمہ: ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے کہا میں ملک فارس میں اصبہان کے ایک گاؤں "جی" کا باشندہ تھا میرے باپ اپنے گاؤں کے اچھے کاشت کار تھے اور میں انہیں اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب تھا مسلسل انہیں مجھ سے محبت رہی حتی کہ انہوں نے مجھے اپنے گھر میں لڑکی کی طرح پابند کر دیا تھا۔ میں نے مجوسیت (آتش پرستی) میں کافی مجاہدہ کیا یہاں تک میں اس آگ کا خادم ہو گیا جس کو میرے والد جلائے رکھتے اور لمحہ بھر کیلئے بجھنے نہ دیتے۔ میرے باپ کے پاس بہت بڑی آراضی تھی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن وہ (میرے باپ) اپنی کسی تعمیر میں مصروف ہو گئے اور مجھ سے کہا میرے پیارے بیٹے آج میں کاشت کاری سے دوسرے جانب مشغول ہوں لہذا تو چلا جا اور اس کی نگرانی کر اور بعض وہ کام جسے وہ چاہتے تھے مجھے اس کا حکم دیا میں زمین کا ارادہ کر کے نکلا اور عیسائیوں کے ایک گرجا کے پاس سے گذرا تو میں نے اس میں ان کی آوازیں سنی اور وہ سب نماز میں مصروف تھے۔ اور میں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ آخر ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے چونکہ میرے باپ نے مجھے اپنے گھر میں پابند کر رکھا تھا۔ تو جب

میرا گذر ان پر ہوا۔ ان کی آوازیں سنی ان کے پاس گیا کہ دیکھوں (آخر) کرتے کیا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں نے ان کی نماز دیکھی تو مجھے اچھی لگی اور میرا میلان ان کے امر (دین) کی جانب ہو گیا اور میں نے کہا۔ باخدا یہ تو اس دین سے کہیں بہتر ہے جس پر ہم لوگ قائم ہیں۔ تو خدا کی قسم میں نے انہیں غروب شمس تک نہیں چھوڑا اور اپنے باپ کی کھیتی کو چھوڑ دیا وہاں گیا ہی نہیں۔ میں نے ان سے کہا اس دین کی اصل (ابتدا) کہاں سے ہے سب نے جواب دیا ملک شام سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ پھر میں اپنے باپ کے پاس واپس آیا حالانکہ انہوں نے میری تلاش میں آدمی بھیج رکھا تھا اور میں نے ان کا دل سارے کام سے اچاٹ کئے رکھا جب میں ان کے پاس آیا تو مجھ سے کہنے لگے بیٹے! کہاں تھے؟ کیا میں نے تم سے معاہدہ نہ کیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے جواب دیا کہ اے میرے والد گرامی میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جو گرجا میں نماز میں مصروف تھے تو میں نے ان کے دین سے جو کچھ بھی دیکھا مجھے اچھا لگا تو باخدا میں سورج ڈوبنے تک ان کے پاس سے نہ ہٹا۔ انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے اس دین میں تو بالکل بھلائی نہیں ہے۔ اس سے بہتر تو تمہارے آباء واجداد کا دین ہے میں نے کہا ہرگز نہیں باخدا بے شک وہ ہمارے دین سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا وہ مجھ سے ڈرے اور میرے پیروں میں بیڑی ڈال دی اور مجھے اپنے گھر میں بند کر دیا۔ اور میں نے نصاریٰ کے پاس کہلا بھیجا کہ جب بھی شام کے نصاریٰ کا تجارتی قافلہ تمہارے پاس آئے تو مجھے فوراً ان کے آمد کی اطلاع دیجئے پھر میں نے ان سے کہ جب وہ تاجر لوگ اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد اپنے شہروں کو لوٹنا چاہیں تو بھی بتایئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ جب انہوں نے اپنے شہر لوٹنا چاہا میں نے (بھی) پیر سے بیڑی نکالی اور انہیں کے ساتھ ہو لیا حتی کہ ملک شام پہونچ گیا۔ اور جب وہاں آیا تو میں نے دریافت کیا کہ اس دین کے ماننے والوں میں سب سے افضل کون ہے تو لوگوں نے کہا کہ "گرجا کا پادری" حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں اس پادری کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں اس دین میں راغب ہوں میری خواہش ہے کہ تمہارے ساتھ رہ کر گرجا میں تمہاری خدمت کروں اور تم سے علم حاصل کروں اور تمہارے ساتھ

نماز پڑھوں اس نے کہا کہ (ٹھیک ہے) آجاؤ لہذا میں اس کے ساتھ گرجا میں گیا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ پادری خراب آدمی تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دیتا اور جب لوگ اس کے پاس کچھ اکٹھا کرتے تو اس کو اپنی ذات کے لئے جمع کر لیتا اور اس میں سے مسکینوں کو کچھ نہ دیتا۔ یہاں تک کہ اس نے سات گھڑا سونا اکٹھا کر لیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے سخت نفرت کرنے لگا جب میں نے اس کا یہ کرتوت دیکھا آپ نے کہا کہ جب وہ مر گیا نصاریٰ اس کی تدفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ ایسا شخص تھا جو لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا اور انہیں صدقہ میں رغبت دلاتا۔ اور جب لوگ اس کے پاس صدقہ لے آتے تو اپنی ذات کے لئے اس کو جمع کر لیتا اور اس میں سے مسکینوں کو کچھ نہ دیتا تھا۔ تو نصاریٰ نے کہا کہ تمہاری اس سلسلے میں کیا معلومات ہے تو آپ نے کہا کہ میں تمہیں اسکا دفینہ بتا سکتا ہوں تو سب نے کہا کہ ہمیں بتاؤ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے وہ جگہ انہیں دکھلا دی آپ نے کہا کہ پھر تو نصاریٰ نے وہاں سے سونے اور اور چاندی سے پر سات گھڑے نکالے تو جب ان سبھوں نے دیکھا تو کہا کہ باخدا اب ہم اس کو ہرگز دفن نہ کریں گے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر ان لوگوں نے پادری کی لاش کو سولی پر لٹکایا اور سنگسار کیا پھر ایک دوسرے شخص کو لائے اور اسے اس پادری کی جگہ پر متعین کر دیا۔ پھر تو میں نے نہیں دیکھا کسی ایسے شخص کو پنجوقتہ نماز پڑھتا ہے میرا خیال ہے کہ وہ اس سے زیادہ افضل ترک دنیا میں زیادہ زاہد اور اس سے زیادہ کسی کو آخرت میں دل چسپی لینے والا شب و روز اس سے زیادہ جانفشانی کرنے والا نہیں دیکھا۔

پھر تو میں نے اس سے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے کسی سے نہیں کی اور ایک عرصہ دراز تک اس کے ساتھ مقیم رہا پھر جب اسے موت آنے لگی میں نے اس سے کہا کہ فلاں میں تیرے ساتھ تھا اور میں نے تجھ سے ایسی محبت کہ اس سے پہلے سے نہ کی تھی اور اب جب تمہیں موت آنے والی ہے تو اب مجھے تم کس کی طرف وصیت کرتے ہو اور مجھے کیا حکم دیتے ہو۔ اس نے کہا اے

میرے پیارے بیٹے واللہ میں آج کسی کو نہیں جانتا جس پر میں تھا لوگ ہلاک ہو گئے اور بدل گئے اور اپنی راہ میں سے اکثر کو ترک کر دیا۔

ہاں ایک شخص موصل میں ہے اور وہ فلاں ہے وہ اس پر ہے جس پر میں ہوں تو اس سے مل۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب وہ مر گیا اور دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے سے ملا اور کہا اے فلاں۔ فلاں نے نے مجھے سے اپنی موت کے وقت تجھ سے ملنے کی وصیت کی ہے اور مجھے یہ بتایا ہے تو اس کے دین پر ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس ٹھہرو۔ کہ میں اس کے پاس ٹھہرا تو میں اس کو اس کے ساتھ (پادری) کے دین پر اچھا آدمی پایا۔ تو وہ بھی دیر تک زندہ نہ رہ سکا یہاں تک کہ مر گیا۔

تو جب اسے موت آنے لگی تو میں نے کہا اے فلاں مجھ کو فلاں نے تیری جانب وصیت کی تھی اور تجھ سے ملنے کا حکم دیا تھا اور اب جب کہ تم تک اللہ کا حکم آچکا جو تم دیکھ رہے ہو تو تم مجھے کس کی جانب وصیت کرتے ہو اور مجھے کیا حکم دیتے ہو۔ اس نے کہا بیٹے! باخدا میں کسی شخص کو اس کے مثل پر نہیں جانتا جس پر ہم لوگ تھے سوائے ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے اور وہ فلاں ہے تم اس سے ملو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب وہ مر گیا اور دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے سے ملا میں اس کے پاس آیا اور اپنا ماجرا سنایا۔ اور وہ بات بھی بتائی جس کا میرے ساتھی نے حکم دیا تھا تو اس نے کہا کہ میرے پاس ٹھہرو تو میں اس کے پاس ٹھہرا تو میں اس کو پچھلے دونوں پادریوں کے دین پر پایا تو میں ایک اچھے آدمی کے پاس ٹھہرا تو باخدا وہ بھی دیر تک زندہ نہ رہ سکا یہاں تک کہ اسے بھی موت آگئی۔ تو جب موت آنے لگی تو میں نے اس سے بھی کہا کہ اے فلاں فلاں نے وصیت کی تھی فلاں کی جانب اور فلاں نے وصیت کی تھی تیری جانب تو اب تم مجھے کس کی جانب وصیت کرتے ہو اور کیا حکم دیتے ہو۔

اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے با خدا میں میں کسی کو نہیں جانتا جو ہمارے دین پر باقی ہو جس کے پاس میں تمہیں جانے کا حکم دوں سوائے ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے وہ اس پر ہے جس پر ہم لوگ تھے اب اگر تم پسند کرو تو اس کے پاس جاؤ وہ ہمارے دین پر ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ جب وہ مر گیا اور دفن کر دیا گیا تو میں عموریہ کے پادری کے پاس پہونچا اور اسے اپنے واقعہ کی خبر دی تو اس نے کہا میرے پاس ٹھہرو تو میں اس شخص کے پاس مقیم ہوا جو اپنے ساتھیوں کی ہدایت اور ان کے دین پر تھا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں کسب معاش کرنے لگا یہاں تک کہ میرے پاس بہت ساری گائے اور بکریاں ہو گئیں۔ پھر اسے بھی اللہ عز و جل کا حکم آپہونچا اور جب موت در پیش ہوئی تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں فلاں کے پاس تھا تو اس نے مجھ فلاں تک وصیت کی پھر فلاں نے فلاں کی جانب پھر فلاں فلاں کی جانب اور پھر فلاں نے مجھے تیری جانب وصیت کی تھی تو اب تو مجھے کسی کی جانب وصیت کرتا ہے اور کیا حکم دیتا ہے تو اس نے کہا اے بیٹے! با خدا میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں کوئی ایسا ہے جس پر ہم تھے جس کے پاس جانے کا میں تمہیں حکم دوں لیکن اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو دین ابراہیم کے ساتھ مبعوث ہوگا جو سرزمین عرب سے نکلے گا ایسی زمین کی جانب ہجرت کرے گا جو دو سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان ہے جس کے درمیان کھجور کے درخت ہیں اس کے ساتھ ایسی نشانیاں ہیں جو چھپ نہیں سکتیں تحفہ کھائے گا صدقہ نہ کھائے گا اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے تو اگر ان شہروں میں جانے کی استطاعت ہو تو کر لینا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پھر وہ مر گیا اور دفن کر دیا گیا تو میں عموریہ میں ٹھہرا رہا جب تک رب کی مرضی رہی پھر میرے پاس سے قبیلۂ کلب کے تاجروں کی ایک جماعت گذری میں ان لوگوں سے کہا کہ مجھے سرزمین عرب میں لے چلو اور میں تمہیں اپنی تمام

گائیں اور بکریاں دے دوں گا ان سب نے کہا کہ ہاں میں (وعدہ کے مطابق) نے انہیں گائے بکریاں دے دیں۔ اور وہ لوگ مجھے لے چلے یہاں تک کہ جب مجھے دلوی قری لائے تو میرے ساتھ ظلم کیا اور مجھے ایک یہودی سے فروخت کر دیا تو میں اس کے پاس تھا اور میں نے کھجور کا درخت دیکھ کر یہ امید کی (ہو سکتا ہے) یہ وہی شہر ہو جس کا بیان میرے ساتھی نے مجھ سے کیا ہے اور میرے لئے دل میں پوری طرح یہ بات محقق نہ ہو سکی ہم اسی پس پیش میں تھے کہ اس کے پاس مدینہ منورہ کے قبیلہ بنو قریظہ سے اس کا چچازاد بھائی آیا اس نے مجھے اس سے خرید لیا اور مجھے مدینہ لے گیا تو با خدا میں نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اپنے ساتھی کے بتانے سے تو میں اس میں ٹھہرا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تو انہوں نے جب تک مکہ میں قیام کیا تو میں غلامی میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کا کوئی ذکر نہ سن سکا۔ پھر انہوں نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی تو با خدا میں اپنے آقا کے کھجور پر چڑھکر کچھ کام کر رہا تھا۔ اور میرا آقا بیٹھا تھا نا گاہ اسکا چچیرا بھائی آیا اور اس کے پاس ٹھہرا اور کہا اے فلاں اللہ تعالیٰ بنو قیلہ کو ہلاک کرے وہ لوگ آج قباء میں ایک ایسے آدمی کے پاس جمع ہیں جس کا بیان ہے کہ وہ نبی ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب میں نے یہ سنا تو مجھے بخار کی سی سردی لگنے لگی یہاں تک گمان ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑونگا کہتے ہیں کہ اور میں جلدی سے اترا اور اس کے چچیرے بھائی سے کہنے لگا کہ تم کیا کہہ رہے ہو تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا آقا مجھ پر ناراض ہوا اور اس نے مجھے زوردار طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا لینا دینا ہے اپنے کام میں لگ جاؤ ان کا کہنا ہے کہ میں نے کہا کہ کچھ نہیں میں نے صرف اس کے قول کی تصدیق چاہی تھی میرے پاس کچھ کھجوریں تھیں میں نے اسے جمع کیا اور جب شام ہوئی اس کو لیا اور لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ قبا میں تھے میں ان کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں آپ کے کچھ حاجتمند

غریب ساتھی ہیں میرے پاس صدقہ کی کچھ (کھجوریں) ہے میں نے آپ کے ساتھیوں کو غیروں سے زیادہ حقدار سمجھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پھر میں نے اسے (کھجور کو) رسول اللہ ﷺ سے قریب کر دیا آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کھاؤ اور آپ نے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور نہیں کھایا میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک (علامت) ہے پھر میں چلا گیا اور پھر کچھ اکٹھا کیا اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی جانب رخ کیا پھر میں ان کے پاس آیا اور عرض کیا میں نے دیکھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہدیہ ہے جس کے ذریعہ میں نے آپ کی تعظیم کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے کھایا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دو (علامتیں) ہیں۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ بقیع غرقد میں اپنے ایک صحابی کے جنازے میں شریک تھے آپ پر دو شملے تھے اور آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما ہیں میں نے آپ کو سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت اقدس کی جانب دیکھنے لگا کہ کیا میں اس مہر کو دیکھ پاتا ہوں جس کی صفت میرے ساتھی نے بیان کی تھی تو جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ میں پیچھے ہوں آپ نے جان لیا کہ میں کسی چیز کی تلاش میں ہوں جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ تو آپ نے پشت اقدس سے چادر اطہر سرکائی پس میں نے خاتم نبوت دیکھ لیا اور اس کو پہچان لیا تو میں اس پر ٹوٹ پڑا کہ بوسہ دے لوں اور رونے لگا تو آپ نے فرمایا کہ گھوم جاؤ تو میں گھوم گیا تو میں نے آپ کی بارگاہ میں پورا قصہ اس طرح بیان کیا جیسا کہ تم سب سے بیان کیا اے ابن عباس۔

(البخاری)

(سیرۃ ابن ہشام)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرأت

حل لغات:۔ **شَفَيْتَ۔ شَفَى يَشْفِىْ شِفَاءً۔** صحتیاب کرنا تشفی بخشنا، مطمئن کرنا **شَنَّةٌ۔** مشکیزہ جمع **شِنَانٌ۔ آنَ** ۔ وقت ہونا۔ **اُرِيْقُ الْمَاءَ۔ اِرَاقَةُ الْمَاءِ۔** پیشاب کرنے سے کنایہ ہے۔ **ثَارَ يَثُوْرُ۔** بھڑکنا۔ **ثَارَتِ الْفِتْنَةُ** ان کے درمیان فتنہ وفساد بھڑک اٹھا۔ **بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ** ان کے درمیان۔ **اَلْوَيْلُ۔** ہلاکت، خرابی،

سلیس ترجمہ:۔ جب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی ﷺ کے بعثت کی خبر مکہ میں پہونچی انہوں نے اپنے بھائی سے کہا اس وادی (مکہ) کی طرف سوار ہو اور میرے لئے اس آدمی کے سلسلے میں معلومات حاصل کرو جو کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اس کی بات سنو پھر میرے پاس آؤ چنانچہ دوسرا (بھائی) چل پڑا یہاں تک کہ مکہ آیا اور ان (نبی ﷺ) کی بات سنی پھر حضرت ابوذر کی جانب لوٹا اور کہا میں نے ان کو اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہوئے دیکھا اور ایسی گفتگو جو شعر نہیں ہے حضرت ابوذر نے کہا میں نے جس چیز کا ارادہ کیا تھا تو نے اس میں مجھے تشفی نہ دی پھر انہوں نے زاد سفر لیا اور اپنی ایک پرانی مشک لی جس میں پانی تھا یہاں تک کہ مکہ آئے اور مسجد (نبوی) میں گئے تو نبی ﷺ کو ڈھونڈھا حضرت ابوذر نبی ﷺ کو پہچانتے نہ تھے اور ان کے سلسلے میں کسی سے دریافت کرنا پسند نہ کیا یہاں تک کہ ان کو رات نے پالیا شام ہوگئی اور لیٹ گئے تو (جب) حضرت علی نے ان کو دیکھا اور جان لیا کہ یہ کوئی مسافر ہے جب حضرت ابوذر نے حضرت علی کو دیکھا ان کے پیچھے ہولئے (مگر) دونوں میں سے کسی ایک نے (دوسرے سے) اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا جب صبح ہوئی تو پھر اپنا مشک اور توشہ دان اٹھایا مسجد کی جانب، تو وہ دن بھی گذر گیا اور نبی ﷺ کو نہ دیکھ پائے

یہاں تک کہ شام ہوگئی تو اپنے خوابگاہ کی جانب لوٹے اور ان کے پاس سے حضرت علی گذرے اور کہا کہ کیا ابھی مرد کے لئے وہ وقت نہ آیا کہ وہ اپنی منزل جان لے تو ان کو اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے اور دونوں میں کوئی اپنے ساتھی سے کچھ نہیں پوچھا حتی کہ جب تیسرا دن آیا تو اسی طرح کیا تو حضرت علی نے ان کے ساتھ قیام کیا اور ان سے کہا کیا تم مجھے نہ بتاؤ گے کہ کون سی چیز تمہیں اس شہر میں لے آئی تو کہا اگر تم مجھ سے پکا وعدہ کرو کہ میری رہنمائی کروگے تو کروں (بتاؤں) پھر انہوں نے یہ کہا اور ان کو خبر دی اور کہا کہ تو وہ حق ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں جب تم صبح کرو تو میرے ساتھ چلو تو جب میں کوئی چیز ایسی دیکھوں گا کہ تم پر ڈروں تو ایسا ٹھہروں گا گویا پیشاب کر رہا ہوں تو اگر چلوں تو میرے پیچھے ہولینا یہاں تک کہ جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہوجانا تو حضرت ابوذر نے ایسا ہی کیا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ حضرت علی نبی ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور حضرت ابوذر بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے اور حضرت ابوذر نے نبی ﷺ کی بات سنی اور اسی جگہ ایمان لائے۔ تو ان سے نبی ﷺ نے کہا تم اپنی قوم کی جانب لوٹ جاؤ اور انہیں خبر دو جب تک کہ تم کو میرا دوسرا حکم پہونچے۔ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ان میں بلند آواز سے یہ کہوں گا تو نکلے اور مسجد آئے اور بلند آواز سے کہا۔ **اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ** پوری قوم بھڑ گئی اور ایسا مارا کہ لٹا دیا حضرت عباس آئے اور ان پر چھا گئے اور کہا تمہاری بربادی ہو (خرابی ہو) کیا تم نہیں جانتے کہ یہ قبیلہ غفار کے ہیں اور تمہارے تاجروں کا راستہ شام کو انہیں سے ہوکر ہے انہوں نے ان کو ان سے (کفار سے) نکالا۔ پھر کل انہوں نے اسی طرح پھر کہا تو م بھڑی ان کو مارا تو حضرت عباس چھاپ لئے اور انہیں بچالیا۔ (مسلم ج ۲) ☆

میرے اور میرے چچازاد بھائیوں کے درمیان

حل لغات:۔ ثُغُورٌ واحد ثَغْرٌ. سرحد۔ اَمْسَوْا ثُغُوْرًا۔ یعنی وہ لوگ متفرق ہوگئے۔ هَوِیَ. چاہنا۔ (س،ن) خواہش کرنا۔ زَجَرَهٗ طَیْرًا۔ فال لینا۔ سَعَدًا۔ یہ طیراً کی صفت ہے یعنی اچھا پرندہ۔ شِیْمَةٌ۔ عادت جمع شِیَمٌ.

سلیس ترجمہ (۱) میری قوم قرض کے سلسلے میں مجھ پر عتاب کرتی ہے حالانکہ میرا قرض ایسی چیزوں میں ہے جن سے تعریف حاصل کی جاتی ہے۔

(۲) میں اس قرض کے ذریعہ ان حقوق کی سرحدوں کو بند کرتا ہوں جن کو ان لوگوں نے چھوڑ دیا اور ضائع کر دیا اور جس کے بند کرنے کی وہ لوگ طاقت نہیں رکھتے۔

(۳) اور اس پیالے میں (خرچہ کرتا ہوں) جس کے قریب دروازہ بند کیا جاتا ہے جو پیالہ گوشت سے پر اور ثرید سے لبریز ہے۔

(۴) اور ایسے قوی اور عمدہ گھوڑے پر (خرچ کرتا ہوں) جس کو میں نے اپنے گھر کا پردہ (محافظ) بنایا ہے۔ پھر میں نے ایک غلام کو اس کا خادم رکھا ہے۔

(۵) اور بے شک میرے اور میرے چچازاد بھائیوں اور میرے سگے بھائیوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔

(٦) اگر وہ میرا گوشت کھالیں تو میں ان کے گوشت بڑھاتا ہوں اور اگر وہ میری شرافت ڈھائیں تو میں ان کے لئے تعمیر شرافت کرتا ہوں۔

(۷) اگر وہ میرے راز کو ضائع کریں تو میں ان کے رازہائے سربستہ کی حفاظت کرتا ہوں اور اگر وہ

میری گمراہی کے خواہش مند ہوں تو میں ان کی ہدایت کا خواہاں ہوں۔

(۸) اور اگر وہ اڑائیں بدفالی کا پرندہ جو مجھ سے گذر جائے تو میں ان سے نیک فالی کا پرندہ اڑاتا ہوں جو ان پر سے گذرے۔

(۹) اور میں ان پر پرانا کینہ نہیں لئے رہتا ہوں حالانکہ کینہ پرور قوم کا سردار نہیں (ہوسکتا)

(۱۰) ان کے لئے میرا سارا مال ہے اگر مالداری میرا ساتھ دے اور اگر (اتفاق سے) میرا مال کم ہوجائے تو میں ان کو مدد کی تکلیف نہیں دیتا ہوں۔

(۱۱) اور میں مہمان کا خادم ہوں جب تک اس کا قیام ہے اور میری کوئی خصلت اس کے علاوہ ایسی نہیں جو غلامی کے مشابہ ہو۔ **(دیوان حماسہ لابی تمام بلب)الادب)**

عمر فیصلے میں

حل لغات:۔ فَظٌّ۔ معں،س سخت کلام والا آدمی۔ هَابَهٗ۔ ف۔ ڈرنا۔ غمدالسیف۔ ن،ض۔تلوار میان میں ڈالنا۔ دَیِنَ لَہٗ۔ مطیع وفرمانبردار ہونا، یقین کرنا۔ اَلْبَعْثُ لشکر جمع بُعُوْث۔

سلیس ترجمہ:۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت علیل ہوئے اور لوگوں نے خواہش کی کہ خلیفہ بنادیں تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تو لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نے ہم پر نہایت سخت دل آدمی کو خلیفہ بنایا تو آپ (بھلا) اپنے رب کے حضور کیا جواب دیں گے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کہہ دوں گا (مولا) میں نے تیری مخلوق پر مخلوق میں سب سے بہتر شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ اور لوگ ان سے بہت زیادہ ڈر گئے یہاں تک کہ مکان کے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا جب حضرت عمر تک لوگوں کے ڈرنے کی خبر پہونچی آپ نے سب کو جمع کیا پھر منبر پر وہیں کھڑے ہوئے جہاں حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ اپنے قدم رکھتے تھے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کی جو اس کی شان کے لائق ہے اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ لوگ میری شدت سے مرعوب ہوگئے اور میری سختی سے ڈر گئے ہیں اور لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر ہم پر سختی کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے پھر انہوں نے ہم پر سختی کی حالانکہ حضرت ابوبکر ہمارے والی وخلیفہ تھے نہ کہ وہ (عمر) اب کیا حال ہوگا جبکہ سارے امور انہیں کے حوالے ہوگئے ہیں۔ میرے عمر کی قسم جس نے بھی یہ کہا سچ کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا ان کا غلام اور خادم تھا یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اٹھالیا اس حال میں کہ وہ مجھ سے راضی تھے میں اس وجہ سے لوگوں میں خوش نصیب تھا۔ پھر لوگوں کے معاملات کے والی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے میں ان کا خادم اور معاون تھا میں اپنی سختی کو ان کی نرمی سے ملا دیتا تھا تو میں بے نیام تلوار ہوجاتا یہاں تک کہ وہ مجھے نیام میں کرتے یا چھوڑ دیتے۔ تو میں ان کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ نے انہیں بھی اٹھالیا اور وہ مجھ سے راضی تھے اور الحمد للہ میں اس کے سبب لوگوں میں نیک ہوں پھر میں تمہارے معاملات کا والی بنادیا گیا ہوں تو اب جان لو کہ وہ (سابقہ) شدت دوگنی ہوگئی لیکن وہ فقط مسلمانوں پر ظلم وزیادتی کرنے والوں پر ہوگی اور رہے دین واسلام اور صحیح ارادے والے تو میں ان کے لئے ان کے بعض پر بعض سے زیادہ نرم ہوں میں کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑوں گا جو کسی پر ظلم وزیادتی کرے یہاں تک کہ میں اس کے ایک رخسار کو زمین پر رکھوں گا اور اپنا قدم اس کے دوسرے رخسار پہ رکھوں گا جب تک وہ حق کو تسلیم نہ کرے اور تم لوگوں کا مجھ پر اے لوگو یہ حق ہے کہ تم سے تمہارے ٹیکس (آمدنی) سے کچھ نہ چھپاؤں اور جب وہ میرے پاس آجائے تو ضرورت ہی سے نکلے اور تمہارا میرے اوپر یہ حق ہے کہ میں تمہیں ہلاکتوں میں نہ ڈالوں اور جب تم افواج میں جاکر غیر حاضر رہو تو میں تمہاری واپسی تک تمہارے بال بچوں کا محافظ رہوں میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر وصال فرماگئے اور سختی اور نرمی کو اپنی اپنی جگہوں میں زیادہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ بال بچوں کے نگران تھے یہاں تک کہ آپ ان عورتوں کے پاس جاتے

تھے جن کے شوہر غیر حاضر ہوتے اور کہتے کیا تم عورتوں کی کوئی ضرورت ہے کہ میں خرید کر لا دوں کیونکہ یہ مجھے ناپسند ہے کہ تم خرید و فروخت میں نکلی جاؤ تو وہ عورتیں اپنی نوکرانیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجتیں تو آپ بازار میں داخل ہوئے اور آپ کے پیچھے ان عورتوں کی کنیزیں اور غلام بے شمار ہوتے پھر آپ ان کے لئے ان کی ضرورت کی چیزیں خریدنے اور جس عورت کے پاس کچھ نہ ہوتا اس کے لئے اپنے پاس (کی رقم) سے خرید دیتے۔ اللہ ان سے راضی رہے۔

(حیوۃ الحیوان للدمیری۔ ج ۱) ☆☆

اصحاب فیل

حل لغات: ۔ السَّهلُ۔ ہموار زمین جمع سُهُولٌ۔ زَهَدَ فِيهِ۔ س۔ ك، ف۔ بے رغبت ہونا۔ التَّحَرُّزُ محفوظ مقام میں ہو جانا۔ بَزَغَ الدم۔ ن۔ خون بہانا۔ المُغَمَّسُ۔ طائف کے راستے میں مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ شَعَفٌ۔ پہاڑ کی بلندی جمع شُعُوفٌ۔ اِبْتَدَرَ۔ آپس میں کسی چیز کے لئے آگے بڑھنا۔ مَثَّ۔ ن۔ زخم کا بہنا۔ طَيْرًا اَبَابِيلَ۔ غول کے غول پرندے۔ صَنْعَاء۔ یمن کا دار السلطنت۔

سلیس ترجمہ: ۔ جب ابرہہ مغمس میں اترا اس نے ایک حبشی آدمی جسے اسود بن مقصود کہا جاتا ہے اپنے ایک گھوڑے پر بھیجا یہاں تک وہ مکہ پہونچ گیا۔ تو وہ تہامہ سے قریش وغیرہ کے اموال (اونٹ) ابرہہ کے پاس ہانک لایا۔ اور اسی میں حضرت عبد المطلب بن ہاشم کے دو سو اونٹ پہونچ گئے۔ اور وہ ان دنوں قریش میں بڑے اور ان کے سردار تھے۔ تو قبیلہ قریش اور کنانہ اور ہذیل اور جو لوگ بھی حرم میں تھے سب نے ابرہہ سے قتال کا قصد کیا۔ پھر جب انہوں نے جانا کہ انہیں اس کی طاقت نہیں تو یہ ارادہ ترک کر دیا اور ابرہہ نے حناطہ حمیری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ اس شہر کے سردار اور آقا کے بارے میں دریافت کرو پھر ان سے کہو کہ بادشاہ کہتا ہے کہ میں لڑائی کیلئے نہیں آیا اس لئے ہمیں تمہارے خون کی کوئی ضرورت نہیں تو اگر وہ مجھ سے لڑائی نہیں چاہتے تو ان کو میرے پاس لاؤ تو

جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا اور سردار قریش کے بارے میں پوچھا تو اس سے بتایا گیا عبد المطلب بن ہاشم تو وہ (حناطہ) حضرت عبد المطلب کے پاس آیا اور ان سے وہ سب کہا جو ابرہہ نے اسے کہنے کا حکم دیا تھا تو اس سے حضرت عبد المطلب نے کہا بخدا ہم اس سے لڑائی نہیں چاہتے اور نہ ہی ہمارے پاس اس کی طاقت ہے۔ یہ اللہ کا محترم گھر ہے اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھر ہے یا جو بھی کہا تو اگر وہ اللہ ابرہہ کو کعبہ سے باز رکھے تو وہ اس کا گھر اور حرم ہے اور اگر وہ کعبہ اور ابرہہ کے درمیان راستہ خالی چھوڑ دے تو بخدا ہمارے پاس اس کے دفاع کی طاقت نہیں ہے تو حناطہ نے ان سے کہا تو پھر میرے ہمراہ ابرہہ کے پاس چلئے کیونکہ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس کے پاس لے آؤں چنانچہ حضرت عبد المطلب حناطہ کے ساتھ چلے اور آپ کے ساتھ آپ کے کچھ بیٹے بھی تھے یہاں تک کہ لشکر کے پاس آئے تو آپ نے ذی نفر کے بارے میں پوچھا وہ آپ کا دوست تھا آپ اس کے پاس پہونچے اور وہ ابرہہ کے قید خانہ میں تھا۔ اس سے آپ نے کہا اے ذی نفر کیا تمہارے پاس اس سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے جو مصیبت ہم پر آن پڑی ہے تو ان سے ذو نفر نے کہا ایسے شخص کے پاس بچاؤ کی کیا تدبیر ہوگی جو بادشاہ کے سامنے قیدی ہو اور اس انتظار میں ہو کہ صبح یا شام بادشاہ اسے قتل کر دے میرے پاس اس سے بچاؤ کی کوئی چیز نہیں ہے جو آپ کو درپیش ہے سوائے اس کے کہ انیس نام کا ایک ہاتھی دان میرا دوست ہے اس کے پاس کسی کو بھیجوں اور آپ کے بارے میں تاکید کروں اور اس پر آپ کا عظیم حق بتاؤں اور اس سے یہ سوال رکھوں کہ آپ کے لئے بادشاہ سے اجازت طلب کرے اور آپ کو جو کچھ کہنا ہے اس (بادشاہ) سے بات کر لیں اور اگر اس سے ہو سکے تو آپ کے لئے اچھی سفارش کرے۔ حضرت عبد المطلب نے کہا اتنا میرے لئے کافی ہے تو ذو نفر نے انیس کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے کہلایا کہ (یہ) عبد المطلب سردار قریش ہیں چشمہ زمزم کے مالک ہیں جو لوگوں کو زمین پر کھانا کھلاتے ہیں اور وحشیوں کو پہاڑ کی چوٹیوں پر۔ ان کے دو سو اونٹوں کو بادشاہ نے پا لیا ہے تو تم ان کے لئے بادشاہ سے اجازت طلب کرو اور بادشاہ کے پاس انہیں جو تم سے ہو سکے نفع پہونچاؤ۔ اس نے کہا میں یہ کر دوں گا چنانچہ انیس نے ابرہہ سے بات کی اور اس سے کہا اے بادشاہ یہ سردار قریش آپ کے دروازے پر ہیں۔ آپ سے اجازت چاہتے ہیں یہ مکہ (چشمہ زمزم) کے مالک ہیں یہ لوگوں کو زمین پر اور وحشیوں کو پہاڑ

اجازت دیں تا کہ وہ آپ سے (آنے کی) اپنی ضرورت کے معاملے میں بات کرلیں تو انہیں ابرہہ نے اجازت دی راوی کا کہنا ہے کہ حضرت عبدالمطلب لوگوں میں زیادہ وجیہہ باعظمت اور خوبرو تھے تو ابرہہ نے جیوں ہی دیکھا ان کی تعظیم وتکریم کی اس بات سے کہ ان کو اپنے تخت کے نیچے بٹھائے اور یہ بھی ناپسند کیا کہ حبش کے لوگ اسے یہ دیکھیں کہ انہیں اپنے ساتھ اپنے شاہی تخت پر بیٹھائے۔ تو ابرہہ فوراً اپنے تخت سے اترا اور اپنے فرش پر بیٹھ گیا اور ان کو بھی اپنے ساتھ اپنے بغل میں اسی فرش پر بیٹھایا۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے اپنی ضرورت کہو پھر ان سے ترجمان نے کہا تو حضرت عبدالمطلب نے کہا میری ضرورت یہ ہے کہ بادشاہ مجھے میرے دوسو اونٹ لوٹا دے جو میرے اس تک پہونچ گئے ہیں۔ تو جب حضرت عبدالمطلب نے ان سے یہ کہا تو ابرہہ نے کہا اپنے ترجمان سے کہ ان سے کہو کہ میں نے جب تمہیں دیکھا تھا تو اچھا جانا تھا پھر اپنے سے تم نے اعراض کرایا جب تم نے مجھ سے بات کی کیا تم مجھ سے اپنے دوسو اونٹوں کے بارے میں سوال کرتے ہو جن کو میں نے پالیا ہے اور اس گھر کو چھوڑ دیتے ہو جو تمہارا اور تمہارے آباء واجداد کا دین ہے میں اسے ڈھانے آیا ہوں تم مجھ سے اس کے بارے میں بات نہیں کرتے تو ان سے عبدالمطلب نے کہا کہ میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں اور کعبہ کا ایک دوسرا مالک ہے جو عنقریب اس سے روکے گا تو ابرہہ نے کہا وہ مجھے نہیں روک سکتا حضرت عبدالمطلب نے کہا تو اور وہ (جانے) تو ابرہہ نے عبدالمطلب کو ان کے اونٹ لوٹا دیا۔ تو جب سب وہاں سے چلے عبدالمطلب بھی قریش کی جانب چلے اور ان کو واقعہ کی خبر دی اور انہیں اور اہل مکہ کو مکہ سے باہر نکلنے کا حکم دیا اور پہاڑوں میں پناہ گزیں ہونے کا حکم دیا پھر عبدالمطلب نے کھڑے ہو کر باب کعبہ کی زنجیر پکڑی اور انکے ساتھ قریش کے کچھ لوگ بھی کھڑے ہو کر دعا کرنے لگے اور اسکے لشکر پر مدد طلب کرنے لگے۔ اور حضرت عبدالمطلب اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے قریش کے پہاڑ کی گھاٹیوں کی طرف چل پڑے تا کہ اس میں ابرہہ کے شر سے محفوظ رہ سکیں جو کچھ وہ کرنے والا تھا۔ جب صبح ہوئی ابرہہ نے مکہ میں داخلے کا قصد کیا اور اپنے ہاتھی اور لشکر تیار کیا، ہاتھی کا نام محمود تھا جب ان لوگوں نے ہاتھی کو مکہ کی جانب متوجہ کیا تو نفیل بن حبیب آگے بڑھے اور ہاتھی کا کان پکڑ کر کہا اے محمود بیٹھ جا اور وہی راستہ دیکھتے ہوئے لوٹ جا جہاں سے آیا ہے اس لئے کہ تو اللہ کے محترم

شہر میں ہے اور اس کا کان چھوڑ دیا تو ہاتھی بیٹھ گیا۔ اور نفیل بن حبیب دوڑ کر نکلے یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور ان لوگوں نے ہاتھی کو مارا تا کہ کھڑا ہو جائے پھر اس کے سر پر کلہاڑی سے مارا تا کہ کھڑا ہو جائے مگر ہاتھی نے انکار کیا پھر ان لوگوں نے اس کے پہلو میں گجباک گھسا دیا اور اس کو اس طرح ہتھیار (گجباک) سے لہولہان کر دیا کہ وہ کھڑا ہو جائے پھر بھی وہ آمادہ نہ ہوا پھر انہوں نے اسے لوٹانے کے لئے اس کا رخ یمن کی جانب موڑا تو کھڑا ہو کر بھاگنے لگا اور شام کی طرف متوجہ کیا تو اس نے وہی کیا اور مشرق کی جانب موڑا تو وہی کیا اور مکہ کی جانب متوجہ کیا تو بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بحری پرندے گوریوں اور بلسان کے مانند بھیجا ان میں سے ہر پرندے کے ساتھ تین تین پتھر تھے ایک پتھر چونچ میں اور دو اپنے پیروں میں لئے تھے مانند چنے اور مسور کے ان میں سے کسی ایک کو نہیں پہونچتا مگر وہ ہلاک ہو جاتا حالانکہ سب کو نہیں پہونچا اور وہ سب نکلے بھاگتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے اسی راستے پر جس سے وہ آئے تھے اور نفیل بن حبیب کو پوچھتے تا کہ وہ انہیں یمن کا راستہ بتائیں تو نکلے گرتے پڑتے ہوئے راستے سے اور ہلاک ہونے لگے ہر ہلاکت کی جگہ پر ہر موقعہ پر اور ابرہہ کے جسم میں جب کنکری پہونچ گئی لوگ اس کو اپنے ساتھ لے کر نکلے ایک ایک انگل کٹ کر گر رہا تھا جب جب کوئی پور کٹ کر گرتا اس کے بعد فوراً وہاں پک جاتا اور اس سے خون اور پیپ بہتا رہتا یہاں تک کہ اسے صنعاء لے آئے اور وہ پرندے چوزے کی مانند ہو گیا تھا تو وہ نہیں مرا یہاں تک کہ اس کا سینہ پھٹ کر قلب باہر آ گیا تھا جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ کی بعثت کو قریش پر اللہ کا انعام اور فضل شمار کیا جاتا تھا جس کے سبب اللہ نے ان سے حبشہ (ابرہہ) کا معاملہ لوٹا دیا ان کے معاملے اور ان کی عمر کو باقی رکھ کر تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم ترا الخ (سیرت ابن هشام ج ۱)۔

قریش کا منصوبہ (سازش)

حل لغات:۔ الشِّیعَۃُ۔ جماعت، گرو۔ جمع شِیَعٌ المَنَعَۃُ۔ قوت وعظمت۔ دَارُ النَّدْوَۃِ۔ قریش کا پنچائت گھر الرُّحْمَۃُ۔ بھیڑ بھاڑ۔ العِقلُ۔ دیت۔ النَّابغَۃُ۔ مشہور شعر تا بغز بیانی صف اوّل کے

جاہلی شعر ۔ زُھَیرُ ۔ زہیر بن ابو سلمہ ان کا شمار جاہلیت کے حکیم شعراء میں ہوتا ہے ۔ بِتلَۃٌ ۔ چادر کمبل ج اکسیا (جس سے دنیا سے لاتعلقی ظاہر ہو) تَسَـــجَّ ۔ اوڑھنا ۔ الـــفِـــراشُ ۔ بستر (ج) اَفرِشَۃٌ ۔ وفُرُوش ۔

سلیس ترجمہ :۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ معاون اور ساتھی ان کے علاوہ دوسرے شہروں میں ہو گئے ہیں اور ان کے مہاجر ساتھیوں کا ان کی جانب جاتا دیکھا سمجھ گئے کہ وہ لوگ کسی گھر میں اترے ہیں اور وہ ان سے قوت پا گئے ہیں تو وہ رسول اللہ ﷺ کی چڑھائی کو اپنی جانب ڈرے اور سب پر جانے کی آپ نے سب کو قریش سے لڑائی کیلئے اکٹھا کیا ہے تو سب دارالندوہ (مشورے کا گھر) میں اکٹھا ہوئے (یہ قصی بن کلاب کا وہی گھر تھا کہ قریش کسی معاملے کا فیصلہ اسی میں کرتے تھے) مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے کیا کریں جب وہ لوگ ڈر گئے ۔ جب سب اس کیے لئے اکٹھا ہوئے اور تیار ہوئے کہ دارالندوہ میں رسول اللہ کے معاملے میں مشورہ کیلئے داخل ہوں اسی دن کی صبح جس دن کو تیار ہوئے تھے اس دن کو '' یـــــــــوم الـــزحـــمۃ '' کہتے تھے ۔ تو ان میں ابلیس ایک عظیم شیخ کی شکل میں ٹپک پڑا ۔ اس پر ایک چادر تھی دروازے پر کھڑا ہوا جب سبھوں نے اس کو دروازے پر کھڑا دیکھا تو کہا کون بزرگ ہیں ابلیس نے کہا ایک نجدی بڈھا وہ بات سنی جس کے لئے تم سب تیار ہوئے تو تمہارے ساتھ موجود ہوا تا کہ تمہاری باتیں سن سکے ۔

اور عنقریب تمہیں رائے اور نصیحت سے محروم نہ رکھے گا سب نے کہا ٹھیک ہے تو پھر آجاؤ چنانچہ ابلیس ان کے لوگوں کے ساتھ (دارالندوہ میں) داخل ہوا اور اس میں سرداران قریش جمع ہو چکے تھے ۔ تو ان میں سے بعض نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کا معاملہ وہ ہے جو تم لوگوں نے دیکھا تو باخدا ہم اپنے اوپر اس کے حملے سے بے خوف نہیں رہ سکتے کیونکہ

ہمارے اغیار اس کے متبع ہو گئے ہیں تو سب لوگ اپنی اپنی رائے دو ، راوی کا کہنا ہے کہ سب لوگ مشورہ کرنے لگے ۔

پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کو لوہے میں جکڑ کر قید کر دو اور دروازہ بند کر دو پھر اس مصیبت کی زندگی کرو جو اس کے ہم مثل شعراء کو جو اس سے قبل تھے یعنی زہیر نابغہ وغیرہ کو پہونچ چکی ہے ۔ اور جو لوگ ان میں سے موت کے گھاٹ اتر چکے تا کہ اسکو بھی وہی سزا مل جائے جو انہیں مل چکی ہے ۔ تب شیخ نجدی نے کہا باخدا یہ تمہاری کوئی رائے ہے باخدا اگر تم اسے قید کر دو جیسا کہ تم لوگ کہہ رہے ہو تو بھی ضرور اس کا معاملہ اس دروازے کے پیچھے سے اس کے ساتھیوں تک پہونچ جائیگا جس کو تم نے اس کے قریب بند کر دیا ہے تو عنقریب وہ تم پر حملہ آور ہو جائیں گے ۔ تو اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھین لیں گے پھر تم پر کثیر ہو کر تمہارے معاملے پر غالب آجائیں گے ۔ یہ کوئی رائے تو اس کے علاوہ کوئی تدبیر سوچو پھر ان لوگوں نے مشورہ کیا تو میں سے ایک نے کہا کہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں اور اسے اپنے شہروں سے روک دیں تو جب وہ ہم میں سے نکل جائے گا تو باخدا ہمیں کوئی فکر نہ ہوگی کہ کہاں گیا اور کہاں پہونچا جب وہ ہم سے اوجھل ہو جائے گا اور ہم فارغ ہو جائیں گے تو ہم اپنے معاملے کو درست کر لیں گے اور اپنی الفت صحیح کر لیں گے جیسی کی تھی ۔ تو شیخ نجدی نے کہا باخدا یہ بھی تمہاری کوئی رائے ہے کیا تم لوگوں نے اس کی خوبیٔ گفتار اور شیریں کلامی نہ دیکھی اور اس کے اس غلبہ کو جو لوگوں کے دلوں پر حاصل کر لیتا ہے باخدا اگر لوگوں نے ایسا کیا تو اس بات سے محفوظ نہ رہ سکو گے کہ وہ عرب کے کسی بھی قبیلے میں گھس جائیگا تو اس طرح تم پر غالب آجائے گا اپنی بات چیت سے یہاں تک کہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگیں گے پھر وہ ان کو لیکر تم پر حملہ کر دے گا اور تمہیں تمہارے شہروں میں کچل ڈالے گا اور معاملہ تمہارے ہاتھ سے چھین لے گا پھر تمہارے ساتھ جو سلوک چاہے گا کرے گا اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر سوچو راوی نے کہا تو ابوجہل بن ہشام بولا باخدا اس سلسلے میں میری ایک رائے ہے میں دیکھتا کہ اس کے بعد تم کسی اور فکر میں پڑو گے سب نے کہا اور وہ رائے کون سی ہے اے ابوالحکم اس نے کہا کہ میری رائے ہے کہ ہم لوگ ، قبیلے سے ایک ایک تندرست صاحب نسب وجیہہ نو جوان

جاہلی شعر۔ زُهَيرُ۔ زہیر بن ابو سلمہ ان کا شمار جاہلیت کے حکیم شعراء میں ہوتا ہے۔ بتلةُ۔ چادر کمبل جا کسیاً (جس سے دنیا سے لاتعلقی ظاہر ہو) تَسَجُّ۔ اوڑھنا۔ الـفـراش۔ بستر (ج) اَفرِشَةٌ۔ وفُرُوش۔

سلیس ترجمہ:۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ معاون اور ساتھی ان کے علاوہ دوسرے شہروں میں ہو گئے ہیں اور ان کے مہاجر ساتھیوں کا ان کی جانب جاتا دیکھا سمجھ گئے کہ وہ لوگ کسی گھر میں اترے ہیں اور وہ ان سے قوت پا گئے ہیں تو وہ رسول اللہ ﷺ کی چڑھائی کو اپنی جانب ڈرے اور سب پر جانے کی آپ نے سب کو قریش سے لڑائی کیلئے اکٹھا کیا ہے تو سب دارالندوہ (مشورے کا گھر) میں اکٹھا ہوئے (یہ قصی بن کلاب کا وہی گھر تھا کہ قریش کسی معاملے کا فیصلہ اسی میں کرتے تھے) مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے کیا کریں جب وہ لوگ ڈر گئے۔ جب سب اس کیے لئے اکٹھا ہوئے اور تیار ہوئے کہ دارالندوہ میں رسول اللہ کے معاملے میں مشورہ کیلئے داخل ہوں اسی دن کی صبح جس دن کو تیار ہوئے تھے اس دن کو "یـــــوم الـزحـمة" کہتے تھے۔ تو ان میں ابلیس ایک عظیم شیخ کی شکل میں ٹپک پڑا۔ اس پر ایک چادر تھی دروازے پر کھڑا ہوا جب سبھوں نے اس کو دروازے پر کھڑا دیکھا تو کہا کون بزرگ ہیں ابلیس نے کہا ایک نجدی بڈھا وہ بات سنی جس کے لئے تم سب تیار ہوئے تو تمہارے ساتھ موجود ہوا تا کہ تمہاری باتیں سن سکے۔

اور عنقریب تمہیں رائے اور نصیحت سے محروم نہ رکھے گا سب نے کہا ٹھیک ہے تو پھر آجاؤ چنانچہ ابلیس ان کے لوگوں کے ساتھ (دارالندوہ میں) داخل ہوا اور اس میں سرداران قریش جمع ہو چکے تھے۔ تو ان میں سے بعض نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کا معاملہ وہ ہے جو تم لوگوں نے دیکھا تو با خدا ہم اپنے اوپر اس کے حملے سے بے خوف نہیں رہ سکتے کیونکہ

ہمارے اغیار اس کے متبع ہو گئے ہیں تو سب لوگ اپنی اپنی رائے دو، راوی کا کہنا ہے کہ سب لوگ مشورہ کرنے لگے۔

پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کو لوہے میں جکڑ کر قید کر دو اور دروازہ بند کر دو پھر اس مصیبت کی زندگی کرو جو اس کے ہم مثل شعراء کو جو اس سے قبل تھے یعنی زہیر نابغہ وغیرہ کو پہونچ چکی ہے۔ اور جو لوگ ان میں سے موت کے گھاٹ اتر چکے تا کہ اسکو بھی وہی سزا مل جائے جو انھیں مل چکی ہے۔ تب شیخ نجدی نے کہا با خدا یہ تمہاری کوئی رائے ہے با خدا اگر تم اسے قید کر دو جیسا کہ تم لوگ کہہ رہے ہو تو بھی ضرور اس کا معاملہ اس دروازے کے پیچھے سے اس کے ساتھیوں تک پہونچ جائیگا جس کو تم نے اس کے قریب بند کر دیا ہے تو عنقریب وہ تم پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ تو اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھین لیں گے پھر تم پر کثیر ہو کر تمہارے معاملے پر غالب آجائیں گے۔ یہ کوئی رائے تو اس کے علاوہ کوئی تدبیر سوچو پھر ان لوگوں نے مشورہ کیا تو میں سے ایک نے کہا کہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں اور اسے اپنے شہروں سے روک دیں تو جب وہ ہم میں سے نکل جائے گا تو با خدا ہمیں کوئی فکر نہ ہوگی کہ کہاں گیا اور کہاں پہونچا جب وہ ہم سے اوجھل ہو جائے گا اور ہم فارغ ہو جائیں گے تو ہم اپنے معاملے کو درست کر لیں گے اور اپنی الفت صحیح کر لیں گے جیسی کی تھی۔ تو شیخ نجدی نے کہا با خدا یہ بھی تمہاری کوئی رائے ہے کیا تم لوگوں نے اس کی خوبیٔ گفتار اور شیریں کلامی نہ دیکھی اور اس کے اس غلبہ کو جو لوگوں کے دلوں پر حاصل کر لیتا ہے با خدا اگر لوگوں نے ایسا کیا تو اس بات سے محفوظ نہ رہ سکو گے کہ وہ عرب کے کسی بھی قبیلے میں گھس جائیگا تو اس طرح تم پر غالب آجائے گا اپنی بات چیت سے یہاں تک کہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگیں گے پھر وہ ان کو لیکر تم پر حملہ کر دے گا اور تمہیں تمہارے شہروں میں کچل ڈالے گا اور معاملہ تمہارے ہاتھ سے چھین لے گا پھر تمہارے ساتھ جو سلوک چاہے گا کرلے گا اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر سوچو راوی نے کہا تو ابوجہل بن ہشام بولا با خدا اس سلسلے میں میری ایک رائے ہے میں دیکھتا کہ اس کے بعد تم کسی اور فکر میں پڑو گے سب نے کہا اور وہ رائے کون سی ہے اے ابوالحکم اس نے کہا کہ میری رائے ہے کہ ہم لوگ ، ، قبیلے سے ایک ایک تندرست صاحب نسب وجیہ نوجوان

جبیں اور ان میں سے ہر جوان کو ایک ایک ننگی تلوار دے دیں پھر سب اس پر (یک بارگی) حملہ کریں یہاں تک کہ ایک ہی وار میں اسے قتل کر دیں۔ تو ہم اس سے چھٹکارہ پا جائیں گے۔ اس لئے کہ جب لوگ کر لیں گے تو ان کا خون سارے قبائل پر بٹ جائے گا تو عبد مناف کے لوگ سارے قبائل سے ایک ساتھ لڑنے پر قادر نہ ہو سکیں گے پھر (مجبوراً) ہم سے دیت پر صلح کر لیں گے تو ہم سب اس کی دیت دے دیں گے راوی کا کہنا ہے کہ تب شیخ نجدی نے کہا کہ بات تو وہی جو اس مرد نے کہی یہ وہ رائے ہے جس سے بہتر کوئی نہیں اس پر قوم کفار اٹھکر چلی گئی اور وہ اسی پر متفق تھے تو جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا آج کی شب آپ اپنے اس بستر پر نہ سوئیں جس پر سویا کرتے تھے تو جب کچھ رات گذری سارے کفار دروازے پر اکٹھا ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ وہ سو جائیں حملہ کریں جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں موجود دیکھا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز خضری چادر اوڑھ لو اور اسی میں سو جاؤ تو تمہیں ہرگز ایسی شئی در پیش نہ آئیگی جسے تم ناپسند کرو اور نبی ﷺ اپنی اسی چادر میں سوتے تھے جب بھی سوتے۔ راوی کا کہنا ہے کہ جب سب اکٹھا ہو گئے اور ان میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا اور کفار نبی ﷺ کے دروازے پر جمع ہیں کہ محمد ﷺ کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ ان کے حکم کی پیروی کرو گے تو عرب عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے پھر تم لوگ اپنی موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے اردن کی طرح جنت بنائی جائیگی اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارے درمیان قتال ہوگا پھر اپنی موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے آگ بنائی جائے گی جس میں تم جلائے جاؤ گے راوی کہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ ان پر گذرے اور ایک مٹھی مٹی اپنے ہاتھ میں لیا پھر فرمایا میں کہتا ہوں کہ تو ایک ہے اور اللہ نے ان کی نظروں پر پردہ ڈال دیا تو وہ لوگ آپ کو نہ دیکھ سکے پھر آپ مٹی ان کے سروں پر ڈالتے اور سورہ یٰسین کی یہ آئتیں تلاوت کرنے لگے۔ **یٰسین ۰ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم ۰ فاعشیناھم فھم لایبصرون** تک یہاں تک کہ نبی ﷺ ان آیتوں سے فارغ ہوئے اور کوئی کافر نہ بچا تھا جس کے سر میں مٹی نہ پڑ گئی ہو پھر تشریف لے گئے

جہاں جانا چاہتے تھے پھر ایک آنے والا دن میں (کفار) کے پاس آیا جو ان میں سے نہیں تھا کہا یہاں کیا انتظار کرتے ہو سب نے کہا محمد ﷺ کو اس نے کہا اللہ تمہیں رسوا کرے باخدا تم میں سے محمد ﷺ نکل گئے پھر تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس کی سر میں مٹی ڈال دیا اور اپنی قدرت کیلئے چلے تو تم کیوں نہیں دیکھتے جو تمہارے ساتھ ہے راوی نے کہا پھر ہر ایک نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا تو اتفاق سے سب کے سر پر مٹی ہے پھر تلاش کرنے لگے تو دیکھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بستر پر رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے ہوئے تو کہنے لگے کہ باخدا یہ محمد ﷺ ہی ہیں جو اپنی چادر اوڑھ کر سو رہے ہیں تو وہ نہیں گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو حضرت علی بستر سے اٹھے تو سب نے کہا خدا کی قسم اس نے سچ کہا جس نے ہم سے بیان دیا (سیرت ابن ہشام ج ۲)۔ ☆

دشمن کی گواہی

حل لغات: ۔ قَیْصَر۔ روم کا بادشاہ دِحیۃ کلبی۔ ایک صحابی رسول۔ حِمْص۔ حلب اور دمشق کے درمیان ایک مشہور شہر۔ ایلیا۔ بیت المقدس کے شہر کا نام۔ اثر۔ (ن۔ض) عن القوم نقل کرنا۔ سَجْلٌ (ج) سِجَال۔ ڈول۔ اللَّغَط۔ ج اَلْغَاطٌ شور شرابا۔ اَمِرَ۔ (س) بہت ہونا، بڑا ہونا۔ مَلِكُ بنوالا صفر۔ مراد قیصر ہے۔

سلیس ترجمہ: ۔ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ سے مروی ہے وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کو دعوت اسلام دیتے ہوئے خط لکھا اور اس خط کو دحیہ کلبی کے ساتھ قیصر کے پاس بھیجا اور انہیں (دحیہ) اللہ کے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ یہ خط والی بصرہ کو دے تاکہ والی بصرہ اسے قیصر کو دے دیں۔ اور قیصر کا یہ حال تھا کہ جب اللہ نے اسکے لشکر کو فارس پر فتح دی تو وہ حمص سے ایلیاء چلا آیا شکریے میں اس کے جس میں اللہ نے اسے مبتلا کیا تھا۔ تو جب قیصر کو رسول اللہ ﷺ کا خط پہو

نچا پڑھنے کے بعد کہا، یہاں میرے لیے کسی ایسے شخص کو کرو جو (نبی) کی قوم کا ہو کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کرسکوں حضرت ابن عباسؓ نے کہا تو مجھے ابو سفیان بن حرب نے خبر دی کہ اس وقت وہ (ابوسفیان) شام میں قریش کے ان چند لوگوں میں شامل تھے۔ جو بغرض تجارت اسی مدت میں وہاں آتے تھے جس میں (معاہدہ صلح) تھا رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان، حضرت ابوسفیان نے کہا کہ مجھے قیصر کے قاصد نے شام کے کسی حصے میں پایا پھر مجھے اور میرے ساتھیوں کو لے چلا یہاں تک کہ ہم لوگ ایلیاء آ گئے پھر ہمیں اس کے پاس پیش حاضر کیا، وہ اپنے تخت سلطنت پر بیٹھا ہے اور اس پر تاج ہے اور اس کے ارد گرد روم کے بڑے بڑے لوگ ہیں۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ ان میں کا کون اس شخص (نبی) سے نسب میں زیادہ قریب ہے جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں سب میں اس سے زیادہ قریب ہوں نسب میں اس پر (قیصر نے) اس سے کہا کہ تمہارے اور اسکے مابین کون سا رشتہ ہے تو میں نے کہا کہ وہ میرے چچیرے بھائی ہیں اور آج سواروں میں کوئی شخص میرے علاوہ قبیلہ عبد مناف میں سے نہیں ہے قیصر نے کہا اس کو مجھ سے قریب کرو اور میرے ساتھیوں کو حکم دیا تو ان کو میرے پیٹھ کے پیچھے میرے کندھے کے پاس کر دیا پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہو کہ میں اس شخص سے اس کے بارے میں کچھ پوچھنے والا ہوں جو بیان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اسے جھٹلانا۔ ابوسفیان نے کہا باخدا اگر حیا مانع نہ ہوتی اس دن اس بات سے کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ نقل کریں گے تو ضرور میں اس سے جھوٹ بولتا جس وقت اس نے مجھ سے پوچھا اور لیکن میں نے شرم کیا کہ مجھ سے جھوٹ نقل کریں گے۔ تو میں سچ بولا پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ تمہارے درمیان اس شخص کا نسب کیسا ہے (ابو سفیان کہتے ہیں کہ) میں نے کہا وہ ہم میں اچھے نسب کے ہیں کہا تو کیا تم میں سے کسی نے ان سے

پہلے یہ بات کہی ہے میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا کیا تم اس پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے اس کے اس قول سے پہلے میں نے کہا نہیں، کہا کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا میں نے کہا کہ نہیں، کہا کہ تو قوم کے معزز افراد ان کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور لوگ میں نے کہا کمزور لوگ۔ کہا کہ وہ (اتباع کرنے والے) بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں میں نے کہا بڑھ ہی رہے ہیں۔ کہا کہ تو کیا کوئی اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین سے ناراض ہو کر پھر (بھی) جاتا ہے میں نے کہا نہیں۔ کہا کہ تو کیا وہ غدر (بدعہدی) کرتا ہے میں نے کہا نہیں۔ اور ہاں اب جب کہ اس زمانے میں ہم یہاں ہیں تو ہمیں اس کی بدعہدی کا خطرہ ہے۔

ابوسفیان نے کہا کہ مجھ سے کوئی ایک ایسی بات نہ ہو سکی جس کو میں اس لئے اس میں ملا دیتا کہ ان کی تنقیص کرسکوں مگر مجھے یہ ڈر تھا کہ وہ بات مجھ سے نقل کی جائے گی سوائے اس بات کے پھر ترجمان نے کہا کیا تم نے اس سے جنگ کی اور اس نے تم سے جنگ کیا میں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا تو تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال رہا میں نے کہا ڈول کی طرح (برابر برابر) ایک بار وہ ہم پر غالب آتے تھے دوبارہ ہم ان پر غالب آتے تھے۔ پھر ترجمان نے کہا وہ (کیا) کسی چیز کا تمہیں حکم دیتا ہے۔ تو کہا ہمیں وہ یہ حکم دیتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں ان کی عبادتوں سے روکتا ہے جنہیں ہمارے آباؤ اجداد پوجتے تھے اور ہمیں نماز، صدقہ، پارسائی ایفاء عہد اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے تو قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا جس وقت میں نے یہ سب کہا کہ اس سے (ابوسفیان) سے کہو کہ میں نے تم سے اس کی نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے کہا وہ صاحب نسب ہے اور رسولوں کا حال یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے قومی نسب میں مبعوث ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے یہ بات پہلے بھی کہی ہے تو تم نے کہا نہیں تو میں نے سوچا کہ اگر یہ بات تم میں اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں

کہتا کہ یہ شخص اس بات کی اقتداء کرتا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم اس پر اس کے یہ کہنے سے جھوٹ سے متہم کرتے تھے تو تم نے کہا نہیں تو میں نے جان لیا کہ وہ ایسا نہیں کہ لوگوں پر جھوٹ باندھے اور اللہ پر جھوٹ باندھے؟ اور میں نے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تو تم نے کہا نہیں تو میں نے کہا اگر اس کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ وہ اپنے آباء کی بادشاہت طلب کرتا ہے اور میں نے پوچھا کہ شرفاء اس کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور لوگ تو تم نے بتایا کہ کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے اور یہی لوگ رسول کے متبع ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ (متبعین) بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو تم نے بتایا کہ وہ لوگ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے تاوقتیکہ پورا ہو جائے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی اس کے دین سے اس میں داخل ہونے کے بعد ناراض ہو کہ پھر جاتا ہے تو تم نے کہا نہیں اور یہی حال ایمان کا ہوتا ہے کہ جب اس کی تازگی دلوں میں گھر کر جاتی ہے تو کوئی اس سے نہیں پھرتا۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ بدعہدی کرتا ہے تو تم نے کہا نہیں اور رسول اسی طرح ہوتے ہیں وہ بدعہدی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کبھی تمہاری اس کی جنگ ہوئی تو تم نے بتایا کہ جنگ ہوتی ہے اور یہ کہ تمہاری اور اس کی لڑائی مانند ڈول کے ایک بار وہ تم پر ڈالتا تھا اور دوبارہ تم اس پر ڈالتے تھے اور ایسے ہی رسل آزمائے جاتے ہیں اور آخرکار انجام انہیں کے ہاتھ ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ حکم کیا دیتے ہیں تو تم نے بتایا کہ وہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تم کو روکتے ہیں ان سے جن کی عبادت تمہارے آباء واجداد کرتے تھے اور تمہیں نماز، صدقہ، پاکدامنی، اور ایفاء عہد اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور کہا کہ نبی کی یہی صفت ہوتی ہے میں سمجھ رہا تھا کہ وہ تم سے الگ ہے اور میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ وہ تمہیں لوگوں میں سے ہے اور اگر یہ سب صحیح ہے جو تم نے کہا تو عنقریب وہ (نبی) وہ ہمارے ان دونوں قدموں کی جگہوں کا مالک بن جائے گا اور اگر مجھے یہ امید ہوئی کہ اس تک راہ پا جاؤں گا تو ان

کی ملاقات کا اہتمام کرتا اور اگر ان کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھلتا ابوسفیان نے کہا پھر قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا خط طلب کیا پھر وہ پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل قیصر روم کو سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے، ہدایت کے بعد تو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لاؤ سلامت رہو گے اسلام لاؤ گے تو اللہ تمہیں دوگنا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر اس سے اعراض کرو گے تو تم پر دو عظیم جماعتوں کا گناہ ہوگا اور اے اہل کتاب آؤ اس کلمہ کی جانب جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ کہ ہم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کا کوئی کسی کو رب نہ مان لے خدا کے علاوہ تو اگر تم پھر گئے تو کہو اور گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلم ہیں ابوسفیان نے کہا اس نے جوں ہی اپنی بات پوری کی تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں جو قیصر کے پاس روم کے عمائدین تھے اور کافی شوروغل ہونے لگا پھر مجھے نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہمیں نکلنے کا حکم ہوا اور ہم نکل گئے تو جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور تنہا ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ ابن ابو کبشہ کا معاملہ بڑھ گیا یہ (ہرقل) قبیلہ بنی اصفر کا بادشاہ ہے اور اس سے ڈرتا ہے ابوسفیان نے کہا میں اس یقین کے ساتھ ذلیل ہو رہا تھا کہ اس کا معاملہ عنقریب ظہور پذیر ہوگا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام کو داخل فرما دیا جب کہ میں اسے ناپسند کر رہا تھا اور ایک دوسری روایت میں ہے زہری نے کہا ہرقل نے روم کے اکابر کو بلوایا ان کو اپنے ایک گھر میں مجتمع کیا اور کہا اے اہل روم کیا تم سب فلاح اور دائمی ہدایت چاہتے ہو اور تمہارا ملک باقی رہے، راوی کا کہنا ہے کہ اس پر اہل روم جنگلی گدھوں کی طرح چیخ پڑے دروازوں تک (گئے) اتفاق سے دروازہ بند پایا پھر ہرقل نے کہا سب کو میرے پاس بلاؤ تو کہا کہ میں نے تو تمہاری دین پر شدت کی آزمائش کی تھی تو اب میں نے تم کو وہ دیکھا جس کی مجھے خواہش تھی تو سب نے اسے سجدہ کیا اور راضی ہو گئے۔ ☆

(بخاری۔ ج۳)

احسان اور بخشش

حل لغات: ۔عَمَّرَكَ الله یعنی خدا سے دعا گو ہوں کہ تمہاری عمر دراز کرے۔مُمْلِقٌ۔ اسم فاعل ازافعال مفلس۔فُرُوْعٌ۔ واحد ہڈالی۔شاخ، مَذَاقٌ۔ مزہ۔ اَلْوَجْهُ ج وُجُوْہ۔چہرہ۔

سلیس ترجمہ: ۔(۱) کیا تو نہیں جانتی اے (اہلیہ) وہ اللہ تیری عمر دراز کرے کہ میں اس وقت سخی ہوں جب سخی کم ہوں۔

(۲) اور جب مجھے محتاج سخی کہا جائے تو رسوا نہیں ہوتا ہوں البتہ رسوا جب ہوتا ہوں جب مجھے بخیل کہہ دیا جائے۔

(۳) جب میں دراز قد لوگوں میں ہوتا ہوں تو بخشس کی وجہ سے ان سے اتنا بڑھ جاتا ہوں کہ مجھے لمبا کہا جانے لگتا ہے۔

(۴) اور اجسام کی درازی اور خوبصورتی میں اس وقت تک کوئی بھلائی نہیں جب تک کہ جسموں کی خوبصورتی کو عقلیں نہ آراستہ کریں۔

(۵) اور بہت ساری لمبی شاخوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ مر رہی ہیں جب تک انہیں جڑیں زندہ نہ رکھیں۔

(۶) تو اگر چہ میرا جسم طویل نہیں ہے لیکن اس تک میری پہونچ اچھے کاموں کے ذریعہ ہے۔

(۷) میں نے کوئی چیز بخشش کی طرح نہیں دیکھا اس کا مزہ میٹھا اور اس کی صورت حسین ہے۔

ابن طاؤس اور منصور

حل لغات: ۔(۱) اِبْـــنُ طَـــــاؤُوسٍ۔ عبداللہ بن کیسان ہمدانی یمن کا مشہور فقیہ (۲) منصور۔ ابوجعفر منصور بنی عباس کا دوسرا خلیفہ۔ (۳) النِّطْعُ ج اَنْطَاعٌ چمڑے کا فرش۔ (۴) الجِلْوَاز (بالکسر) جلاد۔(ج) جَلَاوِزَةٌ (۵) اِرَم یہ کلمہ غیر منصرف ہے۔ (۶) ذَاتِ العِمَادِ خانہ بدوش۔ (۷) اسود سکوت لمبا ہونے سے کنایہ ہے۔

سلیس ترجمہ: ۔حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجعفر منصور نے مجھے اور ابن طاؤس کو بلوا بھیجا تو ہم لوگ اس کے پاس آئے اور داخل ہوئے وہ ایک مزین فرش پر بیٹھا تھا اور اس کے سامنے چمڑے کے فرش (جس پر قتل کیا جاتا ہے) بچھے تھے اور کچھ جلاد تھے جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں وہ گردن مارتے تھے تو اس نے ہم لوگوں کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک ہم سے چپ رہا (سر جھکائے رہا) پھر سر اٹھایا اور ابن طاؤس کی جانب متوجہ ہوا اور ان سے کہا اپنے باپ کی روایت سے کچھ بیان کیجئے۔انہوں نے کہا ہاں میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس شخص پر ہوگا جسے اللہ نے حکومت عطا فرمائی تو اس نے اس کے عدل میں ظلم کی آمیزش کی۔

تو تھوڑی دیر چپ رہا۔امام مالک نے کہا میں نے اپنے کپڑے کو اس ڈر سے سمیٹ لیا کہ وہ مجھے اس کے خون سے بھر دے گا۔ پھر ان کی جانب ابوجعفر متوجہ ہوا اور بولا اے ابن طاؤس مجھے نصیحت کرو آپ نے کہا ہاں اے امیر المومنین بلاشبہ اللہ عز وجل فرماتا ہے "الم تـر كيف فعل ربك بـعـاد ارم ذات الـعـمـاد التى لم يـخـلـق مثلها فى البلاد وثمود الذين جابوا الصخرة بالواد وفرعون ذى الاوتار الذين طغوا فى البلاد فاكثروا فيها

الفساد فصب علیھم ربك سوط عذاب ان ربك لبا المرصاد" امام مالک نے کہا کر پھر میں اپنے کپڑے اس کے کپڑے سے سمیٹنے (الگ کرنے) لگا اس ڈر سے کہ میرا کپڑا اس کے خون سے رنگین ہو جائے گا تو تھوڑی دیر رکا رہا یہاں تک کہ ہمارے اور اس کے درمیان معاملہ (ٹھنڈا ہو گیا یعنی دیر تک خاموشی کا سلسلہ رہا) سرد پڑ گیا پھر کہا اے ابن طاؤس! مجھ یہ دوات دیجئے تو وہ رکے رہے پھر کہا مجھے یہ دوات دیجئے پھر رکے رہے۔ تو کہا کون سی چیز تمہیں اس بات سے منع کرتی ہے کہ مجھے دوات دو انہوں نے کہا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تو اس سے اللہ کی نافرمانی لکھے گا تو میں اس میں تیرا شریک رہوگا جب اس نے یہ سنا تو کہا تم دونوں میرے پاس سے اٹھ (کر چلے) جاؤ ابن طاؤس نے کہا اس دن ہم لوگ یہی چاہتے تھے حضرت مالک نے کہا اسی دم سے میں ہمیشہ ابن طاؤس کی فضیلت کا معترف رہا۔

(الجزء الاول من العقل جعفرید)

کریم نجاشی شاہ حبش

حل لغات:۔ (۱) النجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب (۲) اِستَطرَف. انوکھا و نادر سمجھنا (۳) الاَدمُ اسم جمع چمڑا (۴) البِطرِیقُ رومیوں کا جرنیل (۵) ضَوَیٰ پناہ لینا رات کو آنا (ض) (٦) اِخضَلَّتْ تر ہونا (۷) خَضرَاءُ خَضرَاءَ القَوم سردار (۸) نَخَرَ (ض، ن) وتَنَافَرَ خراٹے لینا مراد ناپسندیدگی کا اظہار کرنا ہے۔ (۹) سَبَّ. گالی دینا۔ (۱۰) الآمِنُونَ واحد امن محفوظ۔

سلیس ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ بن مغیرہ زوجہ نبی ﷺ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ جب ہم لوگ حبشہ کی سرزمین پر اترے ہم نے وہاں نجاشی جیسے شریف آدمی کا پڑوس ملا ہم

اپنے دین پر مطمئن رہتے اور اللہ عز و جل کی عبادت کرتے نہ تکلیف دیئے جاتے اور نہ ہی کوئی بری بات سنتے جو ہمیں ناپسند ہو جب یہ (ہجرت کی) خبر قریش کو ملی انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ ہمارے درمیان اپنی قوم کے دو توانا اشخاص کو نجاشی کے پاس بھیجیں اور نجاشی کو وہ تحفے بھیجیں جو مکہ کے سامانوں میں عمدہ مانا جاتا ہے اور ان چیزوں میں جسے لوگ اچھا سمجھتے تھے چمڑا تھا تو سب لوگوں نے کافی چمڑے اکٹھا کئے اور وہاں کے رہنماؤں میں سے کسی رہنما کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس کے لئے ہدیہ تیار کیا پھر ان ہدایہ کے ساتھ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عاص کو بھیجا اور ان دونوں کو ان کے معاملات کا حکم دیا اور ان دونوں سے کہا کہ قبل اس کے کہ تم دونوں ان کے سلسلے میں نجاشی سے بات کرو ہر قائد کو اس کا ہدیہ دے دینا پھر نجاشی کو اس کا تحفہ پیش کرنا پھر اس سے سوال کرنا کہ وہ ان (پناہ گزینوں) کو تمہارے سپرد کر دے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا دونوں نکلے یہاں تک کہ نجاشی کے پاس آئے اور ہم اس کے پاس اچھے گھر اور پڑوس میں تھے پھر اس کے قائدین میں کوئی قائد ایسا نہ بچا مگر یہ کہ اس کو اس کا ہدیہ نجاشی سے بات کرنے سے پہلے دے دیا۔ اور ان دونوں نے ان میں سے ہر قائد سے کہا کہ بادشاہ کے شہر میں ہم میں سے کچھ بیوقوف غلاموں نے پناہ لے لیا ہے انہوں نے اپنے قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں داخل (بھی) نہ ہوئے اور ایک ایسا نیا دین لائے ہیں جسے نہ ہم لوگ جانتے ہیں نہ آپ لوگ ہم لوگوں کو اس قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے تاکہ بادشاہ ان لوگوں کو ان کی طرف واپس کر دے۔ تو جب ہم لوگ بادشاہ سے ان کے سلسلے میں بات کریں تو آپ لوگ بادشاہ کو مشورہ دو کہ وہ ان (مہاجرین) سے بات کرنے سے قبل ہمارے سپرد کر دے۔ کیونکہ ان کی قوم ان کے نگہداشت کی زیادہ حقدار ہے اور ان پر جو کچھ ان لوگوں نے عیب لگایا ہے اس کی زیادہ جانکار ہے۔ تو سب قائدین نے ہاں کیا پھر دونوں اپنے اپنے تحفے لیکر نجاشی کے پاس آئے تو نجاشی نے دونوں کے تحفے قبول کیا پھر دونوں نے نجاشی سے گفتگو کیا اور کہا اے بادشاہ آپ کے شہر میں ہم میں کے کچھ بے وقوف غلاموں نے پناہ لے لیا ہے اپنے قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور ہمارے دین میں داخل نہیں ہوئے اور ایک ایسا نیا دین لے کر

آ ئیں ہیں جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ تم اور ہمیں تمہارے پاس ان کے سلسلے میں ان کی قوم کے روساء نے بھیجا ہے جوان کے باپ چچا اور قریبی رشتہ داروں میں ہیں۔ تا کہ تو انہیں ان کے پاس لوٹا دے۔ کیونکہ وہ لوگ ان کی نگہداشت کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اپنے اوپر لگائے گئے عیب کے زیادہ جاننے والے ہیں اور جو کچھ ان پر عتاب کیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عباس کے نزدیک اس سے بُری کوئی بات نہ تھی کہ نجاشی ان کی بات سنے حضرت ام سلمہ نے کہا تو اس کے گرد کے قائدین نے کہا اے بادشاہ ان دونوں نے سچ کہا۔

ان کی نگرانی کی زیادہ حقدار ہے اور ان پر لگائے گئے عیب کی زیادہ جانکار ہے لہذا آپ ان کو (مہاجرین کو) ان دونوں کے حوالے کر دیں تا کہ یہ دونوں انہیں ان کے شہر اور قوم میں لوٹا لے جائیں تو نجاشی ناراض ہو گیا اور کہا کہ باخدا میں ان دونوں کو انہیں سپرد نہیں کروں گا اور نہ چاہے گی وہ قوم جس نے میرا پڑوس اختیار کیا اور میرے شہر میں اترے اور مجھے میرے علاوہ لوگوں پر پسند کیا جب تک کہ میں انہیں بلا کر ان سے پوچھ نہ لوں کہ یہ دونوں ان کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔ تو اگر وہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو ان دونوں کے سپرد کر دوں گا اور انہیں ان کی قوم کی جانب لوٹا دوں گا اور اگر وہ لوگ اس طرح نہیں ہیں تو ان لوگوں کو ان دونوں سے روک لوں گا اور ان کے حق پڑوس کو اچھا ادا کروں گا جب تک وہ لوگ میرے پڑوس میں رہیں۔ ام المومنین نے فرمایا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی جانب آدمی بھیجا اور انہیں بلوایا جب صحابہ کے پاس نجاشی کا قاصد پہونچا تو سب جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے اس مرد (نجاشی) سے تم لوگ کیا کہو گے جب اس کے پاس جاؤ گے سب نے کہا باخدا (ہم وہی کہیں گے) جو ہمارے نبی نے سکھایا اور بتایا ہے۔ اس سلسلے میں جو بھی انجام ہو تو جب آئے اور نجاشی نے اپنے پادریوں کو بلایا اور سب اس کے قریب اپنے اپنے مصاحف کھولے (کھول کر بیٹھ گئے) تو ان سے پوچھا اور کہا یہ کون دین ہے جس میں تم

لوگوں نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے اور میرے دین میں داخل نہیں ہوئے اور نہ ان ادیان میں سے کسی کے دین میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ شخص جنہوں نے نجاشی سے بات کی وہ جعفر بن ابی طالب تھے انہوں نے نجاشی سے کہا اے بادشاہ ہم جاہل لوگ تھے بتوں کی پرستش کرتے اور مردار کھاتے تھے برائیوں کا ارتکاب کرتے تھے اور رشتوں کو منقطع کرتے اور پڑوسیوں کی حق تلفی کرتے اور ہم میں کا طاقتور کمزور کو دبا لیتا چنانچہ ہم اسی طریقے پر تھے کہ اللہ نے ہماری جانب ہمیں میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جس کے نسب۔ سچائی۔ امانتداری اور پارسائی کو ہم جانتے ہیں تو اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا تا کہ ہم اسے ایک جانیں اور اس کی عبادت کریں اور چھوڑ دیں ان پتھروں اور بتوں کو جن کو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اور ہمیں حکم دیا سچی بات کہنے کا اور امانتداری کا صلہ رحمی کا اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا اور محرمات اور خون سے بچنے کا اور اس نے ہمیں برائیوں سے روکا اور جھوٹ بولنے یتیم کا مال کھانے اور پارسا عورت کو متہم کرنے سے روکا۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نماز، زکوۃ اور روزے کا حکم دیا۔

حضرت ام سلمہ نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب نے نجاشی کو بہت سارے امور اسلام بتائے۔ تو ہم لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اتباع کی جن باتوں کو وہ رب کی جانب سے لائے تھے تو ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جس کو اس نے ہمارے لئے حرام کر دیا اسے ہم نے حرام جانا اور جس کو حلال کر دیا اسے حلال جانا تو ہمارے قوم نے ہم پر ظلم کیا ہمیں سزا دی اور ہمارے دین میں رخنہ ڈالا تا کہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت سے بتوں کی عبادت کی جانب لوٹا لیں۔ اور یہ ہم ان چیزوں کو حلال جانیں جنہیں (قبل اسلام) حلال جانتے تھے خبیث اشیاء میں سے تو جب ان لوگوں نے ہمارے اوپر ظلم وقہر ڈھایا اور

ہم پر زمین تنگ کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین میں آڑے آئے تو ہم لوگ آپ کے شہر کی جانب نکل پڑے اور ہم نے آپ کے علاوہ پر آپ کو پسند کیا اور آپ کے پڑوس کو ہم نے پسند کیا اور ہم نے امید کی کہ ہم آپ کے پاس مظلوم نہ ہوں گے اے بادشاہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تب نجاشی نے کہا کیا تمہارے ساتھ اس میں سے کچھ ہے جس کو وہ اللہ کی جانب سے لائے ہیں حضرت ام سلمہ نے کہا کہ نجاشی سے حضرت جعفر نے کہا ہاں تو ان سے نجاشی نے کہا تو اسے میرے پاس پڑھو حضرت ام سلمہ نے کہا تب حضرت جعفر نے نجاشی کے سامنے سورہ کھیعص کی کچھ ابتدائی آیات تلاوت کی حضرت ام سلمہ کا بیان ہے (آیات سن کر) نجاشی اتنا رویا کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور اس کے سب پادری بھی رو پڑے یہاں تک کہ انہوں نے (آنسوؤں سے) اپنے مصاحف بھگو ڈالے جب انہوں نے وہ آیات سنیں جنہیں حضرت جعفر نے ان کے سامنے تلاوت کیا تھا۔ پھر نجاشی نے کہا بیشک یہ اور وہ دین جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے دونوں ایک ہی شمع دان سے نکلے ہیں تم دونوں چلے جاؤ باخدا اب ہم انہیں تم دونوں کے حوالے نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کی خواہش ہے۔ تو جب دونوں نجاشی کے پاس سے نکلے تو حضرت عمر بن عاص نے کہا باخدا کل ایسی بات ان کے بارے میں پیش کروں گا کہ اس کی وجہ سے ان کی جڑیں اکھاڑ دوں گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان سے عبداللہ بن ربیعہ جو ہمارے خیال سے دونوں میں زیادہ متقی تھے کہ ایسا نہ کرو کیونکہ ان کی رشتہ داریاں ہیں بھلے سے ان لوگوں نے ہماری مخالفت کی ہے اسی پر عمرو بن عاص نے کہا باخدا میں بتاؤں گا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیھما السلام بندے ہیں حضرت ام سلمہ نے کہا پھر جب دوسرا دن آیا عمرو بن عاص نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کے سلسلے میں بہت بڑی بات کہتے ہیں تو آپ ان کی جانب آدمی بھیج کر ان سے دریافت کریں کہ آخر وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو نجاشی نے یہ دریافت کرنے کے لئے

ان کے پاس آدمی بھیجا حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ ہم پر اس طرح کی مصیبت کبھی نہ آئی تھی تو پوری قوم جمع ہوئی اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کیا کہو گے جب نجاشی پوچھے گا ان کے بارے میں تو سب نے کہا باخدا ہم تو وہی کہیں گے ان کے بارے میں جو ہمارے نبی لائے ہیں چاہے جو بھی ہو پھر حضرت ام سلمہ نے کہا جب داخل ہوئے نجاشی کے پاس تو نجاشی نے ان سے کہا تم حضرت مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو پھر ام سلمہ نے کہا کہ حضرت جعفر بن طالب بولے کہ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جس کو اللہ نے کنواری مریم کی جانب القا فرمایا تھا۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ تب نجاشی نے اپنا ہاتھ زمیں پر مارا اور ایک تنکا اٹھایا اور کہا باخدا تمہارے قول سے عیسیٰ بن مریم اس تنکے برابر بھی الگ نہیں ہیں۔ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ اس کے درباری عمائدین فراٹے لینے لگے (انکار کرنے لگے) جب نجاشی نے یہ کہا تو نجاشی نے کہا تم لوگ بھلے ہی انکار کرو باخدا اور تم لوگ جاؤ میری زمین میں مامون ہو، جو تمہیں گالی دے گا جرمانہ کا سزاوار ہوگا (پھر کہا جو گالی دے جرمانہ کا سزاوار ہوگا) پھر کہا جو تمہیں گالی دے گا جرمانہ کا سزاوار ہوگا میں نہیں پسند کروں گا کہ میرے لئے پہاڑ برابر سونا ہو اور میں تم سے کسی شخص کو ستاؤں (دبر حبشی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں) ان کے تحفے انہیں واپس کرو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں باخدا اللہ نے مجھ سے اس وقت کوئی رشوت نہیں لی تھی جب اس نے مجھے ملک عطا کیا تھا کہ میں اس میں رشوت لوں میرے بارے میں اللہ نے لوگوں کی اطاعت نہیں کی کہ میں اس میں لوگوں کی اطاعت کروں گا۔ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ پھر وہ دونوں رسوا ہو کر اور اپنے لائے ہوئے تحفوں کو واپس لے کر نجاشی کے پاس سے نکل گئے اور ہم اچھے پڑوسی کے ساتھ اچھے گھر میں مقیم رہے۔ ☆

(سیرۃ ابن ھشام ج ۱)

نفع بخش تجارت

حل لغات:۔ ۱۔ أطرف فلانا تحفہ دینا۔ ۲۔ أتى عليه (ض) ہلاک ہونا۔ ۳۔ الرّمدُ بالتحريك آشوب چشم۔ ۴۔ خلص الى المكان او بالمكان (ن) پہنچنا۔ ۵۔ الابواء۔ یہ وہی مقام جہاں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مقدس ہے۔ ۶۔ التَّكَفُّؤ۔ [illegible] ۷۔ ثاب (ن) لوٹنا واپس ہونا ۸۔ ذهب به الغيظ كل مذهب۔ یعنی اس کو نہایت غصہ آگیا۔ ۹۔ كنانة۔ ترکش جمع کنائن ۱۰۔ آثر ترجیح دینا۔

سلیس ترجمہ:۔ جب نبی ﷺ نے اور ان کے رفیق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبا میں ہونچے اور دونوں نے اسلام لانے والے مہاجرین وانصار کی جماعت میں نزول اجلال فرمایا۔ آقائے دو عالم ﷺ مدینہ کی جانب اپنی ہجرت سے خوش تھے اور اہل مدینہ آپ کی ہجرت سے خوش تھے تو یہ ملی جلی عید تھی اور انصار نبی ﷺ اور ان کے مہاجر صحابہ کے ساتھ بھلائی کی جانب سبقت کر رہے تھے کہ انہیں پناہ دیں ان کی حاجت برآوری کریں اور ان کو وہ کچھ پیش کریں جن حلال چیزوں سے پیش کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ دن آگے بڑھا ظہر کی نماز ادا کی گئی اور انصار میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے نبی ﷺ کے سامنے کھجوریں رکھ دیں تو آقائے دو عالم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما یہ کھجوریں کھانے لگے وہ سب کھانے ہی میں لگے تھے کہ ناگاہ ایک شخص نمودار ہوتا ہے پھر ان سے قریب ہوجاتا ہے اور انہیں سلام کرتا ہے پھر ان کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور یہ اتفاق سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ تھے جو روم میں سابق الاسلام تھے جیسا کہ اس سلسلے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ محنت ومشقت جھیلتے ہوئے آئے تھے ان کو تکان لگ چکی تھی اور قریب تھا کہ بھوک انہیں ہلاک کردیتی اور انہیں راستے میں

آشوب چشم ہو گیا تھا اور وہ حالت میں آ رہے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ اور ان کے اصحاب کو مصروف دیکھا اپنے آپ کو نہ روک سکے اور وہ کھجوریں کھانے لگے کیونکہ اس وقت ان پر بھوک نہایت سے زیادہ حاوی تھی تو حضور ﷺ سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ صہیب کو نہیں دیکھتے ہیں کہ کھجوریں کھا رہے ہیں جب کہ انہیں آشوب چشم ہے تو رسول اللہ ﷺ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کیا تو آشوب چشم کی حالت میں کھجور کھاتا ہے؟ تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے دراصل وہ کھانے میں مصروف ہیں کہ میں تو اس آنکھ کے کنارے سے کھا رہا ہوں جس میں آشوب نہیں تو آنحضرت ﷺ مسکرانے لگے اور قوم ہنسنے لگی اور صہیب بے رغبتی سے کھاتے چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ جب کھانے کی اپنی ضرورت پوری کرلی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شاکیانہ لہجے میں کہنے لگے آپ نے مجھ سے ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا پھر مجھے آپ نے چھوڑ دیا پھر نبی ﷺ سے (اپنائیت) کے لہجے میں شکایت کرنے لگے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے ساتھ چلنے یعنی ہمراہی کا وعدہ فرمایا تھا پھر آپ نے مجھے چھوڑ دیا، خدا کی آپ تک نہیں پہونچا ہوں یہاں تک کہ میں نے اپنی جان کو اپنے پورے مال کے عوض قریش سے خرید لیا ہے۔ اور میں نے مدینہ نہیں چھوڑا مگر ایک مد کے ساتھ جسے میں نے مقام ابواء میں گوندھا تھا اور اس سے گذارہ کیا یہاں تک آپ تک پہونچ گیا تو رسول ﷺ حضرت صہیب کو جواب دینے لگے ابو یحییٰ نے تجارت میں نفع اٹھایا۔ تجارت میں نفع اٹھایا اور اللہ یہ آیت کریمہ نازل کرنے لگا۔ **ومن الناس يشري نفسه ابتغاء موضات الله** ۔ اور کچھ لوگ اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان کو خریدتے ہیں اور حضرت صہیب نے اس نفع بخش تجارت کے قصے کو مختصر انداز میں (یوں) بیان کیا ہے، سچے مسلمانوں کے اخلاق میں سے بات تھی کہ وہ فخر نہ کریں اور نہ ہی اپنے اسلام سے احسان جتائیں قریش کو اپنی ذات کیلئے کچھ چیزوں کا دھیان اس وقت آیا جب حضرت محمد

نفع بخش تجارت

حل لغات: ۔ا۔ أطرق فلانا تحفہ دینا۔ ۲۔ أتى عليه (ض) ہلاک کرنا۔۳۔ الرَّمَدُ بالتحريك آشوب چشم۔ ۴۔ خلص الى المكان اوباالمكان (ن) پہونچنا۔۵۔ الآبواء یہ وہی مقام جہاں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مقدس ہے۔۶۔ التَّكَثُّر۔ فخر کرنا۔ ۷۔ ثَابَ (ن) لوٹنا واپس ہونا ۸۔ذهب به الغيظ كل مذهب۔ یعنی اس کو نہایت غصہ آ گیا۔

۹۔ كِنَانَةٌ۔ ترکش جمع کنائین ۱۰۔أثر۔ ترجیح دینا۔

سلیس ترجمہ:۔ جب نبی ﷺ نے اور ان کے رفیق حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قباء پہونچے اور دونوں نے اسلام لانے والے مہاجرین وانصار کی جماعت میں نزول اجلال فرمایا۔ آقائے دو عالم ﷺ مدینہ کی جانب اپنی ہجرت سے خوش تھے اور اہل مدینہ آپ کی ہجرت سے خوش تھے تو یہ ملی جلی عید تھی اور انصار نبی ﷺ اور ان کے مہاجر صحابہ کے ساتھ بھلائی کی جانب سبقت کر رہے تھے کہ انہیں پناہ دیں ان کی حاجت برآوری کریں اور ان کو وہ کچھ پیش کریں جن حلال چیزوں کے پیش کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ دن آگے بڑھا ظہر کی نماز ادا کی گئی اور انصار میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے نبی ﷺ کے سامنے کھجوریں رکھ دیں تو آقائے دو عالم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھی حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما یہ کھجوریں کھانے لگے وہ سب کھانے ہی میں لگے تھے کہ ناگاہ ایک شخص نمودار ہوتا ہے پھر ان سے قریب ہو جاتا ہے اور انہیں سلام کرتا ہے پھر ان کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور یہ اتفاق سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ تھے جو روم میں سابق الاسلام تھے جیسا کہ اس سلسلے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ محنت ومشقت جھیلتے ہوئے آئے تھے ان کو تکان لگ چکی تھی اور قریب تھا کہ بھوک انہیں ہلاک کر دیتی اور انہیں راستے میں

آشوب چشم ہو گیا تھا لہذا وہ بتکلف ہی دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ اور ان کے اصحاب کو سلام کیا پھر اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا پھر غور کیا تو کھجور نظر آئی اس پر ٹوٹ پڑے اور نہایت بے رحمی سے کھانے لگے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ صہیب کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ کھجور کھا رہے ہیں جب کہ انہیں آشوب چشم ہے تو سرکار دو عالم ﷺ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کیا تو آشوب چشم کی حالت میں کھجور کھاتا ہے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے اور ادھر وہ کھانے میں مصروف ہیں کہ میں تو اس آنکھ کے کنارے سے کھا رہا ہوں جس میں آشوب نہیں تو آقا ﷺ مسکرانے لگے اور قوم ہنسنے لگی اور صہیب بے رحمی سے کھاتے چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ جب کھانے کی اپنی ضرورت پوری کر لی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شاکیانہ لہجے میں کہنے لگے آپ نے مجھ سے ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا پھر مجھے آپ نے چھوڑ دیا پھر نبی ﷺ سے (اپنائیت) کے لہجے میں شکایت کرنے لگے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے ساتھ چلنے یا ہمراہی کا وعدہ فرمایا تھا پھر آپ نے مجھے چھوڑ دیا یا خدا میں آپ تک نہیں پہونچا ہوں یہاں تک کہ میں نے اپنی جان کو اپنے پورے مال کے عوض قریش سے خرید لیا ہے۔ اور میں نے مکہ نہیں چھوڑا مگر ایک مد کے ساتھ جسے میں نے مقام ابواء میں گوندھا تھا اور اس سے گذارہ کیا یہاں تک آپ تک پہونچ گیا تو رسول ﷺ حضرت صہیب کو جواب دینے لگے ابو یحییٰ نے تجارت میں نفع اٹھایا۔ تجارت میں نفع اٹھایا اور اللہ یہ آیت کریمہ نازل کرنے لگا۔ **ومن الناس يشرى نفسه ابتغاء موضات الله** ۔ اور کچھ لوگ اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان کو خریدتے ہیں اور حضرت صہیب نے اس نفع بخش تجارت کے قصے کو مختصر انداز میں (یوں) بیان کیا ہے، سچے مسلمانوں کے اخلاق میں سے بات تھی کہ وہ فخر نہ کریں اور نہ ہی اپنے اسلام سے احسان جتائیں قریش کو اپنی ذات کیلئے کچھ چیزوں کا دھیان اسوقت آیا جب حضرت محمد

ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ قریش کو چھوڑا کر چلے گئے اور (قریش) نبی کے صحابہ کی تلاش میں لگ گئے کہ جس کو پاتے انہیں ہجرت سے روکتے مشقت میں ڈالتے ان کے دین میں رخنہ اندازی کرتے اور ان کو اللہ کی راہ سے باز رکھتے صہیب انھیں لوگوں میں سے تھے جنہیں قریش نے قید کر رکھا تھا ابو جہل ان سے ناک بھوں چڑھا کر فرط غضب میں کہتا کہ تم ہمارے پاس اس طرح محتاج اور فقیر تھے کہ دنیا میں کسی چیز کے مالک نہ تھے تو ہمارے پاس رہے اور مالدار ہو گئے تو اب تم چاہتے ہو کہ ہم سے اپنے جان مال چھڑا کر محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت صہیب نے کہا کہ اگر میں تمہارے اور اپنے مال کے درمیان راستہ خالی کر دوں تو کیا تم میرے اور میرے مقصد ہجرت کے درمیان راستہ خالی کر دو گے تو م قریش نے جواب دیا ہاں اور ابو جہل نے کہا بعید (از قیاس) ہمیں تمہارے مال کی ضرروت سے تمہارے جان کی ضرورت کم نہیں ہے ہم تمہیں عذاب میں روکے رکھیں گے یہاں تک کہ تیرا مال لے لیں گے پھر تمہاری جان پر اتریں گے یا تو تم اپنے دین سے ادھر لوٹ جاؤ جس پر پہلے تھے۔ صہیب نے تیکھے غمگین لہجے میں جواب دیا اگر آج عبداللہ بن مجدعان زندہ ہوتا تو مجھے یہ (تکلیف) نہ پہونچتی جو تم دیکھ رہے ہو۔ ابو جہل نے کہا کہ ہم جلدی تجھے عبداللہ بن جدعان سے ملا دوں گا اگر تم چاہتا اس سے شکایت کر لینا کیا تم یہ نہیں بیان کرتے ہو کہ دوبارہ مرتد ہوں گے اپنی پہلی زندگی کے بعد تو وہاں عبداللہ بن جدعان سے ملاقات کر لینا اور اگر چاہتا تو اس سے ہماری شکایت کر دینا حضرت صہیب نے کہا دور ہوں میں اس سے ہرگز نہیں مل سکوں گا کیونکہ مجھ سے اللہ کے نبی نے وعدۂ جنت فرمایا ہے اور وہ جہنم میں ہوگا ابو جہل نے کہا اور اسکا غصہ بھڑک اٹھا حضرت صہیب کو کوڑا مارا اور انکے چہرے پر تکلیف دہ مار مارا اے قبیلۂ تیم کے لوگ کیا تم نہیں سن رہے ہو کہ تمہارا سردار عبداللہ بن جدعان جہنم میں ہے اور ان (محمد ﷺ) کا یہ ردی غلام عنقریب جنت میں جائیگا ہم نے آج سے زیادہ بیوقوفی اور خلاف عقل بات

کبھی نہ دیکھی۔ اور حضرت صہیب کافی دنوں ابو جہل کی قید میں رہے ان ایام میں انھیں وہی کھانا دیا جاتا جو انھیں موت سے بچالے اور لیکن اسلام اس وقت تک مکہ کے آزادوں اور غلاموں میں پھیل چکا تھا تو کچھ وہ لوگ تدبیر کرتے تھے اور کچھ یہ ناگاہ صہیب اپنی قید سے دھیرے سے سرکے اور اپنی سواری لی اور مدینہ کی راہ پکڑ لی۔

اور قریش کو علم ہوا کہ صہیب اپنی قید سے نکل چکے اور قریب ہے کہ ان کے ہاتھ سے جائیں گے تو ان کے تعاقب میں شہسوار چھٹے تاکہ صہیب کو پکڑ لیں اور ابھی انھوں نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہے تو جب حضرت صہیب نے انھیں دیکھا کہ آگے اور انھیں یہ علم ہوا کہ عنقریب کفار پکڑ لیں گے اور انھیں فتنہ وعذاب میں لوٹا لے جائیں گے تو صہیب ان کے لیے ٹھہرے اور اپنی ترکش کے سارے تیر بکھیر دیے اور ان سے عزم و یقیں کے لہجے میں بولے کہ قریشیو! تمہیں معلوم ہے کہ میں سب سے اچھا تیر انداز آدمی ہوں اور تم لوگ مجھ تک اس وقت نہیں پہونچ سکو گے جب میں تم پر اپنے سامنے کی ہر تیر نہ آزمالوں پھر میں تمہیں تلوار سے ماروں گا جب تک اسکا کوئی ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہے گا۔

تو اب تمہیں اختیار ہے موت پسند کرو یا میرا مال جو میں تمہیں بتادوں تو اس کو لے لو اور میرا راستہ خالی کر دو قریش نے کوئی طویل فکر اور مشورہ کے بغیر عافیت اور سلامتی مال کو ترجیح دیا اور کہا ہم راضی ہیں اپنے مال کا پتہ بتادو آپ نے قریش کو مال کا پتہ بتایا اور وہ لوگ چلے گئے اور یہ بھی اپنا راستہ طے کرنے لگے یہاں تک کہ رسول ﷺ کی بارگاہ میں باریاب ہوئے حالانکہ انھیں مشقت تکان اور پیاس بھوک اس درجہ تھی عنقریب تھا کہ ان پر موت غالب ہو جاتی۔ ☆

(الوعد الحق طہ حسین)

اعرابی کی سخاوت

حلِ لغات:۔ (۱) مَعَنُ بن زائِدَة۔ عرب کا ایک مشہور سخی (۲) لَوَّحَ الوجه۔ بابِ تفعیل۔ ہلاک کرنا (۳) غَلِيظٌ۔ صفت مشبہ۔ موٹا (٤) یزید بن عمر بن هبيرة دولت بنی امیہ کا مشہور خطیب۔ (۸۷۔۱۳۲ھ) (٥) بـــاب حــرب بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے جو حرب بن عبداللہ بلخی کی طرف منسوب ہے (٦) أَنَـاخَ (الابل) بٹھانا (۷) طَـلِبَة۔ بکسر اللام۔ مطلوبہ شئ۔

سلیس ترجمہ:۔ مروان بن ابی حفصہ جو میرا دوست تھا اس نے مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ منصور نے معن بن زائدہ کی سخت طلبی کی اور اس پر انعام (بھی) رکھا تو مجھ سے معن بن زائدہ نے یمن میں بیان کیا کہ وہ منصور کی سخت طلبی سے اس درجہ پشیماں ہوا کہ دھوپ میں کھڑا رہتا۔ حتی کہ اس کا چہرہ جھلس گیا اس کے رخسار اور داڑھی کے بال کم ہو گئے اور اس نے اون کا موٹا جبہ پہنا اور سواری کے اونٹ پر سوار ہو گیا تا کہ دیہات چلا جائے اور وہیں مقیم ہو جائے۔ اور اس نے یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جنگ میں اچھی شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا (اس لئے) منصور غصہ ہوا اور اس کی تلاش میں کوشش کرنے لگا معن نے کہا جوں ہی میں باب حرب سے باہر نکلا ایک حبشی نے تلوار سونتے ہوئے میرا تعاقب کیا یہاں تک کہ جب میں محافظین کی نظروں سے غائب ہو گیا تو اس نے میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اس کو بٹھا دیا اور مجھے پکڑ لیا تو میں نے اس سے کہا تمہارا مقصد کیا ہے اس نے کہا تو امیر المومنین کا مطلوب ہے میں کہا میں ہوں کون جو امیر المومنین مجھے طلب کریں گے معن بن زائدہ نے کہا کہ میں نے کہا اے شخص خدا کا خوف رکھ کہاں میں اور کہاں معن اس نے کہا بکواس بند کرو باخدا میں انہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں تو میں نے اس سے کہا اگر صورت حال یہی ہے جو تم کہہ رہے

ہو تو یہ موتی ہے جس کو میں اپنے ساتھ لئے ہوں یہ اس کے دو گنے کے برابر ہوگا جس کو منصور نے میری تلاش کرنے والے کے لئے خرچ کیا ہے تو تم اسے لے لو اور میرا خون نہ بہاؤ اس نے کہا لاؤ تو میں نے موتی اس کے لئے نکال دیا تھوڑی دیر اس نے اسے دیکھا اور بولا کہ تم نے اس کی قیمت صحیح بتائی لیکن میں اسے قبول کرنے والا نہیں یہاں تک کہ میں تم سے ایک چیز کے بارے میں دریافت کروں گا اگر تم نے مجھے صحیح صحیح بتا دیا تو میں تجھے چھوڑ دوں گا میں نے کہا کہ کہو تو اس نے کہا کہ لوگوں نے تیرے سخاوت کی تعریف کی ہے کہ کیا تم نے کبھی اپنا سارا مال کسی کو دیا ہے میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا۔ آدھا؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا تہائی؟ میں نے کہا نہیں یہاں تک کہ وہ دسویں تک پہونچا تو میں شرمندہ ہو گیا اور میں نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ کبھی ایسا میں نے کیا ہے اے شخص تو اس نے کہا کہ میں نہیں سمجھ پاتا کہ تم نے یہ (بھی) کیا ہوگا۔ باخدا میں پیدل چلنے والا ہوں اور میرا مشاہرہ ابوجعفر کی جانب سے بیس درہم ہے اور (تمہارے) اس موتی کی قیمت ہزاروں دینار ہے۔ اور حال یہ ہے کہ میں نے تجھے موتی بھی دے دیا اور تمہیں تمہاری جان بھی بخش دی۔ لوگوں میں تیری مشہور سخاوت کے باعث تا کہ تو جان لے کہ دنیا میں تجھ سے بڑھ کر (بھی) سخی ہیں لہذا تم اپنے آپ پر اتراؤ نہیں اور تا کہ تم اس کے بعد اپنے ہر کام کو معتبر جانو اور بخشش کی کسی منزل پر ٹھہرو نہیں پھر ہار کو میری گود میں ڈال دیا اونٹ کی لگام چھوڑ دی اور چلا گیا تو میں نے کہا اے شخص باخدا تم نے تو مجھے رسوا کر دیا اور میرا خون بہنا مجھ پر تمہارے اس کئے سے زیادہ آسان تھا تو جو میں نے تمہیں دیا ہے لے لو کیونکہ میں اس سے بے فکر ہوں تو وہ ہنسا اور کہا میں سمجھ رہا تھا کہ تم مجھے میرے اس قول میں جھٹلاؤ گے باخدا میں اسے نہ لوں گا اور نہ ہی میں کسی بھلائی پر کبھی کوئی معاوضہ لیتا ہوں اور چلا گیا تو باخدا مامون ہونے کے بعد میں نے اس کی تلاش کی اور جو تلاش کر کے لائے میں نے اس کے لئے انعام بھی مقرر کیا جتنا اس نے چاہا پھر بھی ہمیں اس کی کوئی خبر نہ ملی اب لگتا تھا جیسے اس کو زمین نگل گئی ہو۔☆

(رنات المثلث و المثلنی، الجزء الثالث)

یتیموں کے ساتھ

حل لغات:۔ (۱) لَجَاجَةٌ. جھگڑا (ض،س) (۲) لَطُّ السُتر۔ (ض) پردہ لٹکانا (ن) (۳) شَغَلَنِی مکانہ. سخت منذ کرنا (ن) (۴) اِلَیْكَ اسم فعل بمعنی ہٹ جاؤ (۵) فُقُورٌ واحد الفَقْرُ. ضرورت (۶) المُحَصَّبُ منی میں رمی جمار کی جگہ۔

سلیس ترجمہ:۔ (۱) ہم اور وہ (بیوی) دونوں اڑے رہے، ناراض ہونے پردہ کرنے میں میرے قریب اور نقاب ڈالنے میں۔

(۲) ملامت کرتی ہے اس مال (کے خرچ کرنے) پر جس کے وجود نے مجھے تشفی دی ہٹ جا اور ج[...] تیری سمجھ میں آئے ملامت کر اور ناراض ہو۔

(۳) میں نے یتیموں کو دیکھا کہ ان کی محتاجی کو وہ ہدیے دور نہیں کر پاتے جو ان کے لئے بڑے اور متفرق پیالوں میں (آتے ہیں)

(۴) پھر میں نے اپنے دونوں غلاموں سے کہا شام کو ان کے پاس چلو عنقریب میں اپنے گھر کو دوسرے گھر کی طرح خالی کر دوں گا۔

(۵) ان سے زیادہ بھوکے رہنے کے حقدار میرے بیٹے ہیں۔ اور گھاٹ کے پاس مٹیلا پانی پینے کے۔

(۶) ان کے سبب مجھے وہ ہڈیاں یاد آئیں کہ اگر ان کے پاس آتا تو وہ ہر طرح سے میری غمخوار کر[...]

(۷) میرا بھائی اور وہ ایسا شخص تھا کہ اگر میں اس کو کسی مصیبت پر آواز دیتا تو وہ لبیک کہتا ہوا حاضر ہو جاتا اور اگر میں غضب میں تلوار کا رخ کرتا تو وہ بھی ناراض ہو جاتا۔

(۸) تو تو مجھے بے شعور سمجھ اگر تو نے اس سے نکاح کر لیا ہے اور لیکن میں (بھی تو) حجیۃ ابن مضرب ہوں۔

(۹) سعدان کے بیٹوں پر میں نے (اس وقت) رحم کیا جب ان کا مال ختم ہو گیا اور محصب کے رب کی قسم ان کا مجھ پر یہی حق بنتا تھا۔

(۱۰) اب اگر تو (شرافت سے) بیٹھی رہے تو میرے کنبے کی ایک فرد یعنی میری عیال ہے اور اگر تو اس پہ راضی نہیں ہے تو بھاگ جا۔ (حجیة بن المضرب ، الحملسة)

کعبہ مقدسہ

حل لغات:۔ (۱) الصَّفْحُ (ج) صِفَاحٌ جانب (۲) القَهْقَرَةُ. پیچھے کی طرف پلٹنا (۳) العماد ج اعْمِدَة، ستون، کھمبا (۴) صَفِيْحَةٌ (ج) صَفَائِح پلیٹ، چادر (۵) مَسَدَّلَا تانا، ج آسْدِيَةٌ (۶) اَلسُّتْرَةُ والسّتَار (ج) سُتَرٌ والستائر. پردہ (۷) مَضْلو. واحد المضوی. روشن دان (۸) زُجَاجٌ شیشہ۔ (۹) السَّقَفُ. چھت جمع سُقُوْفٌ۔

سلیس ترجمہ:۔ (خانہ کعبہ) بیت مکرم میں چار گوشے ہیں اور وہ تقریباً مربع ہے مجھے ان شیبیوں میں سے ایک ذمہ دار فرد نے بتایا جن کے ذمہ خدمت کعبہ ہے کہ فضاء میں کعبہ کی بلندی اس سمت جو باب صفا کے مقابل ہے یعنی حجر اسود سے رکن یمانی تک ۲۹/انتیس ہاتھ ہے اور بقیہ ہر جانب سے ۲۸/اٹھائیس ہاتھ اس کے گوشوں پہلا گوشہ وہی ہے جس میں حجر اسود (نصب) ہے طواف کی شروعات (ابتداء) اسی رکن (رکن اسود) سے ہے طواف کرنے والا الٹے پاؤں پلٹتا ہے تاکہ اس کا پورا جسم حجر اسود سے چھو (مقابل) جائے اور اس وقت کعبہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب

ہوتا ہے اور سب سے پہلے طواف کرنے والا (شروع کرنے کے بعد) رکن عراقی سے ملاقات کرتا ہے اور اس وقت وہ اتر کی جانب ہوتا دیکھ رہا ہوتا ہے اور پھر رکن شامی سے ملتا ہے اور وہ جانب مغرب دیکھ رہا ہوتا ہے پھر یمانی سے ملتا ہے اور وہ جنوب کی جانب دیکھ رہا ہوتا ہے پھر رکن اسود کی جانب لوٹتا ہے اس وقت اس کا رخ مشرق کی جانب ہوتا ہے اس وقت اسکا (طواف کرنے والا کا) ایک چکر پورا ہوتا ہے اور بیت کریم کا دروازہ اس جانب ہے جو رکن عراقی اور رکن اسود کے مابین ہے اور وہ حجر اسود سے دس بالشت کے فاصلے پر ہے۔

اور دیوار کعبہ کی وہ جگہ جو رکن اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے ملتزم کہلاتی ہے یہ دعا قبول ہونے کی جگہ ہے اور باب کریم زمین سے ساڑھے گیارہ بالشت اونچا ہے اور وہ (دروازہ) سونا چڑھا ہوا چاندی ہے نادر بناوٹ اور عمدہ شکل وصورت کا ہے کہ اس کہ اس کی خوبصورتی اور اس خشوع کے باعث جو اللہ نے اپنے گھر کو پہنایا ہے نظریں ٹھہر کی ٹھہری رہ جاتی ہیں اور دروازے میں چاندی کے دو بڑے بڑے کڑے ہیں جن میں دروازے کا تالا لٹکا ہے اور ان کا رخ مشرق کی جانب ہوتا ہے اور عرض آٹھ بالشت ہے اور طول دس بالشت ہے اور دیوار کی موٹائی جس پر دروازہ لگا ہے پانچ بالشت کعبہ مقدسہ کے اندرونی حصے میں رنگین سنگ مرمر کا فرش بچھا ہے اور اس کی تمام دیواریں رنگین مرمر کی ہیں جو ساکھو کے تین خوب بڑے ستون پر کھڑی ہیں اور ایک ستون سے دوسرے ستون کے مابین چار قدم کا فاصلہ ہے اور وہ کعبہ کی لمبائی میں بیچ میں واقع ہے۔ ان ستون میں ایک اور وہ پہلا ستون ہے اس کنارے کے درمیان واقع ہے جسے رکنان یمانیاں (رکن یمانی رکن اسود) ہے گھیرے ہوئے ہیں اس میں اور اس کنارے میں تین قدم کا فاصلہ ہے اور تیسرا اور آخری ستون اس کنارے میں واقع ہے جسے رکن شامی اور رکن عراقی گھیرے ہیں اور خانہ کعبہ کا پورا دائرہ آدھے سے اوپر موٹے چاندی پر سونے کی قلعی کیا ہوا ہے دیکھنے والے کو وہ قلعی (کہ وہ چاندی

) اپنے ضخامت کی وجہ سے سونے کی چادر معلوم ہوتی ہے اور وہ چاروں طرف گھیرے ہے اور آدھے سے اوپر کی دیوار کو پکڑے ہوئے ہے اور کعبہ کی (اندرونی) چھت رنگین ریشمی چادر سے ڈھکی ہے۔

اور کعبہ شریف کے پورے بیرونی حصے پر چاروں جانب سے سبز ریشم کے پردے پہنائے گئے ہیں جسکا بانا سوتی ہے اور اس کے بالائی حصے میں سبز ریشمی تحریر میں یہ آیت لکھی ہوئی ہے:۔

﴿ان اول بیت وضع للناس للذی بمکۃ مبارکاً وھدی للعالمین، فیه آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخله کان آمناً ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا﴾ اور امام ناصر لدین اللہ کا نام تین ہاتھ کی چوڑی (سطر) میں لکھا ہے یہ تحریر چاروں جانب سے ہے ان پر پردوں میں ایسی نادر صنعت کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ ان میں عمدہ محرابوں کی شکلیں دکھائی دیتی ہے اور تحریر پڑھنے میں آتی ہے اللہ کا ذکر اور خلیفہ ناصر الدین عباسی (جس نے اس کے بنانے کا حکم دیا تھا) کے لئے دعا لکھی ہے اور یہ ساری چیزیں مخالف رنگ میں نہیں ہیں۔

اور چاروں جانب سے کل پردوں کی تعداد ۳۴ ر چونتیس ہے، دونوں بڑے کناروں میں ۱۸ ر اٹھارہ اور دونوں چھوٹے کناروں میں ۱۶ ر سولہ ہیں۔ اور اس میں روشنی داخل ہونے کیلئے ۵ ر پانچ روشن دان ہیں اور ان روشن دانوں پر عمدہ نقش ونگار کے عراقی شیشے لگے ہوئے ہیں ایک روشن دان درمیان چھت ہے اور ہر رکن کے ساتھ ایک روشن دان ہے اور ستونوں کے مابین چاندی کی ۱۳ ر تیرہ کمانیں ہیں جن میں کی ایک سونے کی ہے۔ اور دروازے زمیں داخل ہونے والا سب سے پہلے جس چیز سے ملاقات کرے گا وہ اس کے بائیں جانب وہ رکن ہے جس کے باہر حجر اسود (نصب) ہے اور اس میں دو صندوق ہیں جن میں مصاحف ہیں ان کے اوپر رکن میں دو چھوٹے دروازے ہیں چاندی کے وہ دو طاق ہیں جو رکن سے متصل ہیں ان دونوں اور زمین میں قد آدم سے زیادہ تفاوت ہے اور اس

کے دائیں جانب وہ رکن ہے جسے زاویۃ العراق کہا جاتا ہے اور اس میں ایک دروازہ ہے جسے باب رحمت کہتے ہیں جس کے ذریعہ مقدس چھت پر چڑھا جاتا ہے۔ (رحلۃ بن جبیر)

فضیل بن عیاض کے ساتھ (گزری ہوئی) ایک گھڑی

حل لغات:۔ (۱) جَالَ (ن) بالشی ،پھرانا،گھومانا (۲) سالم بن عبداللہ یہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عنھم ہیں آپ کا شمار مدینہ کے سات بڑے فقہا میں شمار ہوتا ہے مدینہ شریف میں انتقال ہوا۔ (۳) رجا بن حیوا شام کے زبردست عالم یہی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے سلیمان کو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کوخلیفہ بنانے کا مشورہ دیا۔ (۴) الاشارۃ علی فلان ۔ مشورہ دینا (۵) تَحَنَّنَ حَنَّ (ض) علی فلان۔ شفقت کرنا (٦) الغشُّ۔ دھوکہ دینا (۷) انفاق انفعال۔ خرچ کرنا (۸) کَافَاہ ۔بدلہ دینا (۹) صَمَتَ (ن) خاموش ہونا۔

سلیس ترجمہ:۔ حضرت فضل بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ امیر المومنین ہارون رشید نے حج کیا اور میرے پاس آئے میں جلدی سے نکلا اور میں نے کہا اے امیر المومنین آپ اگر کسی کو بھیج دیئے ہوتے تو میں خود ہی آپ کے پاس حاضر ہو جاتا تو (ہارون رشید نے) کہا آپ کا بھلا ہو ایک چیز میرے دل میں کھٹک رہی ہے تو میرے لئے کوئی ایسا آدمی دیکھو جس سے میں پوچھ سکوں تو میں نے کہا میرے یہاں فضیل بن عیاض ہیں کہا ہمیں ان کے پاس لے چلو ہم دونوں آئے اور آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے قرآن کی ایک آیت کو تلاوت میں بار بار دہرا رہے تھے ہارون رشید نے مجھ سے کہا کہ دستک دو تو میں نے دستک دیا ،انھوں نے فرمایا یہ کون؟ میں نے جواب دیجئے امیر المومنین ہیں تو انھوں نے کہا مجھے امیر المومنین سے کیا سروکار سرکار میں نے کہا

سبحان اللہ کیا آپ پر اطاعت (امیر المومنین) لازم نہیں ہے کیا یہ نبی ﷺ سے مروی نہیں ہے کہ آپ نے فرمایا ’’مومن کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو اترے اور دروازہ کھولا پھر بالا خانہ پر چڑھے اور چراغ بجھا دیا پھر گھر کے ایک گوشے میں پناہ گزیں ہو گئے (چھپ گئے) پھر ہم اپنے ہاتھوں سے انھیں ٹٹولنے لگے تو ہارون رشید کا ہاتھ مجھ سے پہلے ان تک پہنچ گیا تو کہا کہ ہتھیلی کتنی نرم ہے؟ مگر جب کل اللہ کے عذاب سے چھٹکارہ پایا جائے ۔ میں نے اپنے دل میں کہا ضرور اس رات میں صاف گفتگو تقویٰ والے اور دل سے کریں گے ۔تو انھوں نے کہا وہ شروع کریں جس کے لئے ہم آپ کے پاس آتے ہیں ۔اللہ آپ پر رحم کرے تو کہا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انھوں نے سالم بن عبداللہ ،محمد بن کعب قرظی اور رجا بن حیوۃ کو بلا کر ان سے کہا میں اس مصیبت وآزمائش میں ڈالا گیا ہوں تو تم لوگ مشورہ دو تو انھوں نے خلافت کو مصیبت شمار کیا اور تم تمہارے ساتھی نعمت جانتے ہیں ۔تو ان سے سالم بن عبداللہ نے کہا اگر کل اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو دنیا میں تا حیات روزہ رکھو اور موت سے افطار کرو اور ان سے محمد بن کعب قرظی نے کہا اگر اللہ کے عذاب سے نجات کے خواہاں ہو تو مسلمانوں میں اپنے سے بڑے کو باپ کا درجہ اور درمیانی عمر والے کو بھائی اور ان میں چھوٹے کو لڑکے کا درجہ دو تو اپنے باپ کی توقیر کرو ۔ بھائی کی عزت کرو ۔ لڑکے پر شفقت کرو اور ان سے رجاء بن حیوۃ نے کہا اگر کل اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو مسلمانوں کیلئے وہی پسند کرو جو تمہیں پسند ہوں اور ان کیلئے وہ چیزیں ناپسند کرو جو تمہیں نا پسند ہیں ۔پھر جب چاہو مر جاؤ (پھر چاہے جب موت آ جائے تو غم نہیں) اور میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر اس دن کا ہے جب قدم پھسلیں گے تو کیا تیرے ساتھ (اللہ تم پر رحم کرے) کوئی ہے جو تجھے اس طرح کا مشورہ دے تو ہارون رشید بہت زیادہ روئے یہاں تک ان پر غشی طاری ہو گئی میں نے ان سے کہا کہ امیر المومنین کے ساتھ نرمی کریں تو آپ نے فرمایا اے ابن ام ربیع تم اور

حجاج کا آخری مقتول

حل لغات: ۔(۱)سعید بن جبیر (۴۵۔۹۵ھ) تابعی اور تابعین کرام میں سب
زبردست عالم تھے (۲)عبدالملک بن مروان (۴۶۔۸۶ھ) بنی امیہ کا پانچواں مشہور
(۳) دیر الجماجم۔ عراق کوفہ کے قریب ایک جگہ کا نام (۴)الاستواء
ہونا (۵) واسط۔ بصرہ اور کوفہ کے مابین عراق ایک شہر کا نام (۶) النطع ۔چمڑے کا فرش جو
کو قتل کرنے کے لئے بچھایا جائے (۷)غاب (ض) عن صوابہ بے ہوش ہونا۔ أفاق۔
میں آنا (۹) ذعر (ف) خوف زدہ کرنا۔

سلیس ترجمہ: ۔ حضرت سعید بن جبیر ؒ حضرت عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد اشعث کے ہمراہ
جب انھوں نے عبدالملک بن مروان سے بغاوت کیا تھا جب عبدالرحمٰن قتل ہو گئے اور ان کے سا
دیر جماجم سے شکست کھا گئے تو بھاگ کر کے مکہ آ گئے ان دنوں والی مکہ خالد بن عبداللہ قسری
اس نے گرفتار کر نے اسمٰعیل بن واسط بزل کے ساتھ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس بھیج دیا اس
آپ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے آپ نے فرمایا سعید بن جبیر اس نے کہا (نہیں) بلکہ تو
(بد بخت) بن کسیر (ٹوٹا ہوا ہے آپ نے فرمایا میرا نام تم سے کہیں بہتر میری ماں جانتی ہے حجاج
کہا تو اور تیری ماں (دونوں) بدنصیب ہیں آپ نے فرمایا کہ غیب تیرے علاوہ کو معلوم ہے حجاج
کہا کہ نہیں دنیا میں میں تمہیں بھڑکتی آگ کے شعلوں میں تبدیل کر دوں گا آپ نے کہا کہ اگر
یہ معلوم ہوتا یہ تیرے ہاتھ میں ہے تو میں تجھے معبود بنا لیتا حجاج نے کہا تمہارا محمد ﷺ کے بارے
میں کیا خیال ہے آپ نے فرمایا وہ رحمت والے نبی اور راہ ھدایت کے رہنما ہیں ۔کہا تمہارا قول

کے بارے میں کیا ہے آیا وہ جنت میں ہیں یا دوزخ میں آپ نے فرمایا اگر میں اس میں داخل ہوا ہوتا
اور جو ان میں ہیں انھیں پہچان لیتا تو اہل جنت و نار کو جانتا حجاج نے کہا خلفاء کے سلسلے میں تیرا کیا
کہنا ہے آپ نے فرمایا میں ان کی جانب سے جوابدہ نہیں ہوں کہا ان میں سے تیرے نزدیک کون
اچھا ہے آپ نے فرمایا وہ جو ان میں سے سب سے زیادہ میرے رب کو راضی کرنے والا ہے۔

حجاج نے کہا تو ان میں سے کو خالق کون زیادہ راضی کرنے والا ہے آپ نے فرمایا کہ اس
کا علم تو اس کے پاس ہے جو ظاہر و باطن کو جانتا ہے حجاج نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میری تصدیق
کرے آپ نے فرمایا اگر میں تجھ سے محبت رکھتا تو تجھے ہر گز نہ جھٹلاتا حجاج نے کہا تو تمہارا کیا خیال
ہے کہ تم ہنستے نہیں ہو کہا وہ مخلوق بھلا کیسے ہنسے جو مٹی سے پیدا کی گئی ہو اور مٹی کو آگ (جہنم) کھا لے
گی اس نے کہا ہمارا کیا حال ہے کہ ہم ہنستے میں آپ نے فرمایا سارے دل برابر نہیں ہوتے پھر حجاج
لولو زبرجد اور یاقوت جمع کا حکم دیا تو اس کے سامنے جمع کیا گیا حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا اگر تو
نے یہ سب اس لئے جمع کیا ہے کہاں کے سبب قیامت کے دن کی سختی سے بچے تو اچھا ہے ورنہ
قیامت میں ایک ہی گھبراہٹ سے دودھ پلانے والی شبہ خوار بھول جائے گی ۔اور اس چیز میں کوئی
بھلائی نہیں جسے دنیا نے جمع کیا مگر وہ جو حلال وطیب ہو۔ پھر حجاج نے سارنگی اور بانسری منگوائی جوں
ہی سارنگی بجائی گئی اور بانسری میں پھونک ماری گئی حضرت سعید بن جبیر رو پڑے حجاج نے کہا رو
کیوں رہے ہو یہ تو سامان تفریح ہے حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا (نہیں جبکہ وہ سامان) غم ہے رہا
پھونک تو اس نے مجھے اس عظیم دن کی یاد دلائی جو صور پھونک جانے کا دن ہے اور رہی سارنگی تو ایک
لکڑی ہے جو ناحق کاٹی گئی اور رہے سارنگ کے تار (تانت) تو وہ بکری کے ہیں جس کے ساتھ وہ
قیامت کے دن اٹھائی جائے گی حجاج نے کہا اے سعید تمہاری خرابی ہو آپ نے جواب دیا اس کے
لئے کوئی بربادی نہیں جو جہنم سے الگ رکھا جائے ۔اور جنت میں داخل کیا جائے ۔حجاج نے کہا اے
سعید اب تم پسند کرو کہ میں تمہیں کس طرح قتل کروں آپ نے کہا جس طرح کا قتل تو اپنے لئے پسند کر

تمہارے ساتھی اسے مار ڈال رہے ہو اور میں تو نرمی ہی کر رہا ہوں پھر ہوش میں آئے تو ان سے کہا
اللہ آپ پر رحم فرمائے کچھ اور ارشاد فرمائیں تو فرمایا اے امیر المومنین مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت عمر بن
عبدالعزیز کے پاس ایک عامل کی شکایت کی گئی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے (اس
عامل) کو لکھا اے میرے بھائی میں تمہیں جہنمیوں کی جہنم میں طویل بیداری یاد دلاتا ہوں جو دائمی
ہوگی تو بات سے بچو کہ من جانب اللہ تمہارے ساتھ تصرف ہو جبکہ آخر وقت ہو اور امید منقطع ہو۔
کہا کہ جیسے ہی اس عامل نے خط پڑھا شہروں کو طے کرتا ہوا آپ کے پاس آیا تو عمر نے
کہا کون سی چیز تمہیں لائی تو انھوں نے کہا کہ میرا دل، خط سے میرا دل اکھڑ گیا اب میں کبھی حکومت
کا رخ نہیں کر سکتا ہوں یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملاقات کروں۔ کہا پھر ہارون رشید بہت زیادہ
روئے پھر کہا اور کچھ زیادہ نصیحت فرمائیں اللہ آپ رحم کرے تو فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت
عباس (نبی ﷺ کے چچا) نبی کی بارگاہ میں آئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے کسی سلطنت کا امیر بنا دیں تو
ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ امارت قیامت کے دن حسرت وافسوس کی چیز ہے تو اگر تم سے امیر نہ
بنا ممکن ہو تو وہی کرو تو ہارون رشید خوب روئے اور ان سے کہا اور مجھے نصیحت کریں اللہ آپ پر رحم
فرمائے تو آپ نے فرمایا کہ اے حسین چہرے والے تو وہی وہ شخص ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن اس خلق کے بارے میں سوال کرے گا تو اگر اس چہرے کو جہنم سے بچا سکو تو کر ڈالو اور اس
بات سے ڈرو کہ تم اس حال میں صبح وشام کرو کہ تمہارے دل میں رعیت میں کسی کے خلاف کینہ ہو
کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے جس نے لوگوں کے ساتھ کینہ رکھ کر صبح کی وہ جنت کی بو نہ پائے گا
ہارون پھر روئے اور آپ سے کہا آپ پر کوئی قرض ہے کہا ہاں میرے رب کا قرض ہے جس کا وہ مجھ
سے محاسبہ کرے گا تو ویل میرے لئے ہوگا اگر وہ مجھ سے سوال کرے گا اور ویل میرے لئے ہے اگر
وہ مجھ سے چھان بین کرے گا اور ویل میرے لئے ہے اگر مجھ سے دلیل نہ بن پڑی ہارون رشید نے

کہا کہ میں بندوں کے قرض مراد لیتا ہوں کہا بیشک میرے رب نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا ہے
میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے ایک مانوں اور اس کے حکم کی اطاعت کروں تو اللہ
عزوجل نے فرمایا: ﴿**وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ما ارید منهم من رزق وما ارید ان یطعمون ان الله هوا لرزاق ذ والقوة المتین**﴾ پھر ہارون رشید نے ان سے کہا کہ یہ ایک ہزار دینار قبول فرمائیں اور اسے اپنے اہل وعیال پر
خرچ کریں اور اس سے اپنی عبادت پر تقویت حاصل کریں تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ میں تمہیں راہ
نجات بتاتا ہوں اور اس طرح کا بدلہ دیتے ہو اللہ تمہیں سلامت رکھے اور نیک توفیق دے۔

پھر چپ ہو گئے اور ہم سے بات نہ کی تو ہم ان کے پاس سے نکلے جب دروازے پر
ہوئے تو ہارون نے کہا اے ابو عباس جب کسی طرف میری رہنمائی کرنا تو ایسے ہی شخص کی طرف کرنا
یہ مسلمانوں کے سردار ہیں تو آپ کے پاس کی ازواج میں سے زوجہ آئیں اور کہنے لگیں اے جناب
آپ دیکھ رہے ہم جس پریشانی میں ہیں تو اگر آپ یہ مال قبول فرما لیتے تو ہم اس سے خوشحال ہو
جاتے تو اس پر انھوں نے اس بیوی سے جواب دیا میری اور تمہاری مثال اس قوم کی جیسی ہے جن
کے پاس اونٹ ہو اس کی کمائی کھاتے ہو اور جب وہ بوڑھا ہوجائے تو اسے ذبح کر کے اس کا
گوشت (بھی) کھالیں تو جب ہارون نے یہ کلام سنا تو کہا اب ہم لوگ داخل ہوں قریب ہے کہ مال
قبول کر لیں گے تو جب فضیل نے جانا تو نکلے اور ان سے بالاخانہ کی چھت پر بیٹھ گئے ہارون رشید
آ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ان سے بات کرتے مگر وہ کچھ جواب نہ دیتے ہم اس درمیان تھے
کہ ناگاہ ایک کالی لونڈی نکلی اور اس نے کہا اے جناب آپ نے شیخ اتنی رات سے تکلیف دیا تو اب
چلے جائیں اللہ آپ پر رحم کرے تو ہم لوگ چلے آئے۔ ☆

(صفۃ الصفوۃ ج ۲)

اے حجاج کیونکہ خدا کی قسم نہیں قتل کرے گا تو مجھے کسی طرح کا قتل مگر یہ کہ اس کے مثل اللہ تجھے آخر
میں قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا کہ تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں کہا اگر معافی ہوگی
اللہ ہی کی جانب سے اور رہا تو تو نہ تجھ سے کوئی برأت ہے نہ ہی عذر خواہی حجاج نے کہا اس کو لے جا
اور قتل کر ڈالو تو جب آپ نکلے تو ہنسنے لگے اس کی اطلاع حجاج کو دی گئی تو اس نے واپس کرایا اور
کہ تمہیں کس چیز نے ہنسایا کہا مجھے تعجب ہے اللہ پر تمہاری جرأت سے اور اللہ کی بردباری سے تم پر
حجاج نے فرش قتل بچھانے کا حکم دیا تو بچھایا گیا اور کہا کہ انہیں قتل کرو تو حضرت سعید نے کہا "وجهی
وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین" حجاج نے کہا اس
کو غیر قبلہ کی جانب پھیر دو حضرت سعید نے کہا "فاینما تولو فثم وجه الله" یعنی جدھر بھی پھیرو
ادھر اللہ کا رخ ہے۔ حجاج نے کہا اسے چہرے کے بل لٹا دو حضرت سعید نے کہا کہ میں تو گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کو مجھ سے
لے لو یہاں تک اس کے ساتھ مجھ سے قیامت کے دن ملاقات کرو۔ پھر حضرت سعید نے دعا کی
اب اس کو میرے بعد کسی کے قتل پر قابو نہ دے۔ اور آپ کا قتل شعبان میں ۹۵ھ میں مقام واسط میں
ہوا اس کے بعد حجاج رمضان میں اس سال مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت سعید بن جبیر کے بعد
کسی کے قتل پر قابو نہ دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور احمد بن حنبل نے کہا حجاج نے سعید بن جبیر کو شہید کیا
اور اس وقت روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہ تھا جو حضرت سعید کے علم کا محتاج نہ ہو پھر حجاج اس کے
بعد ماہ رمضان میں اسی سال مرا اور ایک قول کے مطابق ان کے چھ ماہ بعد مرا اور اللہ تعالیٰ نے اس
کے بعد مرنے تک اسے کسی کے قتل پر قابو نہ دیا اور جب حضرت سعید کو قتل کیا تو بہت زیادہ خون بہا
حجاج نے حکیموں کو بلایا اور ان سے اس سلسلے میں دریافت کیا اور ان کے بارے میں جنہیں ان سے
پہلے قتل کیا تھا کیونکہ ان سے کم خون بہتا تھا تو حکماء نے بیک زبان کہا یہ جنہیں تو نے قتل کیا ہے اس
ان کی روح ان کے ساتھ تھی اور خون تو روح کے تابع ہے اور جن کو تم ان سے پہلے قتل کرتے تھے تو

ان کی روح خوف سے نکل جاتی تھی اسی لئے ان کا خون کم ہو جاتا تھا۔ اور حضرت حسن بصری رضی
اللہ عنہ سے بتایا گیا کہ حجاج نے حضرت سعید بن جبیر کو قتل کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا اے اللہ ثقیف
کے فاسق کی گرفت فرما۔ باخدا اگر وہ تمام لوگ جو مشرق و مغرب کے مابین ہیں ان کے قتل میں
شریک ہوتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو جہنم میں داخل کرتا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ جب حجاج کو
موت درپیش ہوئی تو بیہوش ہوتا پھر ہوش آتا اور کہتا کہ میرا اور سعید بن جبیر کا کیا معاملہ ہے اور ایک
قول کے مطابق حجاج اپنے ایام علالت میں جب بھی سوتا تو خواب میں حضرت سعید بن جبیر کو دیکھتا
کہ اس کا کپڑا پکڑ کر کہتے اے دشمن خدا! تو نے مجھے کیوں قتل کیا تو گھبرا کر اٹھ جاتا اور کہتا کہ میرا اور
سعید بن جبیر کا کیا معاملہ ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج کو اس کی موت کے بعد کسی نے خواب
میں دیکھا تو ان سے کہا گیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا تو کہا کہ مجھے ہر مقتول کے بدلے ایک
بار قتل کیا گیا اور حضرت سعید کے بدلے مجھے ستر دفعہ قتل کیا گیا۔ (وفیاة الاعیان لابن الخلکان)

ایک بادشاہ کا تکبر

حل لغات: ۔صَلَفْ. تکبر شیخی هَشَمَ هَشماً (ض) توڑنا رَحُبَ خیر مقدم کرنا سوقَة رعیت
اِستعدیٰ (الرجل) مدد طلب کرنا وَطِئَ یَطاَء الشئی بِرجله. پیرے روندنا۔ مَعْقُودَة
عَقَدَ یَعْقِدُ عَقداً. گرہ لگانا۔ عك عنسان. قبائل کے نام ہیں اَلبَلْقَعُ و البلْقَعَةُ. خالی زمین
ج بَلاقِع سُمّار ج واحد سامر. رات کو باتیں کرنے والوں کی مجلس ۔اَقطَعَ اَلاَمِيرُ الجُندَ
البلد. جاگیر دینا۔ البَهْوَ. مکان یا خیمہ کے آگے کا کمرہ جو مہمان وغیرہ کے قیام کا کام دے

قَوَارِيْرَ۔ چنا کے مانند ایک درخت أَصْحَبَ سفیدی سرخی مائل۔ سِبَال واحدسَبَلَة۔ مونچھ کے بال۔ العُثْنُون داڑھی ج عثانین اَلحَفَ الحافاً السوال۔ اصرار کرنا۔

سلیس ترجمہ:۔ ابو عمر و شیبانی نے کہا کہ جبلہ بن ایہم غسانی جب اسلام لایا یہ شاہان آل جفنہ میں سے تھا اس نے حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس خط لکھا (جس میں) اجازت چاہی تھی ان کے پاس آنے کی تو آپ نے اسے اجازت عطا فرمادی تو یہ اپنے خانوادہ غسان کے پانچ سو افراد کو ہمراہ لیکر ان کی جانب روانہ ہوا یہاں تک کہ جب دو منزل باقی رہ گئی تو اس نے اپنی آمد کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور لوگوں کو اس کے استقبال کا حکم دیا اور اس کے اتارنے کیلئے آدمی بھیجا۔ جبلہ نے اپنے ساتھیوں میں سے دوسو افراد کو حکم دیا وہ مسلح ہوئے ریشمی لباس پہنے ایسے گھوڑوں پر سوار ہوئے جن کی دمیں بنی گئی تھیں اور گھوڑوں کو سونے چاندی کے پٹے پہنائے جبلہ نے اپنا تاج پہنا اس تاج میں اس کی دادی ماریہ کی دو بالیاں تھیں اور مدینہ شریف میں داخل ہوا جب حضرت عمر رضی اللہ کے پاس پہونچا آپ نے خیر مقدم کیا اور مہربانی کی اور اپنے پاس کیا (قریب بیٹھایا) پھر آپ نے حج کا قصد فرمایا تو جبلہ بھی آپ کے ساتھ نکلا تو طواف کعبہ کرتے ہوئے (اور یہ موسم حج میں موجود تھا) ناگاہ اس کی لنگی پر قبیلہ بنی فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں پڑ گیا تو لنگی کھل گئی تو جبلہ نے ہاتھ اٹھا کر فزاری کی ناک توڑ دی تو فزاری نے اس کے خلاف حضرت عمرؓ کے پاس مقدمہ دائر کر دیا آپ نے جبلہ کو بلوایا اور آیا آپ نے فرمایا کیا یہ؟ (صحیح) ہے اس نے کہا ہاں اے امیر المومنین اس نے میری لنگی کھولنے کا قصد کیا اور کو حرمت کعبہ مقصود نہ ہوتی تو میں اس کی پیشانی پر تلوار مار دیتا تو اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اقرار کر لیا ہے تو یا تو اس شخص کو راضی کر لو ورنہ میں تم سے اس کا بدلہ دلواؤں گا جبلہ نے

کہا آپ میرے ساتھ کیا کریں گے فرمایا کہ میں تیری ناک توڑنے کا حکم دوں گا جیسا تو نے کیا ہے جبلہ بولا اور ایسا کیسے ہوگا اے امیر المومنین وہ ایک رعایا (کا رندہ ہے) اور میں بادشاہ ہوں آپ نے فرمایا اسلام نے تمہیں اور اسے یکجا کر دیا ہے تو اب تم اس پر کچھ فضیلت نہیں رکھتے سوائے تقوی اور عافیت کے جبلہ نے کہا میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ اے امیر المومنین کہ میں اسلام میں بہ نسبت جاہلیت کے اور زیادہ معزز ہو جاؤں گا حضرت عمر نے فرمایا یہ گفتگو بند کرو کیونکہ اگر تم نے اس شخص کو راضی نہ کر لیا تو بہر حال اسے بدلہ دلواؤں گا۔ جبلہ بولا تب تو میں نصرانی ہو جاؤں گا حضرت عمر نے فرمایا اگر تم نصرانی ہو جاؤ گے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا کیونکہ تم اسلام لا چکے ہو اب اگر تم مرتد ہوئے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ تو جب حضرت عمر کی صداقت کو جبلہ نے دیکھا تو کہا میں آج کی شب میں اس سلسلے میں غور کروں گا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر اس قبیلے اور اس قبیلے سے خلق کثیر جمع ہو گئی قریب تھا کہ ان کے مابین فتنہ ہو جاتا۔ تو جب سب کو شام ہو گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جانے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ جب لوگ سو گئے اور سناٹا ہو گیا جبلہ اپنے گھوڑوں اور سواریوں کو شام کی طرف لے کر چلا صبح ہوتے ہوتے مکہ ان سے خالی ہو چکا تھا جب وہ شام میں پہونچا اپنی قوم کے پانچ سو افراد کو لے کر قسطنطنیہ آیا اور ھرقل کے پاس پہونچ کر اپنی قوم کے ساتھ نصرانی ہو گیا اس سے ھرقل بہت خوش ہو گیا اور اس نے اس بات کو اپنی بہت بڑی فتح تصور کیا اور جبلہ نے جہاں چاہا اسے قطعہ زمین دیا اور داد و دہش کا حکم جبلہ کی خواہش کے مطابق جاری کیا اور اس کو اپنی مجلس گفتگو اور قصہ گوئی میں شامل کر لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھ میں آیا کہ ھرقل کو دعوت اسلام پر مشتمل خط لکھیں اور اپنے مصاحبین میں سے ایک شخص کو ھرقل کی جانب روانہ کیا اور یہ جثامہ بن مساحق کنانی تھے جب اس کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاصد دعوت اسلام

کلام۔ ج۔ واحد کلم زخم ۔صَـقَتَنِی۔ ساق یسوق سوقا۔ وسیاقاً پنڈلی پر مارنا زَقُّوم جہنم کا درخت ۔ضِرَام۔ آگ شعلہ۔

سلیس ترجمہ:۔ (۱) تیری اطاعت کی میں نے اے ابلیس ستر سال تک تو جب میرا بوڑھاپا حد کو پہونچا اور میری حیات (عمر) پوری ہوگئی۔

(۲) تو میں اپنے رب کی جانب رجوع کیا (بھاگا) اور یقین کرلیا میں نے گردش ایام کے باعث اپنی موت سے ملنے والا ہوں۔

(۳) بسا اوقات میں نے اس حال میں رات گذاری ہے کہ شیطانوں کا باپ ابلیس میری اونٹنی کو بے مہار دوڑا رہا ہے۔

(۴) وہ مجھے یہ خوش خبری دیتا ہے کہ میں کبھی نہ مروں گا اور وہ مجھے ہمیشہ جنت وسلامتی میں رکھے گا۔

(۵) تو میں نے اس سے کہا کہ تیرے چھوٹے بھائی (فرعون) کو تیرے طاقتور ہاتھوں نے پر جوش دریاؤں سے کیوں نہ نکالا۔

(٦) تو نے اسے دریا میں ڈال دیا جب تو نے یہ دیکھ لیا کہ دریا کا شگاف یذبل وشام پہاڑوں کے برابر گہرا ہے۔

(۷) اور آدم کو تو نے بہترین گھر (جنت) سے اس وقت نکالا جب وہ اور ان کی زوجہ اس میں سکونت پذیر تھے۔

(۸) اور تو نے قسم کھائی اے ابلیس کہ تو ان کا ناصح وخیر خواہ ہے اور یہ کہ تیری قسم میں گناہ نہیں یہ سچی ہے۔

(۹) عنقریب میں تجھے ان برائیوں (زخموں) کا بدلہ دوں گا جو تو نے مجھے لگایا ہے ایسے زخم جو بات والے ہیں۔

(۱۰) تجھے جہنم میں اس سے عار دلائی جائے گی اور آگ تجھ پر اپنے سیکڑ کے درخت اور شعلہ کے ساتھ حملہ آور ہوگی۔ ☆

حضرت عمر بن عبد العزیز اور مسلمان کا بیت المال

حل لغات: سلیمان ۔ سلیمان بن عبد الملک بن مروان (٥٤۔٩٩ھ) اموی خلیفہ رِباع ج رَبْعٌ واحد گھر ۔کِسْوَۃ۔ لباس۔ج۔ کسیٰ کِلف۔ عاشق زار ہونا۔جوائز۔ انعامات واحد جَائِزَۃ۔ شَعْثَاء۔ صف پراگندہ حال عورت۔ج شُعُث آرْمَلَۃٌ بیوہ عورت ج آرَامِل۔ ھَمَلَتِ العین ھَمْلاً و ھَمَلاناً (ض۔ن)۔ آنکھوں سے اشک بہنا الخَبْلُ۔ جنون۔ مَلْھُوف۔ حیرت کرنا کف افسوس ملنا مصیبت زدہ ہونا مظلوم مراد ہے۔عَامِل۔ حاکم ج عُمَّال۔ تَدَعْدَعَ۔ بکھرنا پراگندہ ہونا پھٹا ہونا مراد ہے۔

سلیس ترجمہ:۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنی حکومت کا کام سلیمان بن عبد الملک کے مال مکانات لباس اور وہ تمام اشیاء جو اس کی ملکیت میں تھیں ان کی فروختگی سے شروع کیا تو کل رقم مبلغ ۲۴ ہزار دینار ہوئی سب کو اکٹھا کر کے بیت المال میں جمع کر دیا پھر اپنی بیوی فاطمہ بنت عبد الملک کے پاس گئے اور انھیں آواز دی فاطمہ! انھوں نے جواب دیا لبیک اے امیر المومنین تو آپ رونے لگے اور آپ اپنی زوجہ سے عشق کی حد تک محبت رکھتے پھر جب رو کر چپ ہوئے! تو ان سے کہا کہ اب تو مجھے پسند کر دیا وہ کپڑا پسند کرو جسے تمہارے باپ عبد الملک نے تمہارے لئے بنوایا ہے وہ کپڑا ان کے باپ عبد الملک بن مروان نے بنوایا تھا وہ ایسا کپڑا تھا جو سونے کے تار سے بنایا گیا تھا اور اس میں موتی اور یاقوت پروے ہوئے تھے جس پر ایک لاکھ دینار کی لاگت آتی تھی۔

آپ نے بیوی سے فرمایا اگر تم مجھے پسند کرو گی تو میں کپڑے کو لیکر اسے بیت المال میں رکھ دوں گا اور اگر تم کپڑے کو پسند کرو گی تو پھر میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا۔ تو بیوی نے عرض کیا میں آپ کی جدائی سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں مجھے کپڑے کی کوئی حاجت نہیں تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا (اچھا) میں تمہارے ساتھ ایک کام کروں گا اس کپڑے کو بیت المال کے آخر میں رکھ دوں گا اور اس کے علاوہ تو خرچ کروں گا تو اگر اس تک پہنچ گیا تو اسے مسلمانوں کے مفاد میں خرچ کر ڈالوں گا اور یہ مسلمانوں ہی کے مالوں میں سے تو اس میں خرچ کر ڈالوں گا اور اگر کپڑا بچ گیا اور مجھے اس کی ضرورت نہ درپیش آئی تو ممکن ہے میرے بعد کوئی ایسا خلیفہ ہو جو اس کو تمہیں لوٹا دے (اس پر) آپ کی بیوی نے کہا جو آپ کی سمجھ میں آئے کریں پھر آپ کے پاس آپ کے صاحبزادے آئے جن کی قمیص پھٹ چکی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا پیارے بیٹے اپنی قمیص میں پیوند لگا لو باخدا میں تمہارے سلسلے میں آج سے زیادہ کبھی محتاج نہ تھا۔

لوگوں نے عبدالاعلی بن ابی مشاور سے روایت کیا ہے کہ اس نے لوگوں کو خبر دی اور کہا کہ جب آپ شروع میں خلیفہ ہوئے تو اہل حجاز و عراق کا مشہور شاعر جریر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا السلام علیك یا امیر المومنین ورحمة الله پھر کہا کہ سابق خلفاء انعامات و صلات وغیرہ سے میری خبر گیری کرتے تھے (کہہ کر) مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

﴿۱﴾ جب بارش ہماری مخالفت کرتی ہے (یعنی نہیں ہوتی) تو ہم خلیفہ سے وہی امید رکھتے ہیں جو بارش سے رکھتے ہیں۔

﴿۲﴾ ہمامہ میں بہت ساری پراگندہ حال بیوائیں اور یتیم ہیں جن کی آواز اور نگاہ میں ضعف ہے۔

﴿۳﴾ مظلوم فریادی کے پکار کی طرح تجھ کو پکارتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ ان پر آسیب کا اثر ہے یا بشر سے کوئی تکلیف ہے۔

-: اور کہا :-

﴿۴﴾ بیوہ عورتوں کی حاجتیں تو آپ نے پوری کردیں اس زر بندہ کی حاجت کون پوری کرے گا۔

-: اور کہا :-

﴿۵﴾ آپ کی سیرت ہدایت اور برکت والی ہے آپ خواہشات کی نافرمانی کرتے ہیں اور قرآنی سورتوں کے ساتھ رات کو قیام کرتے ہیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ رو پڑے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور کہا اے جریر میرے سامنے اپنی ضرورت پیش کر کہا آپ کے پہلے کے خلفاء نے جس چیز کا عادی بنا دیا ہے کہا اور وہ کیا ہے تو اس نے کہا چار ہزار دینار اور اس کے لوازمات سواری اور کپڑے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم مہاجرین کی اولاد سے ہو اس نے کہا نہیں پھر کہا کیا انصار کی اولاد سے ہو کہا نہیں کہا کہ کیا تو مسلمان فقیروں میں سے کوئی فقیر ہے اس نے کہا ہاں تو آپ نے کہا میں تمہارے شہر کے حاکم کو آرڈر کرتا ہوں کہ وہ تم پر وہ چیزیں جاری کرے جو دوسرے فقیروں پر جاری کی جاتی ہیں جریر نے کہا اے امیر المومنین میں اس طبقہ سے اعلیٰ ہوں یہ کہہ کر جریر چل پڑا تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو میرے پاس لاؤ تو جب وہ لوٹ کر آیا تو آپ نے اس سے کہا کہ ایک راست ہے میرے پاس (ذاتی خرچ کے) ذاتی اخراجات اور کپڑے ہیں اس میں سے کچھ تمہیں دے دیتا ہوں پھر اسے چار دینار دلوایا تو اس نے کہا اتنے سے میرا کیا ہوگا اے امیر المومنین تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باخدا وہ میری گاڑھی کمائی کا ہے اور میں نے تیرے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا دیا ہے۔ تو جریر نے کہا خدا کی قسم اے امیر المومنین میں نے جتنا بھی کمایا ہے اس میں سب سے زیادہ پسندیدہ یہ مال ہے پھر نکلا تو لوگ اس سے ملے اور پوچھا تمہارے پیچھے کیا ہے تو جریر نے

کہا میں تمہارے پاس ایسے خلیفہ کے پاس سے آیا ہوں جو فقیروں کو دیتا ہے اور شاعروں کو وہ کتا...
اور (پھر بھی) میں اس سے راضی ہوں۔ ☆ (الامامة والسياسة لابن قتيبة)

زندہ گاڑی جانے والی بچیوں کو (بچالینا) زندہ کرنا

حل لغات:۔ الكُرْبَةُ غم اور مشقت ج كُرَب. فَرَجَ فَرَجًا (ض) انعم عنه. غم دور کر... الموؤدات (ض) زندہ درگور کی جانے والی بچیاں، وأدیئدُ وأدا. درگور کرنا۔ خـابِرٌ. خـ... حَدُرَ (الرجل) مضبوط و موٹا ہونا۔ اَشْعَرُ صف مذکر، گھنے بال والا۔ اَوْقَدَ يُوقِدُ إيقَا... النار. آگ بھڑکانا۔ مشتعل کرنا۔ مَخَضَتْ مِخَاضًا. الحامل. دروزہ میں مبتلا ہونا صفت... مَاخِضٌ. آتی ہے۔ ذَرْهَا اس کو چھوڑ دو۔ وَذَرَ يَذَرُ وَذْرًا الشئ. چھوڑنا۔ أَنْشُدُكَ اللہ... میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ حَفِيَ حَفَاوَةً. خوشی کا ظاہر کرنے میں مبالغہ کرنا حَفِيٌّ. اسی سے صفت ہے۔ اللَّقُوحُ. وہ اونٹنی جو مادہ منویہ کو قبول کرے۔ حاملہ مراد ہے۔ مُخْفِرٌ عہد توڑنے والا۔ مُغْوِرٌ. بد خلق۔ المَنِيَّةُ موت ج منایا۔

سلیس ترجمہ:۔ فرزدق کے دادا صعصعہ نے کہا کہ میں اپنی دو اونٹنیاں تلاش کرتے ہوئے نکلا تو مجھے دور سے ایک آگ بلند ہوتی نظر آئی میں اس کی جانب چل پڑا اور اترنے کا ارادہ کیا تو وہ آگ کبھی جلنے اور کبھی بجھنے لگی وہ آگ اسی طرح ہوتی رہی یہاں تک کہ میں نے کہا مولا اگر تو اپنے کرم سے مجھے اس آگ تک پہونچادے اور نہ پاؤں گا میں آگ والوں کو کہ اگر کسی مصیبت کی وجہ سے جلاتے ہیں اور لوگوں میں کوئی اس مصیبت کے دور کرنے پر قادر ہے تو میں اس مصیبت کو ان سے دور کردوں گا۔

تو میں تھوڑا ہی چلا تھا کہ اس آگ کے پاس پہونچ گیا تو دیکھا کہ وہ بنی انمار کا ایک قبیلہ ہے اور ایک گھنے بال والا صحت مند مضبوط (خوبصورت) بزرگ اپنے مکان کے سامنے روشن کر رہا ہے اور خواتین ایک قریبۃ الولادت عورت کے گرد جمع ہیں وہ عورت ان عورتوں کو تین رات سے مصروف رکھے ہے میں نے سلام کیا تو شیخ نے کہا تم کون ہو میں نے کہا صعصعہ بن ناجیہ اس نے کہا ہمارے سردار خوش آمدید تو تم یہاں کیسے اے بھتیجے میں نے کہا اپنی دو اونٹنیوں کی تلاش میں (جو گم ہوگئی ہیں) جن کا نشان قدم مجھ سے مخفی ہے میں نے ان دونوں کو اس کے بعد پایا کہ اللہ نے ان کے سبب تیری قوم کے ایک خانوادہ کو زندہ رکھا اور وہ دونوں قریب کے اونٹوں میں ہیں میں نے کہا تو کس سلسلے میں اتنی رات کو آگ جلارہے ہیں کہا کہ میں اسے ایک ایسی عورت کے لئے جلارہا ہوں جو قریب الوضع ہے جس نے ہم سب کو تین رات سے روک رکھا ہے اور عورتیں بات کرنے لگیں تو کہا کہ لڑکا آیا ہے تو شیخ نے کہا اگر لڑکا ہے تو ولادت میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا اور اگر لڑکی ہوتی تو میں ہرگز اس کی آواز نہ سنتا اور اسے مار ڈالتا۔ میں نے کہا اے شخص یہ ارادہ ترک کردے۔ کیونکہ وہ تیری بیٹی ہے اور اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اس نے کہا میں اسے قتل کردوں گا میں نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں تو اس نے کہا میں تمہیں بہت خوش دیکھتا ہوں تو تمہیں اس کو خرید لو مجھ سے تو میں نے کہا میں خرید لوں گا تو اس نے کہا کتنا دوگے میں اپنی ایک اونٹنی اس نے کہا نہیں تو میں نے کہا تو میں دوسری زیادہ کردوں گا۔ تو اس کی نظر میرے اس اونٹ پر پڑی جو میرے نیچے تھا (جس پر میں سوار تھا) تو بولا نہیں مگر یہ کہ تم اپنا یہ اونٹ بھی بڑھا دو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اچھے رنگ والا اور نوعمر ہے میں نے کہا یہ بھی تیرا اور دو اونٹنیاں بس یہ شرط ہے کہ اس پر مجھے میرے گھر پہونچادیں۔ کہا میں نے وعدہ کیا تو میں نے اس دفن ہونے والی بچی کو اس سے دو اونٹنی ایک اونٹ کے بدلے میں خرید لیا۔ اور میں نے اس پر پختہ عہد و پیمان لیا کہ اس بچی کے ساتھ وہ

ضرور حسن سلوک اور صلہ رحمی کرے گا وہ بچی جب تک زندہ رہے یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائے اور مر جائے۔ جب میں اس کے پاس سے نکلا تو میں نے اپنے دل میں سوچا اور کہا یہ وہ کار خیر ہے جس پر کسی عرب نے مجھ پر سبقت نہ کی تو میں نے قسم کھالیا کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کو زندہ نہ دفن کرے گا مگر یہ کہ میں اس سے دو اونٹنی اور ایک اونٹ کے بدلے میں خرید لوں گا تو اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں (اس وقت تک) چار کم سو لڑکیوں کو بچا چکا تھا۔ اور اس میں کوئی میرا شریک نہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی حرمت نازل فرمادی۔ اس پر فرزدق نے اپنے کچھ اشعار میں فخر کیا ہے اور اسی میں سے اس کا وہ قصیدہ ہے جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

(۱) میرا باپ منصہ ان دو بارشوں میں سے ایک ہے کہ جب جوزاء اور دلو (دو نچھتر جس میں بارش زیادہ ہوتی ہے) نہ برسیں تو وہ برستا ہے۔

(۲) جس نے زندہ دفن ہونے والی لڑکیوں کو بچایا اور جو محتاجی کے باوجود بچائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ وعدہ شکن نہیں ہے۔

(۳) میں اس کا بیٹا ہوں جس کی مہربانی نے موت کو لوٹا دیا پس جس سے میں نے مدافعت کی ہے وہ بدخلق نہیں ہے۔ (الأغانی)

صورت وسیرت (عباس بن مرداس)

حل لغات: ۔**قَــزْدَرِیہ**۔ ازدری یزدری۔ حقیر سمجھنا۔ **المزیرُ**۔ سخت دل۔ ج۔ اَمَاذِر۔ **طَرِیر**۔ جوان جس کی مسیں بھیگ گئی ہوں۔ باوقار حسین جوان۔ **الابغث البغاث**۔ سبزی مائل سفید رنگ کا ایک پرندہ جو گدھ سے چھوٹا اور اڑنے میں ست ہوتا ہے شکاری پرندے کا اسم جنس ہے۔ ج۔ **بُغث وبغثان**۔ **اُمّ الصَّقر**۔ شکرہ کی ماں۔ **البُزاۃ**۔ ج۔ بازی واحد، باز۔ **الخسف**۔ ذلت۔

الجریرُ۔ چمڑے کی رسی جس سے اونٹ کی مہار بنائی جاتی ہے۔ **هراوی**۔ **هراوة** کی جمع۔ موٹا ڈنڈا، سونٹا۔

سلیس ترجمہ: ۔(۱) تم کمزور مرد کو دیکھ کر اسے حقیر سمجھتے ہو حالانکہ اس کے لباس میں سخت دل شیر ہے۔ (۲) اور تعجب میں ڈال دیتا ہے تمہیں نوجوان تو تم اسے آزماتے ہو تو وہ نوجوان تمہارے گمان کے خلاف ملتا ہے۔ (۳) تو مردوں کا بھاری بھرکم ہونا ان کے لئے فخر کی بات نہیں اور لیکن ان کا فخر تو شرافت اور بھلائی ہے۔ (۴) بغاث پرندہ بچوں میں سب سے زیادہ ہے اور شکرہ کی ماں کم بچے والی ہے جس کے بچے زندہ نہیں رہتے۔ (۵) کمزور پرندے جسامت میں لمبے ہوتے ہیں اور باز اور شکرے لمبے نہیں ہوتے۔ (٦) اونٹ بغیر عقل کے بڑا ہے جسم کی بڑائی سے اونٹ بے نیاز نہ ہو سکا۔ (۷) اس کو ایک بچہ ہر سمت گھماتا ہے اور رسی اسے ذلت پر روکے رکھتی ہے۔ (۸) ایک بچی اسے موٹے ڈنڈے سے مارتی ہے تو نہ اس کے پاس غیرت ہے نہ انکار۔ (۹) تو اگر میں تمہارے بروں میں کم ہوں تو تمہارے بھلوں میں زیادہ ہوں۔ (الحماسة)

طریقۂ جنگ (۱)

حل لغات: ۔**الدَّوحَۃُ**۔ بڑا پھیلا ہوا درخت ہندی میں برگد کہتے ہیں جمع **دَوح** جمع **ادواح**۔ **الوَکرُ** (عصر) گھونسلا، ج اوکار۔ **غراب**۔ کوا، جمع **غربان**۔ **الکهف**۔ غار، کھوہ، جمع **کُهُوف**۔ **البُوْمُ والبُوْمَۃُ**۔ الّو۔ جمع **اَبوام**۔ **غُدَوات**۔ **غُدوۃ** کی جمع صبح دن کا ابتدائی حصہ۔ **رَوحَات روحَۃُ** کی جمع۔ سہانی رات۔ **اَغار۔ اِغارۃ علیهم** لوٹ ڈالنا۔ **مَنتُوفٌ نَتَفَ نَتفًا الشعر والریش** (ض) بال پر نوچنا۔ **الحنقُ** سخت غضبناک جمع **حُنُق**۔ **ذکی الحرب**۔ لڑائی کی آگ بھڑکانا۔ **الخُرقُ** غلطی۔ **الاناۃ**۔

[illegible] کی کرنا۔ **العلاء** طاقت وقوت۔ **بث بثا** (ن،ض) **الشی** پھیلانا۔ **الطلائع** **طليعة** کی جمع ہے من الجیش ہراول۔ مقدمۃ الجیش۔ **الجنة** ڈھال جمع **جنن**۔ **شطط** (ض،ن) زیادتی کرنا، ظلم کرنا۔ **الحتف** موت **اضرب عن الشی** اعراض کرنا۔ **متكثفا** **اكثب** قریب ہوکر اکٹھا ہونا، جمع ہونا۔ **الرهط** تین سے دس آدمیوں کا گروہ جس میں عورت نہ ہو۔ اس لفظ کا واحد نہیں۔ **الكراكي** ج۔ واحد **الكركی** سارس۔ **الطواويس** مور جمع **طواويس**۔ **البط** واحد، بطخ جمع **بطوط**۔ **النعامة** شترمرغ **الحمام** کبوتر، ج، **حمائم**۔ **الشوم** نحوست۔ **لاتوسى** مضارع مجہول **اسى** **ياسوا اسوا البرح** علاج کرنا۔ **وتر وترة** (ض) مصیبت میں مبتلا کرنا۔ **الضغينة** کینہ، ج، **ضغائن**۔ **الاغتباط** خوش ہونا۔ **الغريض** خصی بکرا۔ **همس همسا** (ض) آہستہ آواز نکالنا۔ **ان يئن انينا** (ض) کراہنا۔ **مالات ممالاة علا الامر** موافقت کرنا۔ مدد کرنا۔

سلیس ترجمہ: بیدپا نے کہا لوگوں نے بیان کیا کہ کسی پہاڑ میں ایک بہت بڑا (برگد کا) درخت تھا جس میں ایک ہزار کووں کے گھونسلے تھے۔ ان پر ایک بادشاہ مقرر تھا اور اسی درخت کے قریب ایک غار تھا جس میں ایک ہزار الو تھے اور ان پر بھی انہیں میں کا ایک بادشاہ تھا۔ الوؤں کا بادشاہ کسی صبح یا شام کو نکلا اور اس کے دل میں کووں کے بادشاہ سے دشمنی تھی اور کووں اور ان کے بادشاہ کے دل میں بھی الوؤں کے تئیں وہی حال تھا۔ تو الوؤں کے بادشاہ نے اچانک اپنے ساتھیوں سمیت کووں پر ان کے گھونسلوں میں حملہ کر دیا تو قتل وغارت کیا اور بہت سارے کووں کو قیدی بنا لیا۔ اور یہ حملہ رات میں تھا۔ تو جب صبح ہوئی کوے اپنے بادشاہ کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا آپ کو معلوم ہوا؟ رات میں ہم لوگ ملک البوم سے کسی مصیبت سے دوچار ہوئے ہیں۔ اور ہم میں کا کوئی

دیا گیا یا تو وہ مقتول ہے، یا زخمی ہے کسی کے پر ٹوٹے ہیں کسی کے بال اکھڑے ہیں کسی کی دم اکھڑی ہے۔ اور سب سے زیادہ سخت تکلیف جس سے ہمیں ہوئی وہ ان کی ہمارے اوپر جرأت ہے۔ اور انہیں ہمارے ٹھکانوں کا پتہ چل جانا۔ اور ہمارے ٹھکانوں کا انہیں علم ہو جانے کی وجہ سے وہ بار بار ہماری جانب لوٹتے رہیں گے۔ اب ہم آپ کے ہیں اور آپ ہی کی رائے (کا سہارا) ہے تو اب آپ ہماری اور اپنی حفاظت کے لئے کچھ سوچیں۔ پانچ کوے ایسے تھے کہ بادشاہ ان کی حسن رائے کا معترف تھا۔ معاملات میں ان پر اعتماد کرتا تھا اور انہیں ذمہ داریاں سپرد کرتا تھا بادشاہ عموماً معاملات میں ان سے مشورہ لیتا اور ناگہانی آفتوں اور مصیبتوں میں ان کی رائے بہت لیتا تھا بادشاہ نے پانچوں میں سے پہلے کوے سے پوچھا اس سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے کہا کہ میری رائے وہی ہے جس کی جانب علماء نے سبقت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ سخت غضبناک دشمن سے بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ بادشاہ نے دوسرے سے کہا تمہاری کیا رائے ہے اس سلسلے میں اس نے کہا میری رائے وہی ہے جو اس کی رائے ہے یعنی بھاگنا۔ بادشاہ نے کہا میں تم دونوں کی رائے کو رائے نہیں سمجھتا کہ ہم اپنا گھر چھوڑ دیں اور اپنے دشمن کے لئے راستہ خالی کر دیں ان کی جانب سے پہلی ہی مصیبت میں جو ہمیں پہونچی۔ اور یہ ہمارے لئے مناسب بھی نہیں ہے لیکن ہم اپنی طاقت اکٹھا کر لیں اور دشمن کے لئے پوری طرح تیار ہو جائیں اور اپنے اور اپنے دشمن کے مابین آتش جنگ بھڑکا دیں اور جب وہ ہماری جانب آئیں تو ہم غفلت سے بچیں تو ہم ان سے پوری تیاری کے ساتھ مورچہ لیں اور ایسی جنگ کریں جس سے پسپائی نہ ہو اور نہ ہی اس سے کوتاہی کریں اور ہمارے اطراف ان کے اطراف کا مقابلہ کریں اور اپنے مورچوں سے اپنی حفاظت کریں اور دشمن کو دفع کریں کبھی تحمل وبردباری سے اور کبھی طاقت وقوت سے جہاں تک ہمیں موقع ملے اور ہماری رسائی ہو اور دشمن کا رخ اپنی جانب سے پھیر دیں۔ پھر بادشاہ نے تیسرے سے کہا تمہاری کیا

رائے ہے کہا میں ان دونوں کی رائے کو کوئی رائے نہیں سمجھتا۔ اور لیکن (ہمیں چاہئے) جاسوسوں اور مخبروں کا جال بچھا دیں اور اپنے اور دشمن کے مابین **مقدمۃ الجیش** (ہراول دستہ) بھیجیں پھر پتہ کریں کیا وہ ہم سے صلح کے خواہاں ہیں یا جنگ کے یا فدیہ چاہتے ہیں تو اب اگر ہم ان میں مال کی لالچ کا کچھ معاملہ چاہیں تو ہم ٹیکس پر بھی **صلح کو ناپسند** نہ کریں گے وہ ٹیکس انہیں ہر سال دیتے رہیں گے اور اپنی جان کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اور اپنے **گھروں** میں مطمئن رہیں گے کیونکہ بادشاہوں کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ جب دشمن کی **قوت بڑھ جائے** اور اپنی جانوں پر ان کا خوف طاری ہو اپنے شہروں پر تو یہ کہ مال کو شہر، ملک اور رعایا کے لئے ڈھال بنالیں۔ بادشاہ نے چوتھے سے کہا اس صلح کے سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے کہا میں اسے کوئی رائے نہیں سمجھتا بلکہ ہم اپنے **گھروں کو چھوڑ دیں**، مسافرت پر صبر کریں معیشت کی تنگی اس بات سے بہتر ہے کہ ہم اپنا خاندان و وقار ضائع کریں **اور اس** دشمن کے سامنے جھکیں جس سے ہم باعزت ہیں حالانکہ اگر ہم الوؤں کے سامنے اس **بات کو** پیش کریں تو وہ سوائے ظلم و زیادتی کے ہم سے راضی نہ ہوں گے۔ مثلوں میں کہا گیا ہے دشمن سے اتنا قرب رکھو کہ اپنا مقصد حاصل کرلو اور اس سے پوری طرح قریب نہ ہو جائے کہ تم پر جری ہو جائے اور تمہاری فوج کمزور ہو جائے اور تم خود بھی ذلیل ہو جاؤ اور اس کی مثال دھوپ میں گاڑی ہوئی لکڑی ہے جب اسے تھوڑا جھکاؤ گے تو اس کا سایہ بڑھ جائیگا اور اگر اسے جھکانے میں حد سے تجاوز کر جاؤ گے تو سایہ گھٹ جائے گا اور ہمارا دشمن تھوڑے قرب پر راضی نہیں ہے لہذا ہماری اور تمہاری رائے فقط جنگ ہے بادشاہ نے پانچویں سے کہا تم کیا کہتے ہو تمہاری کیا رائے ہے۔ جنگ یا صلح یا جلا وطن ہو جانا اس نے کہا جہاں تک جنگ کا معاملہ ہے تو آدمی کو اس سے جنگ کی کوئی سبیل نہیں جس پر وہ قابو (قدرت) نہیں رکھتا۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ جو شخص اپنی حیثیت نفری قوت کو نہیں پہچان پاتا اور اس سے جنگ کرنے لگتا ہے جس پر قدرت نہیں رکھتا وہ اپنی ذات کو موت پر

آمادہ کرتا ہے حالانکہ عاقل دشمن کو حقیر نہیں جانتا کیونکہ جو بھی اپنے دشمن کو حقیر جانے گا اس سے دھوکہ کھا جائے گا اور جو اپنے دشمن سے دھوکہ کھا جائے اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور میں الوؤں سے بہت ڈرتا ہوں اگرچہ وہ ہمارے ساتھ جنگ سے اعراض کریں اور میں انہیں پہلے بھی ڈرتا تھا کیونکہ عقلمند کسی بھی حال میں اپنے دشمن سے مطمئن نہیں رہتا اگر وہ دور ہوں تو ان کے دبدبہ سے اور اگر وہ قریب ہوں تو ان کے حملے سے اور اگر وہ تنہا ہو تو اس کی سازش سے بے خوف نہیں رہتا۔ قوموں میں سب سے زیادہ دور اندیش اور عاقل وہ ہے جو لڑائی کو پسند نہ کرے کیونکہ اس میں خرچ ہے۔ اس لئے کہ قتال کے علاوہ میں مال، بات اور محنت کا خرچ ہے اور جنگ میں جسم و جان کا خرچ ہے تو الوؤں سے جنگ ہرگز آپ کی بھی رائے نہ ہونی چاہئے اے بادشاہ اس لئے کہ جس نے ایسے سے جنگ کی جس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس نے بلاشبہ اپنے نفس کو دھوکہ دیا۔ تو جب بادشاہ رازوں کا محافظ وزیروں کا صحیح انتخاب کرنے والا اور لوگوں کی نگاہ میں بارعب ہو دور ہو اس بات سے کہ اس پر قدرت پائی جائے تو وہ اس بات کا اہل ہے کہ بھلائی کی وہ صحیح بات جو اسے دی گئی ہے نہ چھینی جائے۔ اور آپ اے بادشاہ اس طرح ہیں۔ آپ نے مجھ سے ایک معاملہ میں مشورہ طلب کیا آپ کے لئے میری جانب سے اس کا کچھ جواب تو علانیہ ہے اور کچھ خفیہ ہے اور راز کے بھی درجات ہیں۔

بعض راز تو وہ ہیں جس میں جماعت داخل ہوتی ہے اور کچھ ہیں قوم میں سے مدد طلب کی جاتی ہے اور کچھ راز میں صرف دو شخص شریک ہوتے ہیں۔ اور میں نہیں مناسب سمجھتا کہ اس راز میں اس مرتبہ کے اعتبار سے کہ چار کان اور دو زبانوں کے علاوہ کوئی شریک ہو۔ تو بادشاہ اسی دم اٹھا اور اسے الگ لے گیا اور اس سے مشورہ طلب کیا پہلا سوال جو اس سے بادشاہ نے کہا: کیا تمہیں ہمارے اور الوؤں کے مابین عداوت کی ابتداء معلوم ہے کہا۔ ہاں، وہ ایک بات ہے جو ایک کوے نے کہہ دی تھی بادشاہ نے کہا اور یہ کیسے ہوا؟

کوے نے کہا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سارسوں کی ایک جماعت کا کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ سارس اس بات پر متفق ہوئے کہ اپنے اوپر الوؤں کے بادشاہ کو بادشاہ بنائیں وہ سب اپنے مجمع میں اسی پس وپیش میں تھے کہ ایک کوا نظر آ گیا تو سارسوں نے کہا کہ اگر یہ کوا ہمارے پاس آ جائے تو ہم اس سے بھی اپنے معاملہ میں مشورہ کر لیں تو انہیں کوئی زیادہ دیر نہ ہوئی کہ کوا ان کے پاس آ گیا تو سب نے اس سے مشورہ لیا تو کوے نے کہا اگر سارے پرندے دنیا بھر سے غائب ہو جائیں اور مور، بطخ، شتر مرغ اور کبوتر جہاں سے ناپید ہو جائیں تو بھی تم ہرگز مجبور نہیں ہو کہ اپنے اوپر الو کو بادشاہ بناؤ جو پرندوں میں سب سے بدصورت، بدخلق، کم عقل، مغضوب الغضب اور بھلائی سے بہت دور مزید یہ کہ وہ اندھا اور اس کے لئے دن بھی رات ہے اور سب سے اہم خرابی یہ ہے کہ معاملات میں بے وقوف اخلاق برا مگر یہ کہ تم اسے بادشاہ بنانے چلے ہو تمہیں تو معاملات میں اس کے علاوہ اپنی رائے اور عقل سے سوچنا چاہئے۔

پھر یہ کہ الو ان نحوستوں کے ساتھ جو میں نے بیان کیا باقی تمام عیب کا جامع ہے تو الو کو بادشاہ بنانے کی تمہاری رائے ہرگز نہ ہونی چاہئے جب سارسوں نے کوے کی یہ بات سنی تو الو کو بادشاہ بنانے سے اعراض کیا۔ اور وہاں ایک الو موجود تھا جس نے ان کی ساری باتیں سنیں۔ تو اس نے کوے سے کہا کہ تم نے ہمیں بہت بڑی تکلیف دی اور میں نہیں جانتا کہ میری جانب سے تم کو کوئی تکلیف پہلے ایسی پہونچی جس نے یہ چیز (برائی) لازم کی اب اس کے بعد تو تم جان لو! کہ کلہاڑی سے درخت کاٹ دیا جاتا ہے پھر دوبارہ پنپ جاتا ہے اور تلوار سے گوشت کٹ جاتا ہے تو واپس ہو کر مندمل (بھر جاتا) بھی ہو جاتا ہے اور زبان کا زخم پر نہیں ہوتا اور اس کی کاٹی ہوئی جگہوں کا علاج نہیں کیا جا سکتا۔ تیر کا پھل گوشت میں غائب ہو جاتا ہے پھر کھینچنے سے نکل آتا ہے اور تیر جیسی باتیں جب دل میں چبھ جاتی ہیں تو نہ کھینچی جا سکتی ہیں اور نہ ہی نکالی جا سکتی ہیں ہر چلنے والے کے لئے ایک

بجھانے والا ہے تو آگ کے لئے پانی اور زہر کے لئے تریاق غم کے لئے صبر اور کینے کی آگ کبھی نہیں بجھتی (ٹھنڈا) اے کوؤں کی جماعت تم نے ہمارے اور اپنے درمیان کینہ، عداوت اور دشمنی کا پودا لگا دیا ہے۔

تو جب الو اپنی بات پوری کر چکا غصہ میں بھر کر لوٹا تو اس نے الوؤں کے بادشاہ کو ماجرا اور کوے کی تمام باتوں سے باخبر کیا۔ پھر کوا اپنے کئے پر نادم ہوا اور کہا باخدا میں نے وہ بات کہہ کر ضرور بیوقوفی کی جس سے میں نے اپنی جان اور قوم پر عداوت اور دشمنی کو کھینچا۔ کاش میں نے سارسوں کو اس حال کی خبر نہ دی ہوتی اور میں نے انہیں اس بات سے باخبر نہ کیا ہوتا۔ غالبا اکثر پرندوں نے وہی دیکھا جو میں نے دیکھا اور انہیں میرا دوگنا معلوم ہے لیکن انہیں میری طرح بات کرنے سے اس ڈر نے باز رکھا جس سے میں نہیں ڈرا۔ اور اس چیز میں غور وفکر نے جس میں میں نے غور وفکر نہیں کیا۔ یعنی انجام کا ڈر بالخصوص جب کوئی بہت بڑی بات ہو جس قائل اور سامع دونوں کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑے یعنی جس سے بغض وکینہ پیدا ہوتا تو اس طرح کی بات کو بات کہنا ہی مناسب نہیں ہے بلکہ اسے تیر (کہنا چاہئے) اور عاقل اگرچہ اپنی قوت اور برتری پر بھروسہ رکھنے والا ہو) وہ مناسب نہیں سمجھتا کہ وہ اعتماد اسے ایسی چیز پر ابھارے جس کے سبب وہ اپنے خلاف دشمنی کو دعوت دے۔ اپنے پاس موجود عقل وقوت پر بھروسہ کرتے ہوئے مثلاً۔ عاقل کے پاس تریاق موجود ہونے کے باوجود اس تریاق کے سہارے زہر پینا مناسب نہیں ہے اور اچھے کردار والا اگرچہ مستقبل کے کسی کام میں اس کی بات کمزور ہے لیکن انجام کار اور امتحان میں اس کی فضیلت و برتری نمایاں اور واضح ہوگی اور صاحب گفتار اگرچہ اس کے طریقہ کار کے بیان کو امور میں لوگ اچھا سمجھتے لیکن اس کے کام کا انجام قابل تعریف نہ ہوگا۔ اور ہم لوگ وہی گفتار والے ہیں جن کا انجام اچھا نہیں۔ کیا نہایت بھاری بھر کم معاملے میں جرأت گفتار یہ ہماری بیوقوفی نہیں ہے جس میں نہ ہم کسی سے مشورہ

کررہے ہیں اور نہ ہی کوئی تدبیر عمل میں لا رہے ہیں۔ اور جس نے بھی نصیحت کرنے والے دوستوں سے مشورہ نہ لیا اور بغیر بحث و تمحیص کے محض اپنی رائے سے کام لیا تو وہ اپنے رائے کے مواقع میں خوش نہ ہوگا۔ تو آج جو کچھ ہم نے کہا وہ ہمیں اس مصیبت سے بے نیاز نہ کرے گی اور کوا اس طرح کی باتوں سے اپنے اوپر ملامت کرتے ہوئے چلا گیا۔ تو یہ تھی ہمارے اور الووں کے لڑائیاں دشمنی کی ابتداء جس کے بارے میں آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے۔

اور جہاں تک لڑائی کا معاملہ ہے تو اس سلسلے میں میری رائے، اور میرا لڑائی کو ناپسند کرنا آپ کو معلوم ہے۔ لیکن میرے پاس بغیر لڑائی کے ایسے حیلے اور تدبیریں ہیں جس سے انشاء اللہ آسانی ہو جائے گی۔ کیونکہ بہت ساری قوموں نے اپنی عقلوں سے حیلہ کیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور اسی میں سے اس جماعت کا واقعہ ہے جو عابد پر کامیاب ہو گئے تھے اور اس کا بکرا چھین لے گئے بادشاہ نے کہا یہ واقعہ کیسے پیش آیا۔

کوے نے کہا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک عابد نے قربانی کیلئے ایک صحت مند بکرا خریدا اور اس کو باندھے ہوئے لے کر چلنے لگا اس کو مکاروں کی ایک ٹولی نے دیکھ لیا تو ان لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ کسی طرح بکرا عابد سے لے لیں۔ اتنے میں ایک مکار عابد کے سامنے آ کر بولا اے عابد صاحب آپ کے ساتھ کتا کیا معاملہ ہے؟ پھر دوسرا آیا اس نے اپنے (مکار) ساتھی سے کہا یہ شخص عابد نہیں ہے کیونکہ عابد کتے کو نہیں باندھے گا تو وہ عابد کے ساتھ اسی طرح کی باتیں مسلسل کرتے رہے یہاں تک کہ اسے اب اس میں شک نہ رہا کہ وہ جسے باندھے ہے وہ کتا ہے۔ اور جس شخص نے اس کے ہاتھ بیچا ہے اس نے نظر بندی کر دی ہے چنانچہ عابد نے اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا اور حیلہ بازوں نے پکڑ لیا اور لے کر چلے گئے۔ اور ہم نے یہ مثال صرف اس مقصد سے بیان کیا ہے کہ ہمیں امید ہے کہ ہم نرمی اور حیلہ سے اپنے مقصد کو پہنچ جائیں گے۔ اور بادشاہ سے میں

یہ چاہتا ہوں کہ مجھے برسر عام چونچ مارے اور میرے بال و پر نوچ دے پھر مجھے اس درخت کی جڑ میں ڈال دے اور بادشاہ اور اس کا لشکر فلاں مقام پر چلا جائے۔ تو مجھے امید ہے کہ میں صبر کروں گا اور ان کے احوال پر باخبر ہو جاؤں گا اور ان کے حفاظت کی جگہوں اور دروازوں پر مطلع ہو جاؤں گا۔ تو انہیں دھوکہ دوں گا اور تمہارے پاس آ جاؤں گا تاکہ ہم ان پر حملہ آور ہو جائیں اور ان سے اپنا مقصود پا لیں اگر اللہ نے چاہا۔

بادشاہ نے کہا کیا تم اپنے لئے اسے اچھا سمجھو گے اس نے کہا ہاں اور کیوں نہ میرا دل اسے اچھا سمجھے گا جب کہ اس میں بادشاہ اور اس کے لشکر کے لئے بہت بڑی راحت ہے تو بادشاہ نے وہی کیا جس کا ذکر ہوا پھر اس سے جدا ہو گیا تو کوا رونے اور کراہنے لگا یہاں تک کہ الووں نے اسے دیکھ لیا اور اسے کراہتے ہوئے سنا اور اپنے بادشاہ کو اس کی خبر دی تو بادشاہ اس کوے کی جانب چلا تاکہ کوؤں کے احوال دریافت کرے تو جب اس سے قریب ہوا ایک الو کو حکم دیا کہ اس سے پوچھ تاچھ کرے تو الو نے اس سے پوچھا تم کون ہو اور کوے کہاں ہیں تو اس نے کہا رہا میرا نام تو فلاں ہے اور وہی وہ چیز جس کے بارے میں تم نے مجھ سے دریافت کیا تو میرا خیال ہے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میرا حال اس کے حال جیسا ہے جو اسرار کو نہیں جانتا تو الوؤں کے بادشاہ سے بتایا گیا کہ یہ کوؤں کے بادشاہ کا وزیر ہے اور اس کا مشیر ہے تو ہم اس سے معلوم کریں کہ کسی جرم کے بدلے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا تو کوے نے اس کے حال کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ نے ہماری جماعت میں تمہارے بارے میں مشورہ کیا اور میں اس دن موقع پر موجود تھا تو بادشاہ نے کہا اے کوؤں اس سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے تو میں نے کہا اے بادشاہ ہم میں الوؤں سے لڑنے کی طاقت نہیں کیونکہ وہ سخت گرفت والے اور سخت دل والے ہیں ہم سے اور لیکن میری رائے ہے کہ ہم صلح کا راستہ تلاش کریں اور پھر اپنی جانب سے اس سلسلے میں ٹیکس دیں۔ ورنہ

لڑائی ہوگی تو ان کے لئے بھا
شہروں میں بھاگ جائیں اور جب ہمارے اور الوؤں کے درمیان لڑائی ہوگی تو ان کے لئے بھا
اور ہمارے لئے برائی ہوگی لہذا صلح جنگ سے بہتر ہے اور ہم نے انہیں لڑائی سے باز رہنے کا حکم
اور اس سلسلے میں میں ان کے لئے مثالیں بھی پیش کیں اور میں نے ان سے کہا کہ بیشک سخت دشم
کے طاقت اور غصے کو انکساری کی طرح (کوئی دوسری چیز) واپس نہیں کر سکتا۔ کیا تم نرم گھاس کو نہیں
دیکھتے ہو کہ اپنی نرمی اور جدھر وہ جھکائے ادھر جھکنے کے باعث کس طرح آندھی سے محفوظ رہ جاتی ہے
تو ان سب نے اس سلسلے میں میری نافرمانی کی اور انہوں نے بتایا کہ وہ صرف جنگ چاہتے ہیں اور
مجھے اپنے کئے پر برا بھلا کہا اور کہا کہ تم نے ہم پر الوؤں کو تم نے ابھارا ہے اور میری بات اور نصیحت
کو ٹھکرا دیا اور مجھے اس طرح کی سزا دی اور مجھے بادشاہ اور اس کے لشکریوں نے چھوڑ دیا اور چلے گئے
اس کے بعد مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔ ☆

طریقۂ جنگ (۲)

حل لغات:۔ **الامر الجسیم** بھاری بھرکم معاملہ **نَجز نَجزاً (ن) اَنجز**
الحاجۃ حاجت پوری کرنا **نَسک نَسکاً (ن، ک)** عابد زاہد ہونا **الناسک** عابد ج
نُسّاک بَقرۃ حَلُوب دودھ دینے والی گائے **فَانتظرنی رَیثما اٰخذہ۔ الریث**
مہلت کی مقدار مجھے اتنا مہلت دے کہ میں پکڑلوں **شانک وَماتُرِیدُ** تمہاری اپنی مرضی
مَهلاً مَهلاً بمعنی **اَمھِل اَمھِل** چھوڑ چھوڑ۔ تاکیداً مکرر ہے **رَاغَ رَوَغاناً (ن)** مکر
فریب سے راستہ کترا کر چلنا **اِضطَرَمَ**۔ النار مشتعل ہونا **الجَلنحۃ** بلا، ہلاکت **ج جوائح**
حَثَّ حثاً (ن) برانگیختہ کرنا ابھارنا **النَّمیمَۃُ** چغلخوری۔ **ج نمائم الخَبُّ** دغاباز،

فریبی **ج خُبُوبُ الشحیح** بخیل حریص **ج شحاح المُختال خَتَلَ خَتلاً وخا**
تل مُخاتلۃً ۔فریب دینا **وطّن نفسہ علی الامر** آمادہ کرنا برانگیختہ کرنا **الغِبُ**
نتیجہ انجام **ج اغباب الکاٰبہ (س)** غمگین ہونا **الضَّرعۃُ** اسم مرۃ حالت **المُتضرِّعُ**
چپکے چپکے قریب آنے والا **بَطِرَ بَطراً (س)** زیادتی نعمت کی وجہ سے حیران ہونا۔ اترانا
سَرّاہ خوش حالی **الضرّاءُ** تنگی، جانی و مالی نقصان **بین ظَھرانی البوم** الوؤں کے بیچ
میں **المُواتاۃ** موافقت کرنا **الرَّجُلُ الشَّرِہُ** حریص آدمی **انسَابَ انسیاباً الحَیہ**
سانپ کا چلنا۔

سلیس ترجمہ:۔ جب ملک البوم نے کوے کی بات سنی تو اس نے ایک وزیر سے کہا کوے کے سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے اور اس کے بارے میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔ وزیر نے کہا میری رائے میں اس کا علاج صرف قتل ہے کیونکہ یہ کوؤں میں سب سے اہم فرد ہے اس کے قتل میں ہمارے لیے مصیبت سے نجات ہے اور اس کا ختم ہو جانا کوؤں پر شاق ہوگا اور کہا جاتا ہے کہ جسے کامیابی عمل کا موقع مل جائے پھر مناسب جلدی نہ کرے وہ عاقل نہیں اور جو بھاری بھی بھرکم معاملہ کا طالب ہو پھر وہ اس کے لئے ممکن ہو جائے اور معاملہ فوت ہو جاتا ہے پھر وہ اس سے غفلت کر جائے تو اب وہ اس بات کا اہل ہے کہ اسے دوبارہ موقع نصیب نہ ہو اور جو دشمن کو کمزور پا کر قتل نہ کر ڈالے تو دشمن کے قوی ہو جانے پر نادم ہوگا اور پھر اس پر قادر نہ ہو سکے گا۔ بادشاہ نے دوسرے وزیر سے کہا اس کوے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اس نے کہا میرے خیال سے آپ اسے قتل نہ کریں اس لئے کہ وہ ذلیل دشمن جس کا کوئی مددگار نہ ہو باقی رکھنے۔ رحم کئے جانے اور معاف کر دیئے جانے کے قابل ہے خصوصاً ڈر کر پناہ چاہنے والا وہ اس کا حقدار ہے کہ اسے پناہ دی

جائے۔

الوؤں کے بادشاہ نے اپنے وزیروں میں سے ایک دوسرے وزیر سے کہا تم اس
کے بارے میں کیا کہتے ہو اس نے کہا میری رائے ہے کہ آپ اسے زندہ باقی رکھیں اور اس
ساتھ بھلائی کریں کیونکہ وہ آپ کی خیر خواہی کے لائق ہے اور عقلمند اپنے دشمنوں میں بعض سے
کی دشمنی کو بہترین کامیابی مانتا ہے اور دشمنوں کے باہمی ٹکراؤ کو ان سے اپنے لئے نجات کا
اس عابد کے نجات پا جانے کی طرح چور اور شیطان سے جب دونوں میں اختلاف ہو گیا بادشاہ
کہا یہ واقعہ کس طرح ہے۔ وزیر نے کہا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک عابد نے ایک شخص
والی گائے پایا اور اس کو باندھ کر اپنے گھر لے چلا تو اسے ایک چور مل گیا جس نے اس گائے کو
چاہا، اور اسے اچک لینے کے ارادے سے شیطان اس کے پیچھے ہو لیا۔ شیطان نے چور سے کہا
کون ہو اس نے کہا میں چور ہوں میں اس گائے کو اس عابد سے چرا لینا چاہتا ہوں جب یہ
اور میں اس سے لے لوں تو دونوں اس ارادے سے اس کے گھر پہونچ گئے تو جب عابد اپنے گھر
داخل ہوا یہ دونوں اس کے پیچھے گھر میں داخل ہو گئے عابد نے گائے کو داخل کیا اور گھر کے ایک
میں باندھ دیا۔ اور رات کا کھانا کھا کر سو گیا تو چور اور شیطان اس کے سلسلے میں مشورہ کرنے لگے
دونوں میں اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ پہلے یہ کام کون شروع کرے تو شیطان نے چور سے کہا
گائے کو پکڑنا شروع کرو گے تو ممکن ہے کہ عابد بیدار ہو جائے اور چلانے لگے اور لوگ جمع ہو جائیں
تو میں اسے پکڑنے پر قادر نہ ہو سکوں گا تو تم مجھے پکڑنے کی مہلت دو اور بقیہ تمہاری مرضی جو چاہو
چور ڈرا کہ اگر شیطان اس کے اچکنے کی ابتداء کرے تو ممکن ہے کہ عابد بیدار ہو جائے اور وہ گائے
پکڑنے پر قادر نہ ہو سکے تو اس نے کہا نہیں بلکہ تم مجھے مہلت دو کہ میں گائے کو پکڑ دوں اور بقیہ تمہاری
مرضی جو تم چاہو تو وہ دونوں اسی طرح کی بحث کرتے رہے حتی کہ چور چلانے لگا اے عابد جاگ جا

شیطان تجھے اچکنا چاہتا ہے اور شیطان چلایا اے عابد جاگ جا یہ چور تیری گائے چرانا چاہتا ہے تو
ان دونوں کی آواز سے عابد اور اس کے پڑوسی بیدار ہو گئے اور دونوں خبیث بھاگ گئے۔

پانچواں وزیر جس نے کوے کے قتل کا مشورہ دیا تھا اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ کوے نے
تم سب کو دھوکہ دیا ہے اور تم میں سے بے وقوف کے دل میں اس کی بات جاگزیں ہو گئی ہے تو تم
لوگ رائے کا بیجا استعمال کرنا چاہتے ہو تو اسے بادشاہ یہ رائے بالکل چھوڑ دیں لیکن بادشاہ نے اس کی
بات کی جانب توجہ نہ کی اور کوے کو الوؤں کے گھر لے جانے کا حکم دیا اور یہ کہ اس کی عزت کی جائے
اور اس کے ساتھ بھلائی کی تاکید کی جائے اور کوے کے ساتھ نرمی اور مہربانی کیا اور اس کی عزت
میں اضافہ کیا یہاں تک کہ جب اس کی زندگی خوشگوار ہو گئی اور اس کے پر جم گئے اور جس چیز کا پتہ
لگانا تھا اس سے باخبر ہو گیا تو ایک بار گی اڑ کر اپنے ساتھیوں میں آ گیا اس کے ساتھ جو کچھ دیکھا اور
سنا تھا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں اپنے ارادے سے فارغ ہو گیا اب صرف یہ باقی ہے کہ آپ
سنیں اور عمل کریں بادشاہ نے کہا کہ میں اور تمام لشکر تمہارے زیر حکم ہیں تم جیسا چاہو حکم دو۔ کوے نے
کہا الو فلاں مقام میں ہیں ایک ایسے پہاڑ میں جہاں لکڑیاں زیادہ ہیں اور اسی جگہ ایک چرواہا بکریوں
کے ایک ریوڑ کے ساتھ ہے ہم لوگ وہاں آگ [illegible] اور الوؤں کے سوراخوں میں ڈال دیں
اور اس پر سوکھی لکڑیاں پھینک دیں اور اپنے پروں سے ہوا دیں تاکہ آگ لکڑیوں میں بھڑک اٹھے تو
جو الو اس میں سے نکلے گا جل جائے گا اور جو نہ نکلے گا اپنی جگہ پر دھوئیں سے مر جائے گا تو کووں نے
یہی کیا اور سارے الو اچانک ہلاک ہو گئے اور کوے اپنے گھر سلامت و محفوظ ہو کر لوٹ آئے۔

پھر کووں کے بادشاہ نے اس کوے سے کہا کہ تم نے الوؤں کی صحبت پر صبر کیسے کیا حالانکہ
اچھوں کو بروں کی صحبت پر صبر نہیں ہو پاتا کوے نے کہا بادشاہ جو آپ نے کہا ویسا ہی ہے لیکن عقلمند کو
جب کوئی ایسی اہم اور بڑی مشکل در پیش ہو جس کے برداشت نہ کرنے کے باعث اپنی اور اپنی قوم

کی ہلاکت کا خطرہ ہوتو اس پر سخت صبر سے گھبراتا نہیں اس امید میں کہ اس کا صبر اپنے پیچھے اچھا انجام اور زیادہ بھلائی لائے گا تو اس کو تکلیف نہیں سمجھتا اور اپنے سے کمتر کے سامنے انکساری کو برا نہیں مانتا یہاں تک کہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے اور نتیجہ کار اور انجام صبر سے خوش ہوتا ہے بادشاہ نے کہا مجھے الوؤں کے عقل کے بارے میں بتاؤ کوے نے کہا میں نے سوائے ایک کے ان میں کسی کو عاقل نہ پایا جو الوؤں کو میرے قتل پر ابھارتا تھا اور اس نے انہیں بار بار آمادہ کیا لیکن سب عقلاً کمزور تھے تو انہوں نے میرے بارے میں غور نہ کیا اور بیان کرنے لگے کہ میں کوؤں میں صاحب مرتبت ہوں اور میں اہل رائے میں شمار کیا جاتا ہوں اور میرے مکر وحیلہ کو نہ ڈرے اور نہ ہی خیر خواہ مہربان کی نصیحت کو قبول کیا اور نہ ہی مجھ سے اپنے راز چھپائے علماء نے کہا ہے کہ بادشاہ کو چاہئے کہ اپنے رازوں کو چغلخوروں سے محفوظ رکھے اور اپنے راز کی جگہوں پر کسی کو مطلع نہ کرے۔ تو بادشاہ نے کہا میرے خیال سے الوؤں کو نہیں ہلاک کیا مگر سرکشی نے اور بادشاہ کے رائے کی کمزوری نے اور بُرے وزیروں کی موافقت نے تو کوے نے کہا اے بادشاہ آپ نے سچ کہا کہ ایسا کم ہوا کہ کوئی مالدار ہو اور سرکش نہ ہوا اور کم ہوا ایسا کہ جس نے کھانا زیادہ کھایا مگر یہ کہ وہ مریض ہوا اور کم ایسا ہوا کہ کسی نے برے وزیروں پر اعتماد کیا اور ہلاکتوں میں پڑنے سے محفوظ رہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ متکبر اچھی تعریف کی، اور دغاباز دوستوں کے کثرت کی، اور بے ادب شرافت کی، اور بخیل بھلائی کی، لالچی کم گناہوں کی اور بہانے باز بادشاہ کاموں میں سست اور کمزور وزیر رکھنے والا اپنے ملک کی بقا اور رعایا کے بھلائی کی امید نہ رکھے۔ بادشاہ نے کہا تم نے الوؤں کے پاس اپنی تصنع اور مکاری میں کافی مشقت برداشت کی کوے نے کہا جو مشقت برداشت کرے اور اس سے نفع کی امید رکھے اور اپنے نفس سے غیرت وحمیت کو دور رکھ دے اور اپنی نفس کو صبر پر آمادہ کرے تو اس کے انجام رائے کی تعریف کی جائے گی جیسا کہ سانپ نے مینڈک کے بادشاہ کو اپنی پشت پر سوار کرنا برداشت کیا اور

اسی سے پیٹ بھرتا رہا اور زندہ رہا بادشاہ نے کہا اور یہ کیسے ہوا۔ کوے نے کہا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک سانپ بوڑھا ہو گیا اسکی نگاہ کمزور ہو گئی، اس کی قوت ختم ہو گئی شکار پر قادر نہ رہا اور نہ کھانے پر قادر رہا۔ وہ کوئی چیز تلاش کرتے ہوئے چلا جس سے وہ زندہ رہ سکے یہاں تک کہ ایک ایسے چشمے پر پہونچا جہاں بہت زیادہ مینڈک تھے وہ وہاں پہلے بھی آیا کرتا تھا تو اسی چشمہ کے مینڈکوں سے اپنی خوراک پالیتا تھا تو اپنے آپ کو انہیں کے قریب رنج وغم ظاہر کرتے ہوئے ڈال دیا۔ اس سے ایک مینڈک نے کہا اے سانپ ہم تمہیں کیوں مغموم اور رنجیدہ دیکھ رہے ہیں، سانپ نے کہا مجھ سے زیادہ غم کا حقدار اور کون ہے میرا اکثر رزق مینڈکوں سے دستیاب ہوتا تھا تو ایک بلا میں گرفتار ہو گیا ہوں اس کے وجہ سے مجھ پر مینڈک حرام ہو گئے ہیں یہاں تک کہ اگر میں کسی مینڈک کو پا بھی لیتا ہوں تو اس کو پکڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تو مینڈک مینڈکوں کے بادشاہ کی جانب چلا اور اسے سانپ سے سنی ہوئی بات کی خوشخبری دی مینڈک کا بادشاہ سانپ کے پاس آیا اور اس سے کہا تمہارا معاملہ کیسے ہوا۔ اس نے کہا کہ میں کئی روز سے ایک مینڈک کی تلاش میں دوڑا اور شام کے وقت چنانچہ میں نے اسکو ایک عابد کے گھر میں جانے پر مجبور کر دیا اور اسی کے پیچھے تاریکی میں میں بھی داخل ہو گیا اور گھر میں عابد کا ایک لڑکا تھا میں اس کی انگلی میں لگا میں نے سمجھا کہ یہ مینڈک ہے میں نے اسے کاٹ لیا اور وہ مر گیا پھر میں بھاگا تو عابد نے میرا تعاقب کیا اور مجھے بد دعا دی اور مجھ پر لعن طعن کیا اور کہا جس طرح تو نے میرے بے گناہ بچے کو ظلم وسرکشی سے مار ڈالا تو میں تجھے بد دعا دیتا ہوں کہ تو ذلیل ہو جائے اور مینڈک کے بادشاہ کی سواری بنے تو تو مینڈک پکڑنے کی طاقت نہیں رکھے گا اور نہ اس میں سے کچھ کھانے کی طاقت رکھے گا ہاں جو مینڈک کا بادشاہ اس میں سے تجھ پر صدقہ کردے تو اب میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ مجھ پر سوار ہوں میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور اس پر راضی ہوں۔ تو سانپ کی سواری پر مینڈک کا بادشاہ راغب ہوا اور یہ سمجھا کہ یہ اس کیلئے فخر اور فضل

وشرف کی بات ہے تو وہ اس پر سوار ہوا اسے اچھا لگا تو اس سے سانپ نے کہا اے بادشاہ آپ کو معلوم ہے کہ میں محروم ہوں تو میرے لئے اتنی غذا کا انتظام کر دیں جس سے میں زندہ رہ سکوں بادشاہ نے کہا میری عمر کی قسم تیرے لئے اتنا رزق ضروری ہے تجھے کفایت کر سکے اس لئے تو میری سواری ہے تو اس کے لیے حکم دیا کہ دو مینڈک روزآنہ پکڑے جائیں اور سانپ کو دے دیے جائیں تو اس سے وہ زندہ رہا اور اس کو ذلیل دشمن کیلئے جھکنے سے کچھ نقصان نہ ہوا بلکہ اس سے نفع ہوا اور اس کیلئے رزق اور سامان زیست ہو گیا اسی طرح میرا دہ صبر تھا جس پر میں نے صبر کیا اسی عظیم نفع کی تلاش میں جس میں ہمارے لیے امان اور کامیابی جمع ہے اور دشمن کی ہلاکت اور اس سے راحت اور میں نے آسانی اور نرمی کی کشتی کو دشمن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے سختی کی کشتی سے تیز پایا اس لئے کہ آگ اپنی تیزی اور گرمی سے جب درخت میں لگ جائے تو زمین کے اوپر کا حصہ جلانے سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

اور پانی اپنی نرمی اور ٹھنڈک سے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چار چیزوں کو کم ہونے کے باوجود کم نہیں سمجھنا چاہئے۔ آگ، مرض، دشمن، دین، قرض کوئے نے کہا سب بادشاہ کی عقل ہوشیاری اور سعادت مندی کی وجہ سے ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب دو لوگ کسی چیز کو طلب کریں تو کامیاب وہ ہوگا جو دونوں میں مردانگی میں بڑھا ہو اور اگر دونوں مردانگی میں برابر ہوں تو جو زیادہ ارادے میں پختہ ہو اور اگر دونوں ارادے کی پختگی میں برابر ہوں اور دونوں عزیمت میں برابر ہوں تو ان دونوں میں جو از روئے کوشش کے زیادہ خوش نصیب ہو اور کہا جاتا ہے جو دور اندیش، عاقل، اور خاکسار بادشاہ سے لڑائی کرتا ہے جو نہ تو خوش حالی میں اترائے اور نہ تنگدستی میں ڈرتا ہے تو وہ اپنے اوپر موت کو دعوت دیتا ہے۔ پھر خاص طور سے جب کوئی بادشاہ آپ کی طرح فرض شناسی کا عالم ہو اور نرمی اور سختی کے مواقع کا جاننے والا ہو اور رضا و ناراضی گی کے مواقع جانتا ہو

جلدی اور تاخیر کے مواقع نیز آج اور کل (روزمرہ کے حالات) کے حالات پر کڑی نظر رکھنے والا ہو اور کاموں کا انجام جاننے والا ہو۔

بادشاہ نے کوے سے کہا نہیں بلکہ تیری عقل، سمجھ، خیر خواہی اور فیروزبختی کی برکت سے ایسا ہوا اس لئے کہ ایک ایسے شخص کی رائے جو عاقل اور دور اندیش ہو تو ساز و سامان، طاقت و قوت اور کثیر فوج والے دشمن کو ہلاک کرنے میں زیادہ موثر ہوتی ہے۔ میرے نزدیک تمہاری سب سے زیادہ عجیب بات تو ایک طویل مدت تک الوؤں کے درمیان ٹھہرنا، اور سخت کلامی کو سننا ہے پھر یہ کہ تم ان کے درمیان کچھ نہ بولے کوئے نے کہا میں آپ کے آداب کو سختی سے پکڑے رہا میں قریب اور بعید کے ساتھ آسانی اور نرمی مبالغہ اور موافقت کے ساتھ رہا بادشاہ نے کہا میں تمہیں صاحب کردار پایا اور تمہارے علاوہ دوسرے وزیروں کو صاحب گفتار جن کیلئے اچھا انجام نہیں ہے اللہ نے تمہاری برکت سے مجھ پر احسان عظیم فرمایا اس سے پہلے ہم کھانے، پینے آرام و سکون میں کوئی لذت نہیں پاتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ مریض کھانے اور سونے کی لذت نہیں پاتا جب تک کہ شفایاب نہ ہو جائے اور نہ ہی وہ لالچی شخص جس کو اس کے بادشاہ نے مال اور کام کی لالچ دی ہو جب تک کہ وہ وعدہ پورا نہ کر دے اور نہ ہی وہ شخص جس کے سر پر دشمن اڑا ہو وہ صبح و شام اس سے ڈرتا ہے جب تک کہ اس کا دل اس سے چھٹکارہ نہ پا جائے اور جس نے بھاری بھرکم بوجھ اپنے ہاتھ سے اتار دیا اس نے اپنی جان کو آرام دیا اور جو شخص اپنے دشمن سے مامون ہو گیا اس کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ☆

(کلیلہ دمنہ باب البوم والغربان)

موت کے روبرو

ان لوگوں میں سے جو اپنے آپ کو موت کے محاصرہ میں پاتے ہیں تمیم بن جمیل بھی ہیں، جنھوں نے معتصم کے سامنے اس وقت یہ اشعار کہے تھے جب ان کے قتل کیلئے تلوار اور فرش قتل لایا گیا۔

حل لغات:۔ **النَّطعُ۔ النِطعُ، النَطَعُ، النطعُ** چمڑے کا فرش جو مجرم کو قتل کرنے کیلئے بچھایا جائے۔ **کامنًا کمَنَ کمنَ، کُمُونًا** (ن۔س) چھپنا۔ **یفلت فلت فلتًا** (ض) رہا کرنا چھوڑنا۔ **یُدلی، اَدلی، یُدلی ادلا، بحجته**۔ دلیل بیان کرنا۔ **مُصْلَتٌ اَصلَتَ السیف**۔ تلوار سونتنا۔ **اکباد**، **کبدٌ** کی جمع ہے معنی۔ جگر۔ **تتَفتَتُ**۔ ٹوٹنا۔ **نعی یَنْعَی نَعْیًا لنا و الینا** موت کی اطلاع دینا۔ **خَمَش خُمُوشًا و خَمْشًا** الوجہ۔ خراش لگانا، تھپڑ مارنا (ن۔ض) **ذَادَ ذَوْدًا** الشی۔ دفع کرنا **جزل جزلًا** (س) خوش ہونا

سلیس ترجمہ:۔ (۱) میں دیکھ رہا ہوں کہ موت تلوار اور فرش قتل کے درمیان پوشیدہ ہے۔ اور مجھ پر نظر رکھتی ہے جدھر کا بھی میں رخ کرتا ہوں۔

(۲) مجھے غالب گمان ہے کہ تو آج مجھے قتل کرنے والا ہے اور فیصلہ الٰہی سے کون چھوٹ سکتا ہے۔

(۳) اور کون شخص عذر و حجت پیش کر سکتا ہے جبکہ موت کی تلوار اس کے سامنے بے نیام ہے

(۴) اور مجھے اس کا کیا غم کہ میں مرجاؤں گا میں خوب جانتا ہوں کہ موت ایک مقررہ چیز ہے۔

(۵) اور لیکن میرے پیچھے کچھ بچے ہیں جنہیں میں نے چھوڑا ہے حسرت سے ان کے جگر چھلنی ہو جائیں گے۔

(۶) گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جس وقت انہیں میرے موت کی خبر ملے گی تو وہ اپنے چہرے نوچ

رہے ہیں اور چلا رہے ہیں۔

(۷) تو اگر میں زندہ رہا تو وہ بھی نعمت میں آسانی سے زندہ رہیں گے میں ان سے ہلاکت کو دور کرتا رہوں گا اگر میں مرگیا تو وہ بھی مرجائیں گے۔

(۸) بہت سارے کہنے والے ہیں کہ اللہ اس کو گھر سے دور نہ کرے اور دوسرا خوش ہے اور مصیبت پر خوشی مناتا ہے۔

تب معتصم نے اسے معاف کر دیا اس کے ساتھ بھلائی کی اور اسے ڈیوٹی پر بحال کیا۔☆

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطاب

حل لغات:۔ **ایاکم والفخر**۔ **ایاک والاسد** کے مانند تحذیر ہے۔ یعنی اپنے آپ کو غرور سے بچاؤ۔ **الدُود** جمع اس کا واحد **دُودَةٌ** ہے۔ کیڑا۔ **لا آلوکم۔ الی یالو الوًا اُلوًا الیًا** (ن) کوتاہی کرنا۔ **الجرایة**۔ وظیفہ فوجی کا روزینہ۔

سلیس ترجمہ:۔ تمام خوبیاں اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا رب ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں اور ہم اس سے عزت مانگتے ہیں مرنے کے بعد کی زندگی میں کیونکہ میری اور تمہاری موت قریب ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا خوشخبری دینے والا ڈر سنانے والا اور روشن چراغ ہیں تا کہ جو زندہ ہیں انہیں ڈر سنائیں اور سچ بات کو کافروں پر ثابت کر دیں اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے دونوں کی نافرمانی کی تو وہ کھلے طور پر گمراہ ہو گیا تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا

ہوں اور اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑنے کی جسے اللہ نے تمہارے لئے مقرر فرمایا اور تمہیں جس کی ہدایت دی اس لئے کہ کلمہ اسلام کے بعد تمام ہدایتوں کی اصل سننا اور ماننا ہے اس کی بات جسے اللہ نے تمہارے کاموں کا والی بنایا ہے اس لئے کہ جس نے اللہ کی اور حق بات کا حکم دینے والے اور بری بات سے روکنے والے کی اطاعت کی تو وہ بلاشبہ کامیاب ہو گیا اور اپنا حق اس نے ادا کر دیا اور تم خواہشات نفس کی پیروی سے بچو کیونکہ وہ فلاح پا گیا جو خواہشات سے محفوظ رہا اور لالچ اور غصے اور فخر وغرور سے بچو۔ اور اسے فخر زیبا نہیں جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور پھر مٹی کی جانب لوٹ جائے گا اور پھر اسے کیڑے کھالیں گے پھر وہ آج زندہ ہے کل مر جانے والا ہے اس لئے کہ دن بدن ساعت بساعت (اس کی عمر گھٹ رہی ہے) اور مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور صبر کرو کیونکہ ہر کام صبر سے ہے اور ڈرو، ڈر نفع دے گی اور نیک عمل کرو عمل قبول کیا جائے گا اور ان سے ڈرو جن سے اللہ نے اپنے عذاب کے ذریعہ ڈرایا ہے اور اس کی جانب سبقت کرو جس کا اللہ نے اپنی رحمت سے وعدہ فرمایا ہے اور سمجھو اور سمجھاؤ بچو اور بچاؤ کیونکہ اللہ نے تمہارے لئے بیان فرما دیا ہے اس چیز کو جس کے سبب تم سے پہلے کے لوگ ہلاک ہوئے اور اس چیز کو بھی جس کی وجہ سے نجات پائے وہ لوگ جو تم سے پہلے نجات پائے اس نے تمہارے لئے اپنی کتاب میں حلال وحرام اور پسندیدہ اور ناپسندیدہ اعمال کو واضح کر دیا ہے تو میں اپنے اور تمہارے لئے کوتاہی نہ کروں گا اور اللہ ہی مدد چاہے جانے کے لائق ہے اور نہیں ہے کوئی طاقت وقوت مگر اللہ کی اور جان لو کہ تم نے جس عمل کو خالص اللہ کے لئے کیا تو تم نے اپنے رب کی اطاعت کی اور اپنے حصے کی حفاظت کی اور تم خوش وخرم ہوئے اور تم نے اپنے دین کا کام کیا اپنے آگے عطیات بھیجو اپنے بقیہ اعمال کو پورا پورا پاؤ گے اور اپنا وظیفہ اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود پایا کرو پھر اے اللہ کے بندو اپنے ان بھائیوں کے بارے میں سوچو اور ساتھیوں کے بارے میں جو تم سے پہلے گذر چکے بیشک وہ اپنی بھیجی ہوئی

چیزوں کے پاس پہونچ گئے اور اس پر قائم ہیں اور بعد موت صحت وسعادت میں داخل ہو گئے بیشک اللہ کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی اس کے اور مخلوق میں کسی کے درمیان کوئی نسبی رشتہ ہے جس کے سبب وہ بھلائی عطا کرے گا اور نہ ہی وہ برائی کو اس سے ختم کرے گا سوائے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کے کیونکہ اس بھلائی میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور اس برائی میں کوئی برائی نہیں جس کے بعد جنت ہو میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے دعائے استغفار کرتا ہوں اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجو۔ تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

(المحاسن والمساوی للبیہقی)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حل لغات:۔ **مُتَرَعْرِعْ، تَرَعْرَعَ (الصبی)** بچہ کا بڑھنا و جوان ہونا **جَمُّ المفاخر** بہت زیادہ افعال حمیدہ (والے) **الجَمّ** مص۔ بڑی تعداد۔ **المفخرة** واحد ج **مفاخر** افعال حمیدہ۔ وہ چیز جس پر فخر کیا جائے۔ **الاصمعیُّ** (۸۲۸م) عرب کا مشہور لغوی **شَظِیَّةٌ** کسی چیز کا ٹکڑا۔ جمع **شظایا۔ الحمیدی** (۴۸۸ھ) مشہور ادیب، مورخ، محدث اور حافظ تھے۔ **جذوة المقتبس** ان کی مشہور تصنیف ہے۔ **الزنجی بن خالد** (۱۷۹ھ) آپ تابعی اور کبار فقہاء میں سے ہیں۔ **محفوظ بن ابی توبه**۔ یہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے معاصر تھے۔ **ابو ثور** (۲۴۶ھ) امام شافعی کے قدیم اقوال کے ناقل اور ان کے اصحاب میں سے تھے۔ **لَمْ یَعْتَضِ اعتاض یعتاض۔ فلانا** عوض لینا۔ **الزعفرانی** یہ محدثین میں نہایت معتبر فقیہ تھے ان کے زمانے میں ان سے زیادہ فصیح اور عالم سنت کوئی نہ تھا۔ **غَزَّة** فلسطین کا ایک شہر ہے۔ **عسقلان** شام میں غزہ سے قریب ساحلی

علاقے میں ایک شہر ہے۔ **القرافۃ الصغریٰ** آج کل اہل مصر کا مقبرہ۔ **المقطم** ایک پہاڑ ربیع بن سلیمان المرادی صاحب امام شافعی اور ان کی کتابوں کے راوی ہیں۔

ابو اسحاق شیرازی (۳۹۳۔ ۴۷۰ھ) یہ جمال الدین فیروز آبادی سے مشہور ہیں، بغداد کے اہم عالم۔

سلیس ترجمہ:۔ امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع ہیں سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی شافعی ان کا سلسلہ نسب عبد مناف پہ جا کر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ اور باقی نسب عدنان تک مشہور ہے ان کے دادا شافع نے رسول اللہ ﷺ سے نوجوانی میں ملاقات کی ان کے باپ سائب بدر کے دن بنی ہاشم کے علمبردار تھے۔ تو قید ہوئے فدیہ دے کر جان چھڑائی پھر اسلام لائے تو ان سے کہا گیا کہ جان کا فدیہ دینے سے قبل کیوں اسلام نہ لائے تو کہا میں مومنوں کو اس سے محروم نہ کرنا چاہتا تھا جس کی انہیں مجھ سے امید تھی امام شافعی بہت زیادہ خوبیوں اور فضائل والے تھے کوئی ان کا ہمسر نہ تھا ان میں کتاب اللہ، حدیث، کلام صحابہ اور ان کے آثار و اقوال، اقوال علماء میں اختلاف اس کے علاوہ کلام رب کی معرفت میں نعت عربی اور شعر کے بہت سارے علوم جمع تھے۔ یہاں تک کہ اصمعی اپنے جلیل القدر ہونے کے باوجود اس حال میں ہذلی شعراء کے اشعار ان سے پڑھے وہ اوصاف ان کے علاوہ اور کسی میں یکجا نہیں ملتے یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل نے کہا مجھے اس وقت تک حدیث کے ناسخ و منسوخ کا علم نہیں ہوا جب تک کہ امام شافعی کی صحبت نہ اختیار کی اور ابو عبید قاسم ابن سلام نے کہا میں نے کبھی کسی شخص کو امام شافعی سے زیادہ صاحب کمال نہ پایا اور عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ شافعی کس درجہ کے آدمی تھے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ آپ ان کے لئے اکثر دعا کرتے رہتے ہیں تو کہا عزیزم! امام شافعی دنیا کے لئے مانند سورج اور بدن کیلئے مانند

عافیت و صحت تھے کیا ان دونوں کا کوئی نائب یا ان دونوں کا کوئی بدل ہے اور احمد نے کہا میں نے نہیں گذارا میں نے تیس سال مگر یہ کہ امام شافعی کیلئے برابر دعا و استغفار کرتا ہوں۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ احمد بن حنبل ہمیں امام شافعی سے روکتے تھے پھر ایک دن میں ان کے پاس آیا تو کیا دیکھا کہ امام شافعی خچر پر سوار ہیں اور احمد بن حنبل ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں، تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ تم مجھے روکتے ہو اور خود ان کے پیچھے چل رہے ہو تو کہا چپ ہو جاؤ اگر خچر ہی کو پکڑے رہا تو بھی نفع پا جاؤں گا اور خطیب نے تاریخ بغداد میں ابن عبد الحکم سے بیان کیا ہے کہ جب امام شافعی کی والدہ آپ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے خواب دیکھا کہ مشتری ان کی شرمگاہ سے نکل کر مصر میں ٹوٹا پھر ہر شہر میں اس کا ایک ٹکڑا گرا تو ماہرین خواب نے اس کی تاویل تعبیر بتائی کہ آپ کے ذریعہ ایک عالم نکلے گا جس کا علم خاص طور سے اہل مصر کو نفع دے گا پھر باقی شہروں میں بکھر جائے گا اور امام شافعی نے کہا میں مالک بن انس کے پاس آیا اس وقت میں موطاء یاد کر چکا تھا تو انہوں نے مجھ سے کہا کسی پڑھنے والے کو لاؤ میں نے کہا میں پڑھوں گا تو میں نے ان کے سامنے موطا کو زبانی پڑھ دیا تو آپ نے فرمایا اگر کوئی ایک کامیاب ہوگا تو یہ لڑکا اور سفیان بن عیینہ کا حال یہ تھا کہ جب انہیں تفسیر یا فتویٰ میں مسئلہ درپیش ہوتا تو شافعی کی جانب رجوع فرماتے تو کہتے کہ اس بچے سے پوچھ لو اور حمیدی نے کہا میں نے زنجی بن خالد یعنی مسلم کو کہتے سنا شافعی کے لئے کہ اے ابو عبداللہ اب فتویٰ دو با خدا اب تمہارے فتویٰ دینے کا وقت آ گیا ہے اس وقت آپ پندرہ سال کے تھے اور محفوظ ابن ابی توبہ بغدادی نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو مسجد حرام میں امام شافعی کے پاس دیکھا تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ یہ سفیان بن عیینہ ہیں جو گوشہ مسجد میں حدیث بیان کر رہے ہیں تو فرمایا یہ ختم ہو جائے گا اور وہ ختم نہ ہوگا اور ابو حسان ریادی نے کہا میں نے محمد بن حسن کو اہل علم میں امام شافعی سے زیادہ کسی کی تعظیم کرتے نہ دیکھا ایک دن ان کے پاس ملاقات کیلئے آئے اس وقت محمد بن حسن

سواری پر سوار ہو چکے تھے پھر بھی محمد بن حسن اپنے گھر لوٹ آئے اور پورے دن ان کے ساتھ تنہائی میں رہے یہاں تک کہ رات ہوگئی اور اپنے پاس (اس دن) کسی دوسرے کو آنے کی اجازت نہ دی۔ اور امام شافعی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصول فقہ میں گفتگو کی اور آپ ہی نے اس کا استخراج کیا ابو ثور نے کہا اگر کوئی شخص یہ بیان کرے کہ اس نے حسن عمل، فصاحت، معرفت، ثابت قدمی اور قدرت میں کسی کو محمد بن ادریس شافعی کا مثل دیکھا ہے تو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ وہ اپنی زندگی میں اپنا ہم پلہ نہیں رکھتے تھے تو جب وہ دنیا سے چلے گئے تو کوئی ان کا بدل نہ ہوا احمد بن حنبل نے کہا کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کے ہاتھ میں دوات اور کاغذ ہے مگر یہ کہ اس کی گردن پر امام شافعی کا احسان ہے اور زعفرانی کہا کرتے تھے کہ اصحاب حدیث سو رہے تھے یہاں تک کہ امام شافعی کی آمد سے بیدار ہوئے۔ اور ان کی دعا یا لطیف اسألك اللطف فيما جرت به المقادير قبولیت میں مشہور بین العلماء ہے اور مجرب ہے اس دعا کے فضائل بے شمار ہیں۔ ان کا سن ولادت ۱۵۰ھ اور ایک قول کے مطابق آپ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے دن پیدا ہوئے آپ کی ولادت شہر غزہ میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق عسقلان میں اور ایک قول یمن کے بارے میں بھی ہے حالانکہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔ دو سال کی عمر میں غزہ سے مکہ لائے گئے اور وہیں پلے بڑھے اور قرآن کریم پڑھا اور امام مالک کے پاس آپ کے جانے کا واقعہ بہت مشہور ہے اس لئے اس کے تفصیل کی چنداں حاجت نہیں سنہ ۱۹۵ھ میں بغداد آئے وہاں دو سال مقیم رہے پھر مکہ چلے گئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد واپس لوٹ آئے ایک ماہ وہاں مقیم رہے پھر مصر کی جانب نکل پڑے ۱۹۹ھ میں وہاں پہونچے اور ایک قول کے مطابق ۲۰۱ھ میں وہاں پہونچے اور وہیں کے ہو رہے یہاں تک کہ رجب کے آخری جمعہ کو سنہ ۲۰۴ھ میں وفات پائی اور اسی دن بعد عصر قرافت الصغری میں مدفون ہوئے اور مقطم پہاڑ کے قریب ان کے قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور ربیع بن سلیمان مرادی نے کہا میں نے ان کے

جنازے سے لوٹ کر شعبان کا چاند دیکھا اور کہا میں نے بعد وفات ان کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا اے ابو عبد اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو کہا کہ اللہ نے مجھے سونے کی کرسی پر بیٹھایا اور مجھ پر گوہر ہائے آبدار نچھاور کئے اور شیخ ابو اسحاق شیرازی نے اپنی کتاب "طبقات الفقہاء" میں اس طرح ذکر کیا ہے اور زعفرانی نے ابو عثمان بن شافعی سے بیان کیا اور کہا میرے باپ ۵۸ رسال کی عمر میں وفات پائے اور حدیث، فقہ، اصول، لغت اور نحو وغیرہ کے تمام علماء کا ان کے ثقہ ہونے، امانت داری، زہد، ورع، پاکی عزت؟ عفت نفس، حسن سیرت، علو مرتبت اور سخاوت پر اتفاق ہے۔

(تاریخ ابن خلکان الجزء الثانی)

حضرت علی بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حل لغات :۔ **البطحاء** کشادہ نالہ جس میں ریت اور چھوٹی کنکریاں ہوں۔ یہاں بطحائے مکہ مراد ہے۔ ج۔ **بطاح بطائح**۔ **الذُّروة والذِّروة** ہر چیز کا بلند حصہ چوٹی۔ ج۔ **ذُرٰی ذِرٰی**۔ **خَيزُران** بانس۔ نیزہ، نرکل۔ ہر نرم لکڑی۔ ج۔ **خيازر**۔ **عَبِق** خوشبودار۔ **الأَرْوَع** ہوشیار، ذکی، حسن یا بہادری کی وجہ سے تعجب میں ڈال دینے والا۔ ج۔ **رُوْع**۔ **العِرنين** ناک۔ ج۔ **عرانين**۔ **الشَمَم** ناک کے بانسہ کی بلندی حسن دیواری کے ساتھ۔ **انجاب الثوب**۔ **ينجاب** پھٹنا۔ **نَبعَة** کہا جاتا ہے ھُوَ مِن نَبعَةٍ كَرِيمَةٍ۔ وہ شریف خاندان سے ہے۔

سلیس ترجمہ :۔ (۱) یہ وہ عظیم ہستی ہیں کہ بطحاں ان کی آمد کو جانتا ہے اور خانۂ خدا انہیں پہچانتا ہے اور حل وحرم (بھی پہچانتے ہیں)۔

Scanned by TapScanner

(۲) یہ سارے بندگان خدا میں سب سے بہتر کے صاحبزادے ہیں، پرہیزگار صاف ستھرے، پاکباز سردار قوم ہیں۔

(۳) جب انہیں قریش دیکھتے ہیں تو بول اٹھتے ہیں کہ ان کی شرافتوں پر شرافت کی انتہا ہے۔

(۴) عزت کی اس بلندی کی چوٹی پر فائز ہیں جس کے حصول سے عرب وعجم کے اہل اسلام قاصر ہیں۔

(۵) ان کے ہتھیلی کی پہچان سے ممکن ہے کہ حطیم کا رکن اسود جب وہ ہاتھ رکھنے جائیں تو پکڑ لے۔

(۶) ان کے ہاتھ میں ایک ایسی لکڑی (عصا) ہے جس کی ہوا خوشبودار ہے ایسے باہیبت سردار کی ہتھیلی سے جس کی ناک حسن وہمواری کے ساتھ بلند ہے۔

(۷) وہ اپنی نگاہیں حیاء کی وجہ سے پست رکھتے اور ان کی ہیبت سے نگاہیں نیچی رکھی جاتی ہیں۔ ان سے صرف اس وقت بات کی جاسکتی ہے جب وہ مسکرا رہے ہوں۔

(۸) ان کی پیشانی سے نور ہدایت پھوٹ پڑتا ہے مانند سورج کہ اس کی کرنوں سے تاریکیاں دور ہوجاتی ہیں۔

(۹) ان کا نسب رسول ﷺ سے ہے ان کے عناصر جسمانیہ اور خصلت وخو سب پاکیزہ ہیں۔

(۱۰) تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ کون ہیں ان کے لئے کچھ مضر نہیں جس کی معرفت سے تمہیں انکار ہے اسے عرب وعجم سب پہچانتے ہیں۔

(۱۱) ایسے نرم خصلت والے کہ ان کے غصے میں خوف نہیں معلوم ہوتا۔ طبیعت کی خوبی اور حسن اخلاق دو چیزیں انہیں زینت بخشتی ہیں۔

(۱۲) سوائے اپنے تشہد کے کبھی "لا" نہیں کہا اور اگر تشہد نہ ہوتا تو ان کا لا بھی نعم ہوتا۔

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

حل لغات:۔ **المسلسل بالأولية**۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جسے شاگرد اپنے شیخ سے اول ملاقات میں روایت کرے۔ **الشيعة الامامية**۔ شیعوں کی دو بڑی شاخوں میں سے ایک کو امامیہ کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ امام اور امامت کا شمار کرتے ہیں اور اس کو مذہب کی بنیادی چیز مانتے ہیں۔ **سرھند** یہ زمانہ قدیم سے آباد ہے اسے شاہجہاں آباد بھی کہتے ہیں۔ **فشدوا النطاق فى خصامه** تو ان کی دشمنی پر کمربستہ (آمادہ) ہوگئے۔ **وسَعَوا الى جهانگير** اور جہانگیر کے پاس چغلی کھائی۔ سعى اليه سعيا (ف) **قصف** بفلان عند الامير۔ چغلی کھانا۔ **يَنْتَمُون**۔ اِنْتَمٰى اِنْتِمَاءً۔ الى۔ منسوب ہونا۔ **فاس**۔ ایک مغربی شہر ہے۔ **مضيفة القوم**۔ قوم کا چوپال۔ **الثُلمَةُ** (فى الحائط ونحوه) شگاف، رخنہ، خلل، ٹوٹی ہوئی جگہ۔ **وحدة الوجود۔ وحدة الشهود**۔ یہ صوفیاء کی اصطلاح میں بولے جانے والے الفاظ ہیں۔ یہاں تفصیل مناسب نہیں۔

سلیس ترجمہ:۔ شیخ الاسلام والمسلمین احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین (مجدد الف ثانی) رضی اللہ عنہ شوال ۹۷۱ھ کو سرہند میں تولد ہوئے۔ علوم اور طریق چشتیہ کا بیشتر حصہ اپنے باپ سے حاصل کیا اور بعض علوم عقلیہ کا حصول شیخ کمال الدین کشمیری سے کیا اور سند حدیث شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری سے حاصل کیا اور انہوں سے سند حدیث شیخ شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی سے لی۔ پھر حدیث مسلسل بالاولیت کی سند قاضی بہلول بدخشی سے لی اور انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن فہد سے انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالقادر اور اپنے چچا شیخ جاراللہ سے اور ان دونوں نے اپنے والد

بزرگوار حافظ عز الدین عبد العزیز انہوں نے اپنے دادا الحافظ الرحلہ تقی الدین محمد بن فہد علوی ہاشمی اور الحافظ الحجہ۔ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی سے لیا۔ اور شیخ احمد کو کتب حدیث وغیرہ کی روایت قاضی مذکور (بہلول بدخشی) سے تھی۔ اور جب علوم ظاہرہ جو انہیں میسر آئے ان تحصیل سے فارغ ہوئے اس وقت آپ سترہ سال کے تھے درس وتصنیف میں مشغول ہو گئے ان ایام میں آپ نے جن کتابوں کی تصنیف فرمائی ان میں رسالہ اثبات نبوت اور دوسرا رسالہ شعہ امامیہ کی رد میں تھا اور کچھ دیگر تصانیف جنہیں علماء نے سراہا آپ کے والد محترم نے خرقۂ خلافت عطا کیا اور جب ان کے والد ۱۰۰۷ھ میں وصال کر گئے آپ بارادہ حج نکلے دہلی گئے تو توفیق ربانی نے شیخ اجل رضی الدین عبد الباقی نقشبندی کی جانب رہنمائی فرمائی اور اس سلسلے میں مشغول ہو گئے اور کچھ ہی دنوں میں قطبیت وفردیت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو گئے پھر جہاں تک رب نے چاہا جہاں تک شیخ نے درجات قرب ونہایت میں ترقی وتکمیل کے رتبہ کے حصول کی بشارت دی۔ پھر انہیں طالبین کے رشد وہدایت کی اجازت دی اور انہیں خرقۂ خلافت سے نوازا۔ اور اپنے شیخ کی تعظیم وتکریم وتعریف کرتے رہے اور ان پر اس درجہ فخر کرتے رہے کہ جو بیان سے باہر ہے۔

پھر سرہند واپس آئے اور مسند ارشاد سنبھالا اور درس وافادہ کا کام شروع کیا اور مختلف علوم وفنون مثلاً فقہ، اصول، کلام، تفسیر، حدیث اور تصوف کا درس دینے لگے اور بسا اوقات ہدایہ، بزدوی، شرح مواقف، بیضاوی، مشکوۃ، بخاری اور عوارف کے درس میں مشغول رہتے۔ آپ کی مکتوبات تین ضخیم جلدوں میں ہیں جو علوم شرعیہ میں آپ کے تبحر علمی کا بین ثبوت ہیں۔ اور اس میں کچھ تو ایسی باتیں ہیں کہ جنہیں مقام عرفان کا درک نہیں ان کے اذہان وہاں تک نہیں پہونچ سکتے۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے مخالفت پر کمر باندھی اور جہانگیر بن اکبر سلطان ہند کے یہاں چغلی کھائی تو جہانگیر نے شیخ کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور جواب پا کر راضی ہو گیا پھر مخالفین نے یہ پیش کیا کہ شیخ نے سلطان کو از راہ

تکبر سجدہ نہیں کیا جب کہ آپ ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ بلکہ رسماً بھی تواضع نہیں کی تو بادشاہ ناراض ہوا اور اس نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ شاہجہاں بن جہانگیر شیخ کے مخلص تھے انہوں نے اپنے لوگوں میں سے افضل خاں اور مفتی عبد الرحمٰن کو بعض فقہی کتب کے ساتھ شیخ کے پاس بادشاہ کے یہاں زرتی سے پہلے بھیجا اور کہا: سجود تحیت بادشاہ کیلئے جائز ہے تو اگر آپ بادشاہ کو وقت ملاقات سجدہ کر لیں تو میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ بادشاہ سے آپ کو کوئی اور نقصان نہ پہونچے گا مگر شیخ نے اسے قبول نہ کیا اور کہا یہ رخصت ہے اور عزیمت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کے علاوہ کس کو سجدہ نہ کیا جائے۔ لہذا تین سال قید میں رہے اور قید ہی کی حالت میں قرآن کریم حفظ کر لیا پھر بادشاہ نے اس شرط پر رہا کیا کہ اس کے لشکر میں رہیں اور بادشاہ کے ساتھ ساتھ چلا کریں تو اس کے لشکر میں آٹھ سال رہے، بادشاہ کے وفات کے بعد ان کے لڑکے شاہجہاں نے آپ کو رہا کر دیا اور سرہند لوٹ آئے اور بقیہ عمر درس وافادہ میں صرف کر دی۔

شیخ محسن بن یحیٰ بکری تیمی نے ،"یانع جنی" میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت کی اس اعلیٰ منزل پر فائز کیا تھا کہ اس سے آگے کا قصد نہیں کیا جاتا۔ ان کے زمانے میں ان سے اور ان کے بعد ان کے اصحاب سے اتنی مخلوق کو ہدایت ملی کہ انہیں عالج کے ریت کی تعداد جاننے والا ہی شمار کر سکتا ہے۔ تو تم بلاد ہند کا کوئی علاقہ جن میں مسلم آبادی ہو، خراسان ماعداء النہر بلاد ترک وتتر سے لیکر آخری مشرقی سرحد تک پھر سرزمین عراق وجزیرہ بلاد حجاز وشام میں سے نیز قسطنطنیہ اور اس کے آس پاس کے مقامات ان میں جن کو دیکھو گے وہاں ان کا طریقہ پہونچا اور پھیلا ہے۔ اور وہاں کے باشندگان کی زبان پر ان کا ذکر جمیل ہے۔ اپنے آپ کو ان کی جانب منسوب کرتے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرتے ہیں، بلکہ ان کا سلسلہ طریقت تو انتہائی مغرب تک مثلاً فاس وغیرہ تک پہونچ گیا ہے، یہ سب باتیں محمد بن عبد الرحمٰن الفاسی کی کتاب "المنح البادیۃ" وغیرہ سے معلوم ہو سکتی

ہے، اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی شان عظیم اور اولیاء میں ان کا مرتبہ بلند ہے۔ کیونکہ اللہ نے ان کے سلسلہ طریقت کو دنیا کے مشرق و مغرب میں پھیلا دیا اور ان کے نادر و پسندیدہ فیوض و برکات کو اس امت پر عام کر دیا اور یہ اللہ کا فضل خاص ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ ان کی شہرآفاق تصانیف میں سے مکتوبات کی تینوں جلدیں علم و حقائق کا دریا اور رموز و دقائق کا خزانہ ہیں اور بعض دوسرے موضوعات پر مستقل منفرد رسالے ہیں۔ مثلاً۔ المعارف اللدنیه، امکاشافات الغیبیه وغیرہ۔ ماتریدیہ کے مذہب پر عقائد کا بیان اور طریقۂ صوفیہ کی تنقیح میں حضرت مجدد الف ثانی کی زبان عجیب زبان ہے بہت سے لوگوں پر ان کا کرم ہے انہوں نے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے درمیان تفریق کی اور بتایا کہ وحدۃ الوجود اس چیز کو کہتے ہیں جو سالک کو اثناء سلوک میں پیش آتی ہے اور جو شخص اس سے بلند مقام پر ترقی کرتا ہے اس پر وحدۃ الشہود کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے ایسے اس بیان سے انہوں نے بہت ملحدین کا راستہ بند کر دیا جو صوفیہ کا لباس زیب تن کیے ہیں اور اپنے کلام کو اپنے کج فہمی پر محمول کرتے ہیں انہوں نے اپنے زمانے کے ملحدین سے مناظرہ کیا اور زبان و قلم سے اچھی طرح جہاد کیا شیعوں کی تردید کی اور بدعات سیات کا خاتمہ کیا ضعیف العقیدہ لوگوں سے ان کی مکر کو دفع کیا اس طرح انہوں نے عزت دینی کی حفاظت کی اور مسلمانوں کی چوپال ان کی وجہ سے حفاظت میں آ گئی۔ انہوں نے بدعت و سنت کے درمیان تفریق کی مجتہدین کے قیاس اور متاخرین کے استحسان کے درمیان فرق کیا خیر القرون میں رائج اشیاء اور ان اشیاء کے درمیان عمیق فرق کو واضح کیا جو بعد کے زمانے میں لوگوں نے پیدا کیں اور مابین الناس رائج ہو گئیں۔ اس بیان فرق سے ان مسائل کا رد کیا جن کو بعد کے فقہاء و مذہب نے مستحسن جانا تھا جو امر اچھا جانتے اس کا حکم دیتے اور جو بات بری ہوتی اس سے منع کرتے اور امر الٰہی کے بجالانے میں کسی لومۃ لائم کو نہ ڈرتے اور نہ ہی حکومت

کے کسی حاکم سے وہ ہمیشہ امراء پر نکیر کرتے انہیں راہ دین بتاتے روافض اور ان کے مانند دوسرے بے دین ان کی صحبت سے نفرت دلاتے اور ان کو نصیحت کرنے میں پوری قوت صرف کرتے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ بہتوں کو فائدہ پہنچایا۔ ان کی نکوکاری سے رعیت نکوکار ہو گئی اور ظاہرین دین میں جو شگاف پڑ گیا تھا اللہ نے ان کے ذریعہ اس کا راستہ بند کر دیا۔

اور اسی طرح ان کے ذریعہ اللہ نے دین کی درستگی کی اس طرح باطن کی چیزیں ان کے ذریعہ پیوند لگایا۔ دور دراز شہر کے لوگ جن کو توفیق راہ حق ملی اللہ نے ان کو ان کے ذریعہ اور ان کے شاگردوں کے ذریعہ تہذیب عطا کی چونکہ وہ ماتریدی مسلک کے فقیہہ پاک دل پیروئ سنت کے شیدائی اور اس کو سعی کرتے تھے اور اپنے معاصر اقرار کے بہی خواہ تھے اسی وجہ سے ان کا طریقہ ان کے علوم ان کے عادات اہل انصاف محققین کے نزدیک قابل تعریف ہوئے اور اس کی طرف وہ لوگ مائل بہت کم ان کی باتوں پر اعتراض کیا گیا ہے اور کم ہی ان کی بات قبول نہ کی گئی میں نے جن فضائل کا ذکر کیا وہ مسلم ہیں، خشک صوفیاء کے اعتراضات کا جواب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے دیا ہے ان کے طرف سے کسی شک کرنے والے کی کوئی بات نہیں چھوڑی ہے مدافعت کی ہے اور ان کی خوب تعریف کی ہے کسی نکتہ چین کیلئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی نہ ہی عیب جوئی کیلئے کچھ بولنے کا موقع دیا۔ باتیں خدام واقف کار کی کہی ہوتی ہیں اور تمہارے لئے یہ امام کافی ہیں جو ایک دوسرے امام کیلئے گواہی دے رہے ہیں۔ ☆

(نزهة الخواطر الجزء الخامس)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ

﴿سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

حل لغات :۔ کَحَلَ کَحلاً (العین) ف۔ن۔آنکھ میں سرمہ لگانا۔ الاَرْمَدْ۔ آشوب چشم والا۔ثَوی۔ ثَواءً ا۔ ثُوِیّا (ض) انتقال کرنا۔ تَلَدَّدَ تَلَدُّدًا۔ متحیر ہونا۔ (تفعل) سُمُّ الاَسْوَد۔ سانپ کا زہر۔ ضَرائب۔ جمع ہے اور واحد ضَرِیبَۃٌ۔ عادت۔ اَلْمحتد۔ اصل جمع محاتد السُودد۔ مص۔ سرداری۔ الضَّرِیحُ المَلْحَدُ۔ بغلی قبر۔

سلیس ترجمہ :۔ (۱) میری آنکھ کیوں نہیں سوتی گویا اس کے گوشوں میں آشوب چشم والا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔

(۲) اس ہدایت یافتہ پر بے قراری کی وجہ سے جو ہم سے رخصت ہو گئے اے وہ ان میں سے سب سے بہتر جنہوں نے کنکریوں کو روندا آپ دور نہ ہوں۔

(۳) میرا پہلو آپ کو مٹی سے بچاتا افسوس اے کاش میں آپ سے پہلے بقیع غرقد میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔

(۴) کیا آپ کے بعد مدینہ کے لوگوں میں میرا قیام رہے گا افسوس میری جان پر کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔

(۵) میرے ماں باپ اس ہدایت یافتہ نبی پر قربان جن کے وصال کے موقعہ پر میں دوشنبہ کے دن حاضر تھا۔

(۶) ان کے وصال کے بعد میں حیران ہو کر رہ گیا۔ اے کاش مجھے سانپ والا زہر پلا دیا گیا ہوتا۔

(۷) یا میرے بارے میں حکم الٰہی جلد ہو جاتا آج ہی صبح یا شام کو۔

(۸) (یا) ہم پر قیامت آجاتی کہ ہم اس پاکیزہ (شخصیت) سے ملتے جن کے خصائل عمدہ اور اصل شریف ہے۔

(۹) اے آمنہ کے اکلوتے فرزند جن کا ذکر باعث برکت ہے۔ انہوں نے پاکدامنی اور سب سے زیادہ نیک بختی کے ساتھ آپ کو جنا۔

(۱۰) اس نور پاک پر جو ساری مخلوق پر چمکا جس کو نور کی جانب ہدایت کی جائیگی وہ ہدایت یافتہ ہوگا۔

(۱۱) اے مولیٰ مجھے جنت میں نبی ﷺ کی صحبت نصیب فرما جس سے حاسدین کی آنکھیں پتھرا جائیں۔ (۱۲) یعنی جنت الفردوس میں اے جاہ جلال و شاہنشاہی کے مالک اسے ہمارے لیے مقرر فرمالے۔

(۱۳) یا خدا میں زندگی بھر کسی مرنے والے کی نہ سنوں گا مگر اپنے نبی محمد ﷺ پر روؤنگا۔

(۱۴) انصار پر شہر تنگ ہو گیے اور ان کے چہرے مانند سرمہ سیاہ ہو گئے۔

(۱۵) ہم نے ان کو جنا اور اب حال یہ ہے کہ ہمارے مابین ان کی قبر ہے اور ان کے احسانات بے پناہ ہیں جس کا ہم انکار نہیں کر سکتے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے اور عرش کے گرد رہنے والے فرشتے اور پاکیزہ صفت لوگ درود بھیجیں مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

(۱۷) مدینہ کے یہود و نصاریٰ خوش ہو گئے جب وہ بغلی قبر میں چھپا دیے گئے۔

(دیوان سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خطابِ قرآنی

حل لغات:۔ (۱) **یستنوجبون استیجابا**۔ از استفعال۔ مستحق ہونا۔ (۲) **دارالسلام**۔ جنت (۳) **دارالبوار**۔ دوزخ۔ (۴) **عثرات**۔ **عثرۃ** کی جمع ہے۔ لغزش۔ (۵) **کرب**۔ مصیبت۔ جمع **کروب** (۶) **لهج لهجا بالشئی**۔ فریفتہ ہونا۔ از سمع (۷) **التودد الی**۔ دوستی کرنا۔

سلیس ترجمہ:۔ ابن قیم نے کہا! تم قرآن کے خطاب پر غور کرو تو ایک ایسا باشاہ پاؤ گے کہ ساری بادشاہت اسی کی ہے اور ساری تعریفیں اسی کی ہیں تمام کاموں کی باگ ڈور اسی کے دست قدرت میں ہے سب کی ابتدا اس سے ہے اور سب کی انتہا اسی تک ہے عرش پر (اپنی شان کے لائق) استواء فرمانے والا ہے اس کے اطراف مملکت کی کوئی شی اس سے پوشیدہ نہیں ہے ان باتوں کو جانتا ہے جو اس کے بندوں کے دلوں میں ہے ان کے ظاہر و باطن سے باخبر ہے انتظام مملکت میں منفرد ہے وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، عطا کرتا ہے، منع فرماتا ہے جزا و سزا دیتا ہے، عزت و ذلت دیتا ہے، پیدا فرماتا ہے اور روزی دیتا ہے، مارتا ہے مقرر کرتا ہے فیصلہ کرتا ہے، اور تدبیر فرماتا ہے، سارے امور اسی کے پاس سے نازل ہوتے ہیں، چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں اور اسی کی جانب رجوع کرتے ہیں، بغیر اس کے حکم کے کوئی ذرہ نہیں ہلتا اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر اس کے علم میں ہے، تو تم غور کرو تم اس کو کس طرح پاتے ہو وہ اپنی ثنا خود کرتا ہے اپنی بزرگی خود بیان کرتا ہے اور اپنی حمد خود کرتا ہے اپنے بندوں کو نصیحت کرتا ہے اور انھیں راہ دکھاتا ہے جس میں ان کے لئے سعادت اور کامیابی ہے اور انھیں اس میں رغبت دلاتا ہے، اور ان کو اس چیز سے ڈراتا ہے جس میں ان کے

لئے تباہی و بربادی ہے اور اپنی تجلیات دیتا ہے اپنے ذاتی وصفاتی ناموں کے ساتھ، اور اپنی نعمتوں کے ذریعہ ان سے محبت کرتا ہے انھیں ان پر اپنی نعمتوں کے ذریعہ یاد کرتا ہے اور انھیں اس بات کا حکم دیتا ہے جس سے پورے انعام کے مستحق ہو جائیں، اور اپنے انتقام سے انھیں خوف دلاتا ہے اور انھیں وہ بخششیں یاد دلاتا ہے جو اس نے ان کے تیار کر رکھی ہیں بشرطیکہ وہ اسکی اطاعت کریں گے اور ان سزاؤں کی بھی یاد دلاتا ہے جو اس نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہے اگر نافرمانی کریں گے اور انھیں دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ اپنے برتاؤ کی خبر دیتا ہے اور کیسے ہوگا ان کا اور ان کا انجام اس سے باخبر کرتا ہے، دوستوں کے اچھے اعمال اور عمدہ اوصاف کی بنا پر تعریف کرتا ہے اور دشمنوں کے خراب اعمال اور رذیل اوصاف کی بنا پر مذمت کرتا ہے اور قسموں کو بیان کرتا ہے اور طرح طرح کی دلیلیں اور حجتیں پیش کرتا ہے اور دشمنوں کے شبہات کا عمدہ جواب دیتا ہے، سچے کی تصدیق کرتا ہے،

جھوٹے کو جھٹلاتا ہے اور سچ کہتا ہے اچھے راہ کی رہنمائی کرتا ہے جنت کی جانب بلاتا ہے جنت کی خوبیوں، بھلائیوں اور نعمتوں کا بیان فرماتا ہے جہنم سے ڈراتا ہے اور اس کے عذاب، قیامت اور تکلیفوں کی یاد دلاتا ہے، اور بندوں کے اپنی جانب محتاج ہونے کو یاد دلاتا ہے اور ہر طرح سے ان کے تحت حاجتمند ہونے کو اپنی جانب یاد دلاتا ہے، اور یہ کہ بندے خدا سے آنکھ جھپکنے بھر بے نیاز نہیں اور اپنی بے نیازی کو بندوں اور تمام موجودات سے بیان کرتا ہے، اور یہ کہ وہ بذات خود غنی ہے اور اس کے ماسوا سب اسی کی جانب بذات خود محتاج ہیں۔ اور یہ کہ کوئی شخص بھلائی کا ایک ذرہ یا اس سے زیادہ کوئی نہیں پاتا ہے مگر اسی کے عدل و حکمت سے اور تم دیکھو کہ خطاب میں اس کے احباب کے عتاب نہایت نرم ہے اور یہ کہ اس کے باوجود ان کی لغزشوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ ان کے عذر کو قبول فرمانے والا ان کی خرابی کی اصلاح فرمانے والا اور ان سے خرابیوں کو دفع فرمانے

والا ہے ان کی رعایت فرمانے والا اور ان کا مددگار ان کے بھلائیوں کی کفالت کرنے والا ہے اور انہیں ہر مصیبت سے نجات دینے والا ہے۔ ان کے ساتھ اپنے وعدہ کو پورا فرمانے والا اور یہ کہ ان کا ایسا والی ہے کہ اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں تو وہ ان کا مولائے حقیقی ہے اور ان کی ان کے دشمن پر مدد فرماتا ہے تو کیا ہی بہترین مولیٰ اور مددگار ہے۔ جب قلوب نے قرآن سے ایک ایسے عظیم بادشاہ کی رحم والا، جس پہ شان ہے مشاہدہ کیا تو قلوب کیوں نہیں اس سے محبت کرتے اور اس کی الفت کا دم بھرتے ہیں۔ اور ایک ایک سانس کو اس کی محبت میں خرچ کرتے ہیں اور اسے انہیں اپنے تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہو جائے۔ اور اس کی رضا ان کے نزدیک اس کے ماسوا کی رضا پر راجح ہو اور وہ کیسے اس کی یاد میں فدا نہ ہوں اور اس کی محبت اس کی جانب اشتیاق اور اس سے قلبی لگاؤ اس کی غذا خوراک اور دوا نہ ہو جائے۔ اس حیثیت سے کہ اگر اسے کھو دیں تو خراب اور ہلاک ہو جائیں اور ان کی زندگی کوئی فائدہ نہ دے۔ (تفسیر اتقان فی علوم القرآن)

کل اور آج کے درمیان

حل لغات: ۔ الھَبَنَّق۔ بے وقوف، پست قد۔ سَلِیطُ اللِّسَانِ۔ زبان دراز، فصیح زباں آور۔ الزُّقَاق۔ گلی تنگ راستہ جمع اَزِقَّة۔ مَزَابِل۔ مَزبَلَة کی جمع ہے، کوڑا خانہ۔ مَشدُوہ۔ از فتح۔ دہشت زدہ۔ حیرت زدہ۔ تَعَادی مُتَعَادی۔ دوڑ میں مقابلہ کرنا۔ عَزِیفُ الجن۔ جن کی آواز۔ اِرتَاع، یَرتَاعُ۔ ڈرنا۔ المجلات۔ رسالے، ماہنامے۔ السِّیقَان جمع سَاقٍ۔ پنڈلی۔ الاسبوع۔ ہفتہ۔

سلیس ترجمہ: ۔ اور میں نے لڑکے سے کہا۔ کیا تو میرے ساتھ دمشق نہ چلے گا کہ میں تجھے

دمشق دکھا دوں۔ اس نے کہا میں ہر روز دمشق دیکھتا ہوں اور میں تمہارے ساتھ چلنا نہیں چاہتا کیوں کہ میں اپنے سے بڑے کے ساتھ نہیں چلتا اور نہ ہی اس کے ساتھ چلتا ہوں جس کو میں نہ پہچانتا ہوں۔ میں نے کہا اگر وہ تمہارا قریبی ہو اس نے کہا تو کیا تو میرا رشتہ دار ہے میں نے کہا میں لوگوں کی بہ نسبت تجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوں۔

تو اس نے کہا آپ میرے (رشتہ میں) کیا ہوتے ہیں میں نے کہا میں تو ہوں تو خبیث بس پڑا اور کہا بیوقوف پر اللہ رحم فرمائے۔ ارے تو میں ہے تو میں کون ہوں میں اس سے کہنا ہی چاہتا تھا کہ تو میں ہوں پھر میں ڈر گیا کہ تکلیف دہ باتوں سے مجھ پر جری ہو جائے گا جیسا کہ مجھ کو معلوم ہو گیا کہ وہ چرب زبان ہے تو میں چپ رہا اور اس کے ساتھ ہی رہا تا آنکہ وہ میرے ساتھ چلنے پر راضی ہو گیا۔

اس نے کہا۔ لیکن میں سڑک کے آخری حصے سے آگے نہ بڑھوں گا۔

میں نے کہا۔ کون سی سڑک۔

تو اس نے کہا کہ کیا دمشق میں سو سڑکیں ہیں (ارے) وہی سڑک جسے جمال پاشا نے نکالا ہے میں اسے پہلے سے ہی تنگ راستہ جانتا ہوں بعد مشیریہ سے چل کر حجاز کے اسٹیشن تک جاتی ہے۔ اسے وہ گلی کاٹتی ہے جو المرجہ سے الشابکلیہ راہی کی گلی تک پہنچتی ہے۔

میں نے کہا۔ کہ زمین کی حالت اور اس پر بسنے والوں کی حالت بدل چکی ہے اسے ترکے۔ تقریباً سو سڑکیں نکل چکی ہیں، مرجہ جو شہر کے آخر میں تھا اب درمیان شہر میں ہو گیا ہے "شرکة الکہرباء" کے پیچھے جہاں تم جانتے ہو کہ گھور تھے بڑی بڑی عمارتیں کھڑی ہیں اور کشادہ باغات ہیں، طریق الصالحیہ جو تنہا ایک راستہ باغوں کے درمیان سے جاتا تھا اس کے دونوں بغل چند مختصر گھروں کے سوا کچھ نہ تھا جن کی ایک لائن تھی اور اس کے آگے میدان تھا اب وہی شہر کا بازار ہو گیا ہے اس

کے دونوں جانب محلے آباد ہیں جب تم وہاں آ ؤ گے تو اپنے آپ کو "پیرس" میں محسوس کرو گے۔

مہاجرین یعنی اہل جزیرہ کے غریبوں کا محلہ اب امیروں اور مالداروں کا محلہ ہو گیا سو میٹر مربع ایک قطعہ زمین کی قیمت محلہ بھر کی زمین سے زیادہ ہے۔ بولیۃ الصالحیہ جہاں الخستہ خانہ اور بستان الکرکہ کے درمیان زیلیے تنگ راستہ میں چنتی تھی سورج ڈوبنے کے بعد لٹیروں کا اڈہ ہو جاتا تھا (وہی) البولیۃ الصالحیہ اب ایک کشادہ میدان ہو گیا ہے اس میں بلند عمارتیں اور کشادہ سڑکیں ہیں۔ شارع بغداد، شارع الارکان اور باغات آباد محلوں میں تبدیل ہو گئے، اس دمشق پر جسے تم جانتے آسمان اڑا تا بس چکر لگا چکا ہے۔

اس نے کہا۔ تب تو میں ضرور اڑتالیس (۴۸) سال کا ہوں۔ میں نے کہا۔ ہاں!

اس نے کہا۔ کیا آپ مجھ کو اپنے آگے لڑکا دیکھتے ہیں؟

میں نے کہا۔ کیا تم مجھ کو اپنے آگے ادھیڑ نہیں دیکھتے ہو۔

اس میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے یہ جنونی فلسفہ نہ بیان کریں گے۔

میں نے کہا۔ تمہاری تباہی ہو (ارے) میں نے تم سے وہ نہیں بیان کیا ہے اور کیا تم ایسی چیز ہو جس کا کوئی وجود بھی ہے میں نے تو فقط اپنے آپ کو یہ بتایا ہے۔

میں نے اس لڑکے کو گھسیٹا اور اسے لے چلا حالانکہ وہ ان باتوں سے جسے اس نے سنی تھی حیرت میں تھا۔ اس نے بہت سی موٹریں دیکھیں جو دوڑتی ہیں اور مجنونانہ تیزی سے آگے بڑھ جاتی ہیں۔ گویا کہ وہ کسی شیطان کے پر پر سوار ہیں، ہر رنگ اور ہر طرح کی کچھ چھوٹی جو کھیل کے بکس کے مشابہ تھیں کچھ بڑی جن میں ستر مسافروں کی گنجائش تھی جو اس کے دائیں جانب اور بائیں جانب اور کچھ آگے سے نکل جاتی تھیں گویا وہ ملک سیف کے قصہ کے بھوت ہیں، ان کی آواز کانوں میں گونجتی تھی گویا کہ وہ جنوں کی آواز ہے تو وہ ڈر گیا اور حیرت میں کھڑا ہو گیا تو میں نے اس سے کہا۔

کیا معاملہ ہے کیا تم موٹروں کو نہیں پہچانتے؟ تو اس نے اپنے کو انجان ظاہر کرنا چاہا اور کہا کہ کیا تم مجھے جنگلی سمجھتے ہو؟ میں کیوں نہ جانوں گا۔ میں نے طلبہ میں فخریہ سے کہا کہ میرے باپ ان پر سوار ہو چکے ہیں۔

میں نے کہا کیا وہ ایسی تھیں۔ نہیں وہ جمال پاشا کی ایک موٹر تھی اس کے سوا کوئی گاڑی دمشق نہ آئی سارے لوگ اسے دیکھنے نکلتے تھے، میں تو ہوائی جہاز کو بھی جانتا ہوں چھوٹا طیارہ جس میں اوپر نیچے دو پر ہوتے ہیں اس میں دو لوگ سوار ہوتے ہیں میں نے کہا آج تو ایسے ایسے طیارے ہیں جس میں سو مسافر سوار ہوتے ہیں ان کو دمشق سے ہندوستان تک ایک ہی اڑان میں لے جاتا ہے۔

تو اس نے میری جانب منہ کھول کر اور آنکھیں پھاڑ کر ایسا دیکھا گویا وہ ان باتوں کو سچ نہیں مانتا۔ میں نے کہا تم بجلی کو جانتے ہو اس نے کہا ہاں۔ کتنے دن پہلے ہم نے اسے اپنے گھر میں لگوایا ہے اسی کے سبب استاذ نے مجھے مارا، میں نے کہا اور اس کی وجہ سے کیوں تمہیں مارے گا۔ اس نے کہا میں لڑکوں سے بیان کرتا تھا کہ ہمارے گھر میں ایسے چراغ ہیں جو بلا دیا سلائی کے جل جاتے ہیں۔ دیوار کی بٹن ہم دباتے ہیں اور وہ جل جاتے ہیں، تو ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو میں نے انہیں مارا پھر استاذ نے آکر مجھے مارا۔ میں نے کہا آج بجلی کے بہت سے ایسے فائدے ہیں جسے تم نہیں جانتے، موسم سرما میں مکانوں کو گرم کرتی ہے گرما میں کھانے کو ٹھنڈا کرتی ہے اور چلاتی ہے بات کاٹتے ہوئے لڑکے نے چیخ کر کہا۔ معاذ اللہ یہ کیا ہے۔

میں نے دیکھا کہ وہ سینما میں فلم کا اعلان ہے، اس میں ایک عریاں لڑکی کی تصویر ہے ایک مرد اسے بوسہ دیتا ہے میں نے کہا یہ سینما کا اعلان ہے کہ کیا تم سینما نہیں جانتے ہو اس نے کہا کیوں نہیں، مجھے لڑکے مدرسہ لے گئے ہم کو قلعہ شنا، میں جنگ کی تصویریں دکھائیں، وہ الخستہ خانہ کے

نحو، صرف، انشاء، املا، محفوظات کے لئے۔ اور ریاضیات کے لئے بھی صرف دو ہی گھنٹے یعنی حساب، ہندسہ اور الجبراء کے لئے طمسعات کے لئے بھی دو گھنٹے مقرر کروا گرچہ ان کے علوم متعدد ہیں۔

اس نے بات ختم کردی اور حیرت سے ان عورتوں کی جانب دیکھنے لگا۔ جن کے چہرے بے نقاب باہیں بغلوں تک اور پنڈلیاں گھٹنوں تک کھلی ہیں۔ بال، گلا اور سینہ کھولے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کیا بات ہے اس نے کہا یہ کون ہیں میں نے کہا عورتیں ہیں۔

اس نے کہا کیا آپ کا خیال ہے کہ میں ان کو گائے سمجھتا ہوں ملک شام کی سب عورتیں چادر اوڑھتی ہیں، مسلمہ اور نصرانیہ یہودیہ عورت میں فرق صرف اس سے ہوتا ہے کہ وہ اپنے چہرے پر نقاب رکھتی ہے اور یہ اپنا چہرہ کھولے رکھتی ہے لیکن چادر میں سب رہتی ہیں جب یہ نہ مسلمان ہیں نہ یہودی نہ نصرانی تو آخر یہ کون سی عورتیں ہوں گی۔

میں چپ رہا اور دیر تک چپ رہا۔ کیوں کہ اس کا جواب میرے پاس نہ تھا اور سوچنے لگا کہ ہمارا کیا حال تھا اور کیا ہو گیا۔

(الاستاذ علی الطنطاوی من مجلۃ المسلمون، عدد ۱۳۷ھ)

دو ایسے دشمن جو صلح کر لیتے ہیں

حل لغات:۔ (۱) **الجُحرُ**۔ سوراخ۔ بل۔ جمع **اُجحَارٌ**۔ (۱) **الجُرذُ** ایک قسم کا چوہا۔ جمع **جِرذَان** (۳) **الشَّرکُ**۔ پھندا۔ جمع **شُرُکٌ و اِشرَاکٌ**۔ (۴) **اِبنُ عِرسٍ**۔ نیولا۔ جمع **بَنَاتُ عِرسٍ**۔ مذکر و مونث دونوں کے لئے۔ (۵) **الضَّنکُ**۔ تنگ۔ (٦) **عُقُوبَۃُ الغَدرِ**۔

دھوکہ کی سزا۔ (۷) **احترس یحترس**۔ محفوظ ہونا۔ **خَدِیعَۃٌ**۔ دھوکہ (۹) **عُقدَۃٌ**۔ گرہ۔ (۱۰) **ثم اخذ فی قرض حبا ئلہ**۔ پھر اس نے اس کا ٹنا شروع کیا۔

سلیس ترجمہ:۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ایک بھاری بھرکم درخت کی جڑ میں ایک بلے کی سوراخ تھی، بلے کا نام؛ رومی تھا اور اسی کے قریب ایک چوہے کا سوراخ تھا اس کا نام فریدوں تھا اس جگہ شکار کی آمد بہت ہوتی تھی، جو جانوروں اور پرندوں کا شکار کرتے تھے وہاں ایک دن ایک شکاری آیا، اور رومی کے مقام کے قریب اپنا جال بچھایا، بلا تاخیر رومی اس میں پھنس گیا،

تو چوہا رینگتا ہوا نکلا کھانے کی کوئی چیز تلاش کرنے اور وہ رومی سے ڈرا، تو وہ دوڑ ہی رہا تھا کہ ناگاہ اسے جال میں دیکھ کر بہت مسرور اور خوش ہوا پھر توجہ کیا تو اس نے اپنے پیچھے ایک نیولا دیکھا جو اس کو پکڑنا چاہتا ہے اور درخت پر الو کو دیکھا کہ اسے جھپٹنا چاہتا ہے تو وہ متحیر ہو گیا کہ اب کیا کرے پیچھے واپس ہوتا ہے تو نیولا پکڑے گا اور دائیں بائیں جاتا ہے تو الو جھپٹ لیتا ہے اور اگر آگے بڑھے تو بلا پھاڑ ڈالیگا اس نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک مصیبت ہے جس نے گھیر رکھا ہے اور بہت سی مشکلات میرے اوپر جمع ہو گئیں ہیں اور مصائب نے مجھ پر قبضہ کر رکھا ہے اس کے باوجود میرے ساتھ میری عقل ہے۔ لھذا مجھکو اپنے بارے میں پریشانی نہ ہوگی اور نہ میری حالت مجھے خوفزدہ کرے گی مجھے حیرانی ہوگی اور نہ ہی میرا دل اِدھر اُدھر جائے گا عاقل عقل موجود رہتے ہوئے نہیں ڈرتا، اور کسی حال میں اپنا ہوش نہیں کھوتا، عقل اس سمندر جیسی ہے جس کی گہرائی نہیں معلوم کی جا سکتی اور نہ ہی مصیبت سمجھداری کی طاقت وقوت پر غالب آتی ہے کہ اسے ہلاک کر دے اور معاملہ اس پر پوشیدہ ہو جائے اب اس لئے مصیبت سے چھٹکارے کی راہ یہ ہے کہ بلے سے صلح کرلوں کیونکہ اس پر بھی ایسے مصیبت آتی ہے جیسی مجھ پر آتی ہے یا اس میں سے کچھ آتی ہے امید ہے کہ جب وہ میری بات سنے گا جو میں اس سے کرونگا اور میری جانب سے صاف ستھری اور خالص

سمجھ بات جس میں کوئی مکر و دغا نہیں ہے سنے گا تو اس کو سمجھے گا اور امید رکھے گا کہ میں اس کی مدد کرونگا ہم دونوں نجات پا جائیں گے۔

اس کے بعد چوہا بلے کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے اس نے کہا تنگی اور مشکل میں جیسا تم چاہتے ہو، اس نے کہا آج پریشانی میں میں تمہارا شریک ہوں اسی چیز میں اپنی رہائی کی امید کرتا ہوں جس میں تیرے لئے رہائی ہے اور اس بات میں نہ جھوٹ ہے نہ فریب دیکھ نیولا میری گھات میں ہے اور الو میری تاک میں ہے اور یہ دونوں میرے تیرے دشمن ہیں اگر تم مجھے مامون رکھو تو میں تمہارا جال کاٹ دوں اور تم کو اس ہلاکت سے بچالوں جب یہ ہوگا تو ہم دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی وجہ سے نجات پا جائیگا جیسے جہاز اور جہاز کے سوار سمندر میں ہوں تو سوار جہاز کی وجہ سے اور جہاز سوار کی وجہ سے محفوظ رہتا ہے۔

جب چوہے کی بات بلے نے سنی اور اس کو صادق القول سمجھا تو اس سے کہا تیری بات ٹھیک ہی معلوم ہوتی ہے میں بھی دل سے اسی کا خواہاں ہوں جس میں اپنے اور تیرے لئے نجات کی امید رکھتا ہوں، پھر اگر تم نے یہ کر دکھایا تو زندگی بھر تیرا مشکور رہونگا چوہے نے کہا میں تمہارے پاس آؤنگا اور سب جال کو کاٹ دونگا مگر ایک کو باقی رکھونگا تاکہ اپنے لئے تم سے معاہدہ لوں پھر اس نے جال کترنا شروع کیا جب نیولے اور الو نے چوہے کو بلے کے قریب دیکھا تو اس سے ناامید ہو گئے اور واپس چلے گئے، پھر چوہے نے روی پر جالوں کے کاٹنے میں دیر کی اس نے کہا کہ کیا بات ہے اپنے جالوں کے کاٹنے میں تم کو کوشاں نہیں دیکھتا ہوں اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی وجہ سے تم اس بات سے پھر گئے جو پہلے کہا تھا اور میرے کام میں سستی کی تو یہ اچھے لوگوں کا شیوہ نہیں ہے۔ شریف اپنے ساتھی کے حق میں سستی نہیں کرتا۔ مجھ سے سابق دوستی کرنے میں جو نفع اور فائدہ تم کو ہوا تم نے دیکھ لیا ہے تم کو چاہئے کہ مجھے اس کا بدلہ دو۔ اور جو عداوت میرے اور تیرے مابین تھی اسے

مت یاد کرو۔ یہ صلح جو تیرے اور میرے درمیان پیدا ہوتی ہے اس لائق ہے کہ تم کو وہ بھلا دے علاوہ اس کے وفاداری میں ثواب اور بڑائی ہے اور غداری کا انجام برا ہے شریف شکر گذار ہی ہوتا ہے نہ کہ کینہ پرور۔

احسان کی ایک خصلت برائی کی بہت ساری خصلتوں کو بھلا دیتی ہے کہا گیا ہے کہ سب سے جلد ملنے والی سزا غداری کی سزا ہے۔ جس سے عاجزی کی گئی اس سے معافی مانگی گئی تو اس نے نہ رحم کھایا نہ معاف کیا تو اس نے غداری کی۔

چوہے نے کہا دوست دو قسم کے ہوتے ہیں۔ دل سے دوست مجبوری سے دوست دونوں ہی فائدہ کی تلاش میں رہتے ہیں اور ضرر سے بچتے ہیں خوش دلی سے دوستی کرنے والے سے بے تکلفی برتی جاتی ہے اور ہر حال میں اس سے بے خطر رہا جاتا ہے۔ مجبوری کا دوست تو بعض اوقات اس سے بھی بے تکلفی برتتا ہے، اور بعض اوقات اسی سے بچتا ہے۔ عقلمند اس سے کچھ ڈر اور خوف کی وجہ سے اس کی بعض ضرورت کو اس سے گروی رکھے رہتا ہے۔ میل ملاپ کرنے کی والے کی طرف سے میل ملاپ کا اچھا انجام نہیں ہے مگر نفع عاجل کی طلب اور امید کو پالینا جو عہد میں نے تم سے کیا ہے وہ تمہارے لئے پورا کروں گا اس کے باوجود تم سے احتیاط کرتا ہوں اس وجہ سے کہ تم سے اس کا ڈر ہے کہ تمہاری طرف سے مجھ کو وہ مصیبت آپہونچے جس کے ڈر نے مجھ کو تجھ سے صلح پر مجبور کیا اور تم کو اس کے ماننے پر مجبور کیا جو میں نے پیش کیا ہے۔ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے جو کام کے وقت پر نہ ہو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ میں تمہارے سب جال کاٹ دوں گا مگر ایک گرہ چھوڑ دوں گا جس سے تم کو گروی رکھوں گا اور اس کو اسی وقت کاٹوں گا جس وقت میں تجھ کو اپنے سے غافل محسوس کروں گا جس وقت میں صیاد کو دیکھ لوں گا۔

پھر چوہے نے جال کترنا شروع کیا وہ کتر ہی رہا تھا کہ صیاد آگیا اس سے بلے نے کہا

اب میری جالوں کے کاٹنے سے کترنے کا وقت آگیا ہے چوہے نے کترنے کے لئے اپنی جان مشقت میں ڈال دی جب فارغ ہوا بلا کو دکر صیاد کی دہشت سے پیڑ پر چلا گیا اور کسی بل میں داخل ہو گیا صیاد آیا اپنے کٹے ہوئے جال لے کر ناکام واپس چلا گیا۔ (کلمة ودمنة)

بغداد

حل لغات:۔ اَلْاَکْرَاد۔ کردستان کے باشندے۔ اِسْتَنْقَعَ۔ پانی کا پیلا ہو جانا۔ حَبَّۃٌ۔ دانہ جمع جُبُوبٌ۔ سَرَادِیْبُ واحد سِرْداب۔ تہ خانہ۔ فَطَاحِلُ واحد الفِطْحَلُ فَطَاحِل العلماء بڑے علماء۔ سُوْرٌ۔ شہر پناہ جمع اَسْوَار۔ قَفْرٌ۔ چٹیل میدان۔

سلیس ترجمہ:۔ بغداد عراق کا ایک مشہور شہر ہے شمال میں جس کا عرض ۲۰، ۳۰ ہے اور مشرق میں جس کا طول ۲۵، ۴۰ ہے آستانہ سے مشرق وجنوب کے کنارے پر ۱،۶۰۰ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے دریائے عرب کے کنارے کا پانی جہاں خلیج عجم میں گرتا ہے وہاں سے اس کی دوری ۵۰۰ کلومیٹر ہے اور اس کا احاطہ ۲۵ کلومیٹر ہے اس کے باشندوں کی تعداد ۲۵ لاکھ جن میں عرب ترکی عجم اکراد ھنود، فرنگی ہیں اکثریت مسلمانوں کی ہے جو سنی اور شیعہ میں بٹے ہوئے ہیں ولایت بغداد کی راجدھانی ہے دجلہ کے دونوں کنارے پر واقع عرض ۷۰۰ فٹ اور اس کا ۱/۳ حصہ دجلہ کے دائیں کنارہ پر مغربی جانب اور دوسرا ۲/۳ حصہ بائیں پر مشرقی طرف ہے مشرقی حصہ کو اینٹ کی چہار دیواری گھیرے ہے جس کا اکثر حصہ گر چکا اس کی مسافت چند کلومیٹر ہے اس کے سامنے ایک خندق ہے جس پر کئی ایک برج ہیں، اکثر ٹوٹے ہوئے ہیں اس کا قلعہ اہمیت کا حامل ہے دارالحکومت کے قریب شمالی مغربی حصے پر واقع ہے مشرقی حصہ رصافہ اور مغربی حصہ کرخ سے مشہور ہے اور یہ وہی

کرخ ہے جو منصور کی محل رہائش گاہ تھی اور رصافہ رشید اور اس کے متعلقین کی رہائش گاہ تھی جہاں ایک بہت بڑا محل تھا اس نے اس کا یہ نام رکھا تھا بغداد کے گھر اکثر اینٹ کے بنے ہوتے ہیں اور ایک منزلہ میں ہر گھر کو ایک چہار دیوری گھیرے ہوئے ہے جس کی بلندی ۲۵ فٹ ہے عمارت کی شکل ایک ہے البتہ مالداروں کے گھر کشادہ ہیں اس میں سرائیں قہوہ خانے حمام مساجد جوامع گرجا گھر اور یہودیوں کے عبادت خانے ہیں جامع مسجدوں میں حسین گنبد جن کا باہر سبز رنگا ہے اور اس کے اندر کے حصہ میں ایرانی قالین بچھی ہوتی ہے مشرقی حصے سے نصف فرلانگ پر مسجد امام موسیٰ کاظم ہے اس میں آپ کی مزار اقدس ہے۔

شہر کا جائے وقوع بڑا خوبصورت صاف ستھرا ہے اس کو باغات اور کھجور کے باغات گھیرے دور دور تک چلے گئے ہیں بغداد کی ہوا خشک بے ضرر ہے لیکن دجلہ کے سیلاب کی وجہ سے اس میں پانی اکٹھا ہو جاتا ہے تو اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے موسم سرما میں جب سیلاب زیادہ ہوتا ہے اس سے طاعون ہو جاتا ہے وہاں ایک چرمی وبا ہے میتھی کے دانے کی طرح جو بغداد کے عام باشندوں پر مسلط ہے گرمی میں ہوا بہت گرم ہوتی ہے حتی کہ دن میں تہ خانوں اور رات کو چھتوں پر رہتے ہیں۔ موسم سرما میں سردی سخت پڑتی ہے حتی کہ لوگ گرمی حاصل کرنے کے لئے آگ جلانے کا التزام کرتے ہیں دجلہ کا پانی پیتے ہیں اس کو مٹی کے برتن میں رکھ لیتے ہیں کہ ٹھنڈا رہے کچھ گھروں میں حوض ہیں جن میں پانی آتا ہے ان کا لباس عمامہ اور جبہ ہے عورتیں بہت پردہ رکھتی ہیں ریشمی پہنتی ہیں یمنی چادر کا تہبند غریب عورتیں چغہ پہنتی ہیں شیعہ بہت متعصب ہیں بغداد کے بڑے بڑے لوگ مسافروں سے خوب انسیت رکھتے ہیں البتہ علم کا حال زوال پذیری نہیں ہے مگر شاذ و نادر۔

یہ شہر پہلے بہت شاندار تھا عمارت تجارت رونق میں اس کی بڑی شہرت تھی علم کا چرچا تو ہر

جگہ تھا خصوصاً ہارون رشید اور مامون رشید کے زمانے میں اور مامون رشید نے ایک فلکی درسگاہ بنوائی
یونانی زبان سے فلسفہ کی کتابوں کے نکالنے کا حکم دیا جس کا نتیجہ ہوا کہ بغداد علماء وفضلاء سے چمک
اٹھا ہر علوم کے ماہرین وہاں سے نکلے اس زمانے میں باشندوں کی تعداد بیس لاکھ کے قریب تھی
وہاں دولت عباسیہ نے بڑے بڑے کارخانے اونچے اونچے محل کھڑے کئے دارالخلافت سونے
چاندی جواہرات سے آراستہ تھا بڑی بڑی عمارتیں قیمتی سامانات بے بہا پتھر اور بہترین لباس اتنا
زیادہ اکٹھا کرلیں کہ دوسرے شہر میں ان کی طرح اکٹھا نہ ہوا۔ اور جب خلافت زوال پذیر ہوئی تو
بغداد زوال پذیر ہوگیا ویرانی اور فتنے بہت ہوگئے آگ اور بربادی بہت ہوگئی اس کے عظمت کی
آگ سرد پڑگئی اس کے بزرگی کی دیواریں منہدم ہوگئی مدارس کے نشانات مٹ گئے کارخانوں کے
گنبد ٹوٹ گئے حتی کہ صرف کھنڈرات رہ گئے وہاں سے ادباء علماء فقہاء شعراء محدثین رواۃ حدیث
اطباء منجمین رہنمایان دین وادب کی ایک اچھی خاصی تعداد نکلی ان میں قاضی ابو یوسف امام احمد حنبل،
سری سقطی ابو قاسم جنید بشر حانی خیر السیاح ابن البواب ابونواس خطیب بغدادی وغیرہ ہیں قرن ثانی
عشر ہیں ابن جبیر ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ شہر اگرچہ خلافت عباسیہ کا صدر مقام رہا ہے اس کا
اکثر نشان جاچکا دجلہ کے سوا یہاں ایسی کوئی چیز نہیں تو جاذب نظر ہے۔

قدیم شہر سلفکہ کے اطراف میں آٹھویں صدی عیسوی کے اواسط میں بغداد شہر تعمیر ہوا
خلفائے عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابوجعفر منصور نے بنایا اس کی پیمائش ۱۴۵ھ میں شروع ہوئی اور
۱۴۸ء میں یہ شہر بن کر مکمل ہوگیا۔ اس کو گول بنایا گیا تاکہ بعض بعض سے قریب نہ رہیں اور اس کا نام
مدینۃ السلام رکھا مغربی جانب میں تعمیر شدہ حصے کا نام زوراء بھی رکھا اور بغداد نام رکھنے میں مختلف
اقوال ہیں سب سے خاص بات یہ کہ بغداد کی جگہ میں ایک ایسی بازار تھی جس کا رخ چین کے تجار
کرتے تھے اور نفع کماتے تھے اور کہتے کہ بغ داد یعنی یہ بغ کی دار و دہش ہے اور بغ ان کے بادشاہ کا

نام تھا یہ بھی کہا گیا کہ بغ ایک بت کا نام ہے اور داد اعطی (دیا) کے معنی میں ہے اس کے علاوہ بھی
باتیں ہیں۔ اس میں سات لغتیں ہیں۔ بغداد، بغداذ، مغداذ، مغداز، بغدان، مغدان اور بغدین کا
اضافہ کیا گیا اور کہا گیا بغداد میں ایک گاؤں تھا جس کا نام یہی تھا وہاں ایک بہت بڑا بازار لگتا تھا
وہاں فارس اھواز ودیگر ممالک کے تاجر آتے تھے۔

جب منصور نے شہر کی تعمیر مکمل کی اپنے لوگوں کو جاگیریں دیں تو ان لوگوں نے انہیں آباد
کیا اور انہیں کے ناموں سے موسوم ہوئی ۱۴۹ھ میں منصور نے شہر کی چہار دیواری اور خندق مکمل کی
تمام کاموں سے فارغ ہوکر وہیں سکونت کرلی ۱۵۷ھ میں بادشاہ نے ایک شاہی محل تعمیر کیا جس کا
نام خلد ہے اور بازاروں کو کرخ منتقل کردیا اور جب منصور کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے
لڑکے مہدی کو وصیت کی جو وصیت کی اس میں سے یہ تھا کہ ''اس شہر کا خیال رکھنا اس کے بجائے
دوسرا شہر اختیار کرنے سے بچنا میں نے اس میں تیرے لئے اتنا مال اکٹھا کردیا ہے کہ اگر دس سال
خراج کی آمدنی بند ہوجائے لشکر اخراجات اولاد محلہ فوج کے لئے کافی ہوگا اس وصیت کو یاد رکھو''۔

۴۵۸ھ میں نظام الملک نے ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا جس کا نام نظامیہ رکھا اس میں طلبہ
کی ایک بڑی تعداد اکٹھا ہوگئی اور یہ راستہ بڑا کامیاب رہا۔

خلفائے عباسیہ ابو بویہ ال سلجوق وغیرہ بادشاہوں کے حکومت میں ۶۵۶ء تک باقی رہا تو
جب ۶۵۶ کا زمانہ آیا تو تاتاری اس میں داخل ہوگئے اس پر قبضہ کرلئے وہیں خلیفہ مستعصم باللہ جو
کہ خلفاء عباسیہ کا آخری خلیفہ تھا قتل کرڈالے گئے اسی پر یہ خلافت ختم ہوگئی اور تاتاری اس پر قابض
ہوگئے عثمانیوں کا تسلط ہوا تاتاریوں نے وہاں ایسے اموال ذخائر قیمتی تحفے حاصل کئے جن پر خود
انہیں تعجب ہوا تاتاریوں نے آنے کا سبب اور بغداد پر قبضہ کی وجہ تو ابو الفدا نے سال مذکور کے اول
میں ذکر کیا کہ وزیر موید الدین بن علقمی رافضی تھا اور کرخ والے بھی رافضی تھے۔

جگہ تھا خصوصاً ہارون رشید اور مامون رشید کے زمانے میں اور مامون رشید نے ایک فلکی درسگاہ بنوائی یونانی زبان سے فلسفہ کی کتابوں کے نکالنے کا حکم دیا جس کا نتیجہ ہوا کہ بغداد علماء وفضلاء سے چمک اٹھا ہر علوم کے ماہرین وہاں سے نکلے اس زمانے میں باشندوں کی تعداد بیس لاکھ کے قریب تھی وہاں دولت عباسیہ نے بڑے بڑے کارخانے اونچے اونچے محل کھڑے کئے دارالخلافت سونے چاندی جواہرات سے آراستہ تھا بڑی بڑی عمارتیں قیمتی سامانات بے بہا پتھر اور بہترین لباس اتنا زیادہ اکٹھا کر لیں کہ دوسرے شہر میں ان کی طرح اکٹھا نہ ہوا۔ اور جب خلافت زوال پذیر ہوئی تو بغداد زوال پذیر ہو گیا ویرانی اور فتنے بہت ہو گئے آگ اور بربادی بہت ہو گئی اس کے عظمت کی آگ سرد پڑ گئی اس کے بزرگی کی دیواریں منہدم ہو گئی مدارس کے نشانات مٹ گئے کارخانوں کے گنبد ٹوٹ گئے حتی کہ صرف کھنڈرات رہ گئے وہاں سے ادباء علماء فقہاء شعراء محدثین رواۃ حدیث اطباء منجمین رہنمایان دین وادب کی ایک اچھی خاصی تعداد نکلی ان میں قاضی ابو یوسف امام احمد حنبل، سری سقطی ابو قاسم جنید بشر حانی خیر السیاح ابن البواب ابونواس خطیب بغدادی وغیرہ ہیں قرن ثانی عشر ہیں ابن جبیران کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ شہر اگرچہ خلافت عباسیہ کا صدر مقام رہا ہے اس کا اکثر نشان جا چکا دجلہ کے سوا یہاں ایسی کوئی چیز نہیں تو جاذب نظر ہے۔

قدیم شہر سلفکہ کے اطراف میں آٹھویں صدی عیسوی کے اواسط میں بغداد شہر تعمیر ہوا خلفائے عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور نے بنایا اس کی پیمائش ۱۴۵ھ میں شروع ہوئی اور ۱۴۸ء میں یہ شہر بن کر مکمل ہو گیا۔ اس کو گول بنایا گیا تا کہ بعض بعض سے قریب نہ رہیں اور اس کا نام مدینۃ السلام رکھا مغربی جانب میں تعمیر شدہ حصے کا نام زوراء بھی رکھا اور بغداد نام رکھنے میں مختلف اقوال ہیں سب سے خاص بات یہ کہ بغداد کی جگہ میں ایک ایسی بازار تھی جس کا رخ چین کے تجار کرتے تھے اور نفع کماتے تھے اور کہتے کہ بغ داد یعنی یہ بغ کی وار دہش ہے اور بغ ان کے بادشاہ کا

نام تھا یہ بھی کہا گیا کہ بغ ایک بت کا نام ہے اور داد اعطیٰ (دیا) کے معنی میں ہے اس کے علاوہ بھی باتیں ہیں۔ اس میں سات لغتیں ہیں۔ بغداد، بغداذ، مغذاذ، مغداذ، بغدان، مغدان اور بغدین کا اضافہ کیا گیا اور کہا گیا بغداد میں ایک گاؤں تھا جس کا نام یہی تھا وہاں ایک بہت بڑا بازار لگتا تھا وہاں فارس اھواز ودیگر ممالک کے تاجر آتے تھے۔

جب منصور نے شہر کی تعمیر مکمل کی اپنے لوگوں کو جاگیریں دیں تو ان لوگوں نے انہیں آباد کیا اور انہیں کے ناموں سے موسوم ہوئی ۱۴۹ میں منصور نے شہر کی چہار دیواری اور خندق مکمل کی تمام کاموں سے فارغ ہو کر دہیں سکونت کر لی ۱۵۷ھ میں بادشاہ نے ایک شاہی محل تعمیر کیا جس کا نام خلد ہے اور بازاروں کو کرخ منتقل کر دیا اور جب منصور کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے لڑکے مہدی کو وصیت کی جو وصیت کی اس میں سے یہ تھا کہ ''اس شہر کا خیال رکھنا اس کے بجائے دوسرا شہر اختیار کرنے سے بچنا میں نے اس میں تیرے لئے اتنا مال اکٹھا کر دیا ہے کہ اگر دس سال خراج کی آمدنی بند ہو جائے لشکر اخراجات اولاد محلہ فوج کے لئے کافی ہوگا اس وصیت کو یاد رکھو''۔

۴۵۸ھ میں نظام الملک نے ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا جس کا نام نظامیہ رکھا اس میں طلبہ کی ایک بڑی تعداد اکٹھا ہو گئی اور یہ راستہ بڑا کامیاب رہا۔

خلفائے عباسیہ ابو بویہ ال سلجوق وغیرہ بادشاہوں کے حکومت میں ۶۵۶ء تک باقی رہا تو جب ۶۵۶ کا زمانہ آیا تو تاتاری اس میں داخل ہو گئے اس پر قبضہ کر لئے وہیں خلیفہ مستعصم باللہ جو کہ خلفاء عباسیہ کا آخری خلیفہ تھا قتل کر ڈالے گئے اسی پر یہ خلافت ختم ہو گئی اور تاتاری اس پر قابض ہو گئے عثمانیوں کا تسلط ہوا تاتاریوں نے وہاں ایسے اموال ذخائر قیمتی تحفے حاصل کئے جن پر خود انہیں تعجب ہوا تاتاریوں نے آنے کا سبب اور بغداد پر قبضہ کی وجہ تو ابو الفدا نے سال مذکور کے اول میں ذکر کیا کہ وزیر موید الدین بن علقمی رافضی تھا اور کرخ والے بھی رافضی تھے۔

حسب عادت سنی اور شیعہ کے درمیان لڑائی ہوگئی خلیفہ کے بیٹے ابوبکر اور رکن الدین دوادار نے لشکر کو حکم دیا تو انہوں نے کرخ لوٹ لیا اور عورتوں کی بیہودہ پردہ دری کی یہ کام وزیر پر بڑا گراں گزرا تو اس نے تاتاریوں سے خط وکتابت کر لی اور بغداد کے قبضہ کر لینے پر امید دلائی اور ان کا بادشاہ ہلاکو جو فرات وفتوحات میں مشہور تھا بغداد کے مشرقی حصے پر اترا اباد جو دارالخلافت کے سامنے ایک گاؤں میں اترا ابن علقمی ہلاکو کے پاس گیا اور اپنے لئے اس سے معائدہ لیا پھر لوٹ کر خلیفہ مستعصم کے پاس گیا اور کہا کہ ہلاکو آپ کو خلیفہ رہنے دیگا جیسا کہ اس نے روم کے بادشاہ کے ساتھ کیا وہ چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی کو تمہارے لڑکے ابوبکر کے ساتھ بیاہ دے اور ہلاکو کے پاس جانے کو بہتر بتایا تو مستعصم اپنے اکابر اصحاب کے ایک جماعت کے ساتھ اسکی طرف چلا پھر ایک خیمہ میں اس کو اتارا پھر اس نے فقہا اور ان اہم مرتبہ لوگوں کو بلایا تو وہاں بغداد کے سادات اور مدرسین اکٹھا ہو گئے جن میں ابن جوزی ان کے لڑکے تھے اور اسی طرح تاتاریوں کے پاس ایک جماعت دوسری جماعت کے بعد جاتی رہی اور سب کو قتل کر دیا اکٹھا کر کے تو جب سب کو قتل کر دیا تو پل باندھا تو باجو اور اس کے رفقاء اس کو پار کیے اور بغداد میں تلوار کا استعمال کیا اور دارالخلافت پر حملہ کر دیا اور اس میں جو شرفاء تھے ان کو قتل کر دیا ان کے قتل سے صرف بچے محفوظ رہے تو انہیں قیدی بنا دیا گیا قتل وغارت گری بغداد میں چالیس دن تک رہی پھر امان کا اعلان ہوا۔

حکومت بغداد بابل قدیمہ کے بلد کا نام ہے کچھ حصہ اشور اور مابین النھرین کا ہے وہ کردستان خوزستان جزیرہ اور عراق عربی پر مشتمل ہے طول ۸۹۰ اور عرض ۵۵ کلومیٹر ہے اور پورے رقبہ کی پیمائش ۲۲۲,۲۷۷ کلومیٹر مربع ہے۔ اس کی پہاڑی راستے طوروس کے پہاڑوں سے نکلے ہیں ان میں متعدد نہریں اور نالے بہتے ہیں مشہور نہریں دجلہ فرات اور خابور ہیں نہر کے آس پاس کی زمین زرخیز اور دوسری جگہ بنجر ہیں اس کی پیداوار روئی گیہوں کھجور انگور وغیرہ ہیں اور سلطنت کا مغربی

جانب دور تک چٹیل میدان ہے اور اس میں بدوی قبائل ہیں۔ ☆

(دائرۃ المعارف)

لوگوں کے اقوال

حل لغات:۔ (۱) **الاغراء.** خواہش مند ہونا (۲) **العیّ.** گفتگو میں عاجز جمع **أعیاء.** (۳) **رابی.** سود پر مال دینا۔ (۴) **حوی.** (ض) جمع کرنا (۵) **النائل.** عطیہ داد ودہش (٦) **التخاتل.** باہم ایک دوسرے کو فریب دینا (۷) **الخیفۃ.** ڈرنا (س)۔

سلیس ترجمہ:۔ ۱۔ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ سرکشی اور گمراہی کے خواہاں جبکہ عاقل کو جدا کر دیں۔

۲۔ جب کسی اچھے آدمی کو دیکھتے ہیں تو اس پر کوئی الزام لگاتے ہیں اور کسی برے کو دیکھتے ہیں تو سب اس سے برسرپیکار ہیں۔

۳۔ کوئی آدمی تکلیف سے محفوظ نہیں نہ ہی ان میں غفلت کرنے والا لغزش سے۔

۴۔ اگر ذہین ہے بدمذہبی کا الزام لگائیں گے اور اس کو زندیق کہیں گے اور اس کے بارے میں حیلہ تلاش کیا جائے گا۔

۵۔ اور اگر دیندار ہو بھی بھیڑی کہیں اور کہیں کہ بے عقل اور نکما ہے۔

٦۔ اور اگر خاموش رہے تو کہیں گے عاجزی کا مجسمہ ہے بلکہ جاہل ہے۔

۷۔ اور اگر شر والا ہے تو بربادی ہو اس کی والدہ کو اس کے بات کی نقل کرتا ہے جو شریک محفل ہے۔

۸۔ اور اگر خاندان والا ہے تو کہیں گے کہ مردوں پر فخر کرتا ہے اور وہ جو ختم ہونے والی ہے۔

۹۔ اور اگر مالدار ہو کہیں گے کہ اس کا مال حرام ہے سود لیتا ہے کتنے برے یہ کھانے ہیں۔

۱۰۔ اور اگر مفلس ہو تو ان کے درمیان: لیل بے قدر کمتر ہے کمتر لوگ اس کو حقیر سمجھیں گے۔

۱۱۔ اور اگر مسکین قناعت کرے تو کہیں گے کہ محتاجی اور طبیعت میں بخل کی وجہ سے انگلیوں نے قبضہ جمایا۔

۱۲۔ اور اگر قناعت نہ کرے تو کہیں گے کہ جو اس کو نہ دے اس سے مطالبہ کرتا اور لڑتا ہے۔

۱۳۔ اور اگر مال کمائے تو کہیں گے کہ جو پایہ ہے مقدر سے اس کو حصہ اور بخشش مل گئی۔

۱۴۔ اور اگر سخاوت کرے تو کہیں گے فضول خرچ ہے اگر سخاوت نہ کرے تو بخیل و حریص کہیں گے۔

۱۵۔ اور اگر حج کرے تو کہیں گے کہ اللہ کیلئے نہیں بلکہ ریاکاری ہے جس کو مخلوق نے پیدا کیا ہے۔

۱۶۔ اور لوگ احسان کے منکر دشمن اور حاسد ہیں جن میں دھوکہ بازی واضح ہے۔

۱۷۔ تو حق بات کسی کے کہنے کے ڈر سے نہ چھوڑ و اس لئے کہ جن سے ڈرتے اور بچتے ہو وہ ہونے والی ہے۔ ☆ (کنوز الاجداد) (ابن درید)

اسلامی ہند کی سڑکیں اور ڈاک

حل لغات:۔ (۱) **الصفصاف** بید (واحد) **صُفْصَافَةٌ** (۲) **اعمدة** (واحد) **العماد** ستون (۳) **اکتنف** احاطہ کرنا (۴) **الجصّ** گچ۔ چونا (۵) **القناطر** (واحد) **القنطرة**۔ پل (۶) **المقرعة** کوڑا (۷) **الجَلاجلُ** واحد **الجُلجُل**۔ چھوٹی گھنٹی۔

سلیس ترجمہ:۔ ہندوستان میں مسلم حکمرانوں کی بنائی سڑکیں بہت زیادہ ہیں اور شمار سے باہر ہیں اور یہاں ان میں جو مشہور ترین ہیں ان کا ذکر کریں ان سڑکوں میں سے وہ سڑک ہے جو کہ جو وادی سندھ اور دہلی کے درمیان ہے سندھ کا شہر سیوستان اس کے اور ملتان کے درمیان دس دن کا فاصلہ ہے اور سندھ کے شہروں اور دہلی کے درمیان پچاس دن کی مسافت ہے اور ان میں سے وہ سڑک ہے دہلی اور دولت آباد کے درمیان چالیس دن مسافت پر ہے اور ان کے درمیان کے راستے بید وغیرہ کے درختوں کے گھیرے میں ہیں گویا کہ اس پر چلنے والا شخص باغ میں ہے اور ہر ایک میل میں تین تین چوکیاں ہیں اور وہ ڈاک ہے ہر چوکی میں مسافر کی ضرورتکی تمام چیزیں موجود ہیں گویا کہ مسافر ایسی بازار میں چلتا ہے کہ جس کی مسافت چالیس دن ہے ان میں سے وہ راستہ جو معبر اور کے تلنگ کے شہروں کو جاتا ہے ہر منزل میں شاہی محل اور آنے جانے والوں کی خانقاہ ہے اس راستے میں فقیر کو زادراہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ان میں سے وہ سڑک ہے جو شہر دہلی مالوہ کے علاقوں کے درمیان ہے ان دونوں کے درمیان کی مسافت چوبیس دن ہے ان دونوں کے درمیان راستے پر ستوں میں جن پر میلوں کی تعداد دونوں ستونوں کے مابین نقش ہیں جب مسافر یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اسنے آج کتنا سفر کیا ہے اور منزل یا شہر کا فاصلہ کتنا رہ گیا ہے تو اس کے پاس جاتا اور نقش کو پڑھ لیتا اور اپنے سفر کی مقدار جان لیتا ہے۔

یہ چاروں سڑکیں وہ ہیں جو مدتوں آباد رہیں جس سے عامۃ الناس فائدے اٹھاتے رہے ان کو محمد بن بطوطہ مغربی نے اپنے سفر ہند کے دوران دیکھا ان پر گذرا جیسا ہم نے بیان کیا ویسا ہی ذکر کیا پھر جب سلطنت شیر شاہ سوری کے قبضہ میں آئی اس نے دوسری سڑکوں کی تعمیر کی ان میں سب سے بڑی سڑک وہ ہے جس کو شیر شاہ نے بالنا تا جو کی علی میں تعمیر کیا ہے جو ندھور سے منار

گاؤں تک ایک سو بیس ۱۲۰ میل میں ہے قلعہ سے بنگال کے شہر منار گاؤں تک چار ماہ کی مسافت پر چلی گئی ہے ان میں سے وہ سڑک ہے جو آگرہ سے جودہ اور چتور گڑھ اور آگرہ سے برہان پور تک خاندیس کے شہروں کو ہو کر گئی ہے اور انہیں میں وہ ہے جو لاہور سے ملتان تک کی گئی ہے اور پور تک چلی جاتی ہے جو ان چاروں کو پھلدار درخت گھیرے ہیں اور ان پر ۱۷۰۰ لنگر خانے بنائے اور ہر رباط میں مکانات اور رہائش گاہیں ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہیں رباط کے دروازوں پر پن گھٹ پانی سے بھرا ہوا ہے جن سے پانی پیا جاتا ہے ان میں سے ہر ایک پر ایک برہمن مقرر ہے جو ہندوؤں کو ٹھنڈا پانی پلاتا ہے ان کو غسل کی ضرورت ہو تو گرم پانی دیتا ہے ان کے لئے کھانا تیار کرتا ہے بچھونا بچھاتا ہے جانوروں کیلئے چارہ لاتا ہے جو ان مباطات میں اترتا ہے اس کو کھانا پینا اس کے علاوہ ضرورت کی ہر چیز بلا قیمت دی جاتی ہے ان راستوں میں مسافرین کو زادہ راہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہر رباط میں ایک مسجد جس میں ایک امام اور موذن بادشاہ کے خرچ پر رہتے ہیں ہر رباط میں ایک محافظ دستہ پولیس ان کے ماتحتوں دو دو گھوڑے چوکیوں کے لئے مقرر ہیں۔

پھر جب شیر شاہ کا بیٹا سلیم شاہ بادشاہ ہوا تو اس نے اپنے والد کی بنائی ہوئی کنویں کھدوائے اور ان پر پانی پلانے والے ملازم رکھے اور چوکیوں کے گھوڑے میں اضافہ کیا۔

پھر جب تیمور شاہ اکبر شاہ بادشاہ ہوا تو اس نے سڑکوں کے اصلاح پر توجہ دی ۹۸۱ھ میں آگرہ سے اجمیر تک ہر میل پر کنواں کھودنے کا حکم دیا اور ہر میل پر منارہ بنانے کا حکم دیا پھر جب اس کالڑ کا جہاں گیر بادشاہ ہوا تو اس نے لاہور آگرہ سڑک کے اصلاح پر توجہ دی مذکورہ بالا سڑک پر ہر تین میل پر کنوں کھودوائے اور اس کے دونوں جانب سایہ دار درخت لگوائے اور شاہی جائداد میں شاہی خزانے سے اور امراء کی جاگیروں میں ان کے خرچے سے رباط بنانے کا حکم دیا ہر رباط میں مسجد بنانے اور کنواں کھودنے کا حکم دیا لوگوں نے اس کے حکم کی بجاآوری کی سایہ دار درخت لگائے کنویں

کھودے تقریباً پانچ میل پر رباط بنائیں ۱۰۳۱ھ میں لاہور کشمیر کی سڑکوں کی اصلاح اور ہر ہر منزل پر اونچے اونچے محل بنانے کا حکم دیا اور گیارہ منازل میں گیارہ اونچے محلات تعمیر کی۔

یہ بھی جاننا چاہئے کہ جو کشمیر سے لاہور کا سفر کرنا چاہتا اس کے سامنے تین راستے تھے۔

(۱) پکھلی کا راستہ جس میں ۳۵ منزلیں تھیں اور لاہور و کشمیر کے درمیان کی مسافت اس راستہ سے ایک سو دو میل تھی (۲) تنوج کا راستہ اس میں ۳۳ منزلیں تھیں اور ان دونوں درمیان مسافت ۹۹ میل تھی تیسرا پیر بنجال کا راستہ کشمیر اس راستہ سے ۸۰ میل کی مسافت پر ہے اس کی ۸ منزلیں ہموار زمین پر اور ۱۲ منزلیں پہاڑ کی وادیوں میں اور راستے میں جہانگیر مذکور نے محلوں کی تعمیر کا حکم دیا۔

جب شاہ جہاں جہانگیر کا بیٹا والی سلطنت ہوا سڑکوں کو اصلاح اور رباط کی آبادی کا حکم دیا علی سردان خان نے اس کی حکومت کے زمانے میں ایک بڑی سڑک کشمیر سے راجوری تک تعمیر کی کنویں کھودے چشمے جاری کئے راستہ میں بہت سے رباط تعمیر کئے جن کے آثار ٹھنڈ بہرام پور سوختہ بوشیانہ چاچا سرگ ہیر دیورہ میں پاتے ہیں جب شاہ جہاں کا بیٹا عالمگیر والی سلطنت ہوئے تو انھوں نے اپنے امراء سے امیر کو ۱۰۷۲ھ میں لاہور کشمیر کے درمیان راستہ کی اصلاح کیلئے مقرر کیا اور آگرہ سے اورنگ آباد اور لاہور سے کابل تک سڑکوں کے درست کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ نئے رباط اور سرائے خوب مضبوط اور پختہ گچ چونا اور پختہ اینٹ سے تعمیر کرے اور ان میں کنویں کھودے گئے اور مسجدیں بنائی گئیں اور اس کی ہر منزل پر بڑی بڑی سرائیں آنے جانے والوں کے لئے تیار کی گئیں تاکہ وہ اس میں اتریں بڑی اور اپنے مال اور گھوڑوں کو محفوظ رکھیں اور ان راستوں میں دریاؤں پر بڑے بڑے اور بہت سے پل تعمیر کئے گئے اس میں سونے چاندی کی بڑی دولت خرچ کی۔

ہندوستان میں ڈاک دو قسم کی تھی ایک برید انخیل جس کو ترکی میں اولاق کہتے ہیں وہ یہ کہ

ہر چار میل کی مسافت پر شاہی گھوڑا ہوتا تھا دوسرا برید الرجالة وہ ایک میل کے مسافت پر ہوتا ہے اس کے تین حصے تھے اور اس کو داوۃ کہتے ہیں ۱/۳ میل ہوتا ہے اس کی صورت یہ تھی کہ ہر تین میل پر ایک آباد گاؤں ہوتا ہے اور اس کے باہر تین گنبد ہوتے ان میں مرد کمر کس کر دوڑنے کے لئے تیار بیٹھے رہتے ان میں ہر ایک کے پاس دو گز کی لاٹھی ہوتی اوپری حصے میں تانبے کا جھانجھ ہوتا ڈاکیہ شہر سے باہر نکلتا تو خطوط اپنے اوپر والے ہاتھ میں جھانجھ والی لاٹھی دوسرے ہاتھ میں لئے رہتا اور جب خطوط بہت ہوتے یا کوئی وزنی چیز ہوتی تو ان کو تھیلے میں ڈال دیتا اور تھیلہ لاٹھی میں لٹکا دیتا اس کا ایک سرا ہاتھ میں پکڑتا اور دوسرا جانب کندھے پر اس طرح رکھتا کہ تھیلہ اس کی پیٹھ پر پڑ جائے پھر وہ انتہائی کوشش سے دوڑتا جب جھانجھ کی آواز وہ لوگ سنتے جو گنبد میں ہیں اس کے لئے تیار ہو جاتے۔

جب یہ انکے پاس پہونچتا تو اس کے ہاتھ سے خطوط اور تھیلہ ان میں کا ایک لے لیتا پھر وہ اپنی انتہائی کوشش سے لاٹھی کو ہلاتا ہوا دوڑتا تا آنکہ دوسرے داوۃ تک پہونچ جاتا اس سلسلے کو اسی طرح برابر جاری رکھتے تا آنکہ خط یا تھیلہ وہاں پہونچ جائے جہاں بھیجنے کا ارادہ ہے یہ برید الخیل ہے اس کا ذکر ابن بطوطہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ☆

(حذف المشرق)

میرے والد کا گھر

حل لغات:۔ (۱) **العفریت** شیطان (جمع) **عفاریت** (۲) **المرُبک**۔ پریشان کن (۳) **المواعین** (واحد) **ماعون** گھر کے سامان (۴) **الانانیب**۔ (واحد) **انبوب**۔ پائپ (۵) **الفحم الحجری**۔ پتھر کا کوئلہ (۶) **تندر**۔ مذاق اڑانا (۷) **القدرة الشراعیة**۔ قوت خرید (۸) **طهی**۔ پکانا (۹) **غمر**۔ ڈھانپنا (۱۰) **راقب**۔ نگرانی کرنا۔

سلیس ترجمہ:۔ ہمارا گھر پدرانہ حکومت کے ماتحت تھا باپ تنہا تمام امور کے مالک تھے والدہ ان کے اجازت کے بغیر نہیں نکلتی تھیں نہ لڑکے غروب آفتاب کے بعد ان کے مار کی ڈر سے غائب رہتے تھے گھر کا بجٹ ان کے ہاتھ میں تھا جس طرح جو چاہتے خرچ کرتے تھے وہ ہر چیز میں با اختیار حاکم تھے حتی کہ کیا کھائیں اور کیا نہ کھائیں، انہیں اپنے اولاد کی تعلیم کا شدید احساس تھا وہ انھیں خود پڑھاتے تھے اور مدارس میں ان کی تعلیم کی نگرانی فرماتے اس سلسلے میں لڑکے اور لڑکیاں برابر تھیں اس سلسلے میں خود کو زیادہ حد تک تھکا لیتے حتی کبھی بیمار ہو جاتے اور بیماری کا کوئی خیال نہ کرتے۔

اسباق پڑھانے کیلئے خود پر اعتماد رکھتے لیکن ہمیں انسیت بخشا اور مسرت کے مواقع فراہم کرنا اور ہم سے ہر لطف کی باتیں کرنا اور ان امور کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے نہ ہی انکو وہ واجب سمجھتے ہم پر شفقت فرماتے لیکن اسے وہ چھپاتے اور سخت دلی کو ظاہر کرتے ہاں ہم سے کوئی بیمار ہو جائے یا غائب ہو جاتے یہ شفقت واضح ہو جاتی اوپری منزلہ میں گوشہ نشین کی طرح اپنا تنہا کھاتے تنہا لیٹتے تنہا عبادت کرتے پڑھانے کے علاوہ بہت کم ملاقات کرتے ہماری گفتگو ہمارا مذاق ہمارا کھیل کود والدہ کے ساتھ ہوتا، ہماری ایک نانی تھیں جو پاک دل بڑی دیندار تھیں نورانیت سے چہرہ روشن تھا وہ وقتاً فوقتاً ملنے آتیں رات کو قیام کرتیں ہم ان کے ملاقات اور اچھی بات سے خوش ہو کے عوامی قصے دیہی شہری قصے بھی بہت جانتی تھیں جو نا ختم ہونے والا تھا ہم ان کے گرد حلقہ بنا کر ان کے قصے سنا کرتے تھے تا آنکہ ہم پر نیند کا غلبہ ہو جاتا یہ قصے کبھی خوش کن ہوتے کبھی ڈرانے والے ان میں سے کوئی اس کے متعلق کہ تقدیر حاوی ہوتی ہے اور قسمت کو غلبہ ہوتا ہے کوئی عورتوں کے مکر و فریب کے متعلق ہوتا کوئی بھوتوں اور ان کی سرکشی کے متعلق ہوتا یا شاہ اور بڑے بڑے لوگوں کے متعلق اور ان کا تقدیر کے آگے جھک جانے کے متعلق ہوتا۔

ان قصوں کے درمیان عمدہ عوامی مثالیں اور ایسے جملے آجاتے جس میں قصہ کا خلاصہ الوجود ہوتا اور مقصد ہوتا کبھی بڑے بھائی ہم کو الف لیلہ پڑھ کر سناتے جب فحش اور بے حیائی پر آتے تو تکلف کر کے شرمندہ اور مضطرب ہوتے اور چاہتے کہ اسے چھوڑ کر آگے نکل جائیں اور کبھی زبان پھسل جاتی تو اس کو پڑھ دیتے اور سامعین میں سے کوئی ہنس دیتا میری ماں اور نانی شرمندہ ہو جاتیں تو بھائی اس پریشان کن مقام سے بھاگتے اور پڑھائی بند ہو جاتی۔

ہمارا گھرانہ تمام تر سنجیدہ تھا یہ والد گرامی کی کوشش گوشہ نشینی اور شدت کی وجہ سے تھا۔

گھروں پر ابھی محمہ نے حملہ نہیں کیا تھا خصوصاً ہمارے جیسے متوسط طبقہ کے لوگوں کے گھروں پر پانی جاری نہیں رہتا تھا بھشتی پیٹھ پر مشک لاد کر لاتا اور گھر کے اندر مٹکے میں ڈال دیتا اس سے گھڑے بھرے جاتے برتن دھوئے جاتے جب ایک مشک خالی ہو جاتی دوسری مشک لاتا بھشتی محلہ میں ہمیشہ پانی کی آواز لگاتا رہتا اس کا حساب ہر گھر کیلئے دشوار تھا اس لئے کہ ہفتہ ہفتہ اپنے پانی کی قیمت لیتا کبھی یہ طریقہ اختیار کرتا کبھی جب مشک لاتا تو وہ دروازہ پر ایک خط کھینچ دیتا لیکن بعض شیطان مغالطہ میں ڈال دیتے ایک دو خط مٹا دیتے اس وجہ سے بھشتی کو کوڑی کا طریقہ اختیار کرنا پڑا گھر والے کو بیس کوڑی دیدیتا اور جب مشک لاتا ایک ایک کوڑی لے لیتا جب سب کوڑیاں ختم ہو جاتی گھر والے سے ان کا حساب کر لیتا۔

آخر میں جب میں جوان ہو چکا تھا دیکھا کہ گلی کھودی جاتی ہے پائپ بچھائے جاتے ہیں گھروں میں ٹونٹیاں اور نل فٹ کئے جاتے ہیں دیکھتے ہیں کہ پانی ہمارے قابو میں اور ہمارے بس میں ہے اور بھشتی کی آواز محلہ سے گم ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو آرام دیا کہ لکیر کھینچی جائے یا کوڑیاں تقسیم کی جائیں، اور یہ بات اس طرح کے حال میں قدرتی تھی گھر میں بجلی نہ ہو اس لئے ہم لالٹین سے روشنی حاصل کرتے تھے۔

جو مٹی کے تیل سے جلائی جاتی تھیں میں نے بجلی سے روشنی نہیں لی یہاں تک کہ ایک زمانہ میں دوسرے محلہ چلا گیا تھا جو کہ اونچے معیار سے قریب تھا ہمارا کھانا لکڑی پر پکایا جاتا تھا پھر ہم نے ترقی کیا کوئلہ پتھر کے کوئلہ پر کھانا پکایا پھر آخری ترقی کیا تو اسٹوپ پر کھانا پکایا گھر کے سارے کام کا انتظام ہماری والدہ کیا کرتیں نہ کوئی خادم تھا نہ کوئی خادمہ لیکن جو کام باہر سے انجام پانے والے ہوتے ان میں ان کے لڑکے ان کی مدد کرتے اور اندرونی کاموں میں سب سے بڑی لڑکی مدد کرتی ہمارے ابا جامع ازہر میں مدرس تھے اور مسجد امام شافعی میں امام تھے اور ایک مسجد کے امام تھے اس سے وہ قریب بارہ جنیہ سونے کی حاصل کر لیتے تھے ہم چاندی کے بونڈ نہیں جانتے تھے اور مجھے یاد ہے کہ جب میں ابتدائی مدرسہ میں تھا چاندی کے سکے رائج ہوئے لوگ اس سے ڈرتے اور اس پر لوگوں کو اطمینان نہ تھا مزاحیہ اخبارات نے اس کا مذاق اڑایا یہ کہ سکے لوگوں کے ہاتھ میں پڑھتے نہیں خصوصاً بوڑھوں کے ہاتھ میں کہ وہ صراف کے پاس جلدی سے پہونچتے اور سونے سے بدل لیتے بارہ جنیہ میں [illegible] کام چل جاتا اور ضرورت سے فاضل ہو جاتا ابا اس میں سے پیش آنے والی ضرورت کیلئے بچا سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت خرید آج کے چالیس پچاس کے برابر تھی دس ۱۰/۱۱ انڈے ایک قرمن کے ملتے اور ایک رطل گوشت تین چار قرش کا اور اتنے ہی کا گھی ایک رطل اور اسی طرح دوسری چیزیں اور دوسری یہ بات تھی کہ مطالبہ زندگی محدود تھی ہماری گذر بسر سادہ معمول تھی ہمارا کھانا معتدل تھا اس میں ضروری نہیں کہ چند قسم کے ہوں نہ ہر روز گوشت کھانا ہے اور جو لوگ ہمارے آس پاس بستے تھے ان کی زندگی کا حال ہم نے اپنی زندگی سے بہترین دیکھا کہ اس طرح کا زندگی گذارنے کی طرف نظر کرنے کی بدبختی میں گرفتار ہوں اور نہ سینما تھا نہ تھیٹر لیکن کچھ عرصہ کے لئے ہماری گلی کے دروازہ پر خیمہ کھڑا کیا جاتا جس میں قرۃ جوز کھیلا جاتا اس میں آدھا قرش دیکر جاتا اور یہ سال میں ایک بار یا دو بار ہوتا تھا گھر میں دینی ماحول تھا تو اس لئے میرے باپ نمازوں کو وقت

پرادا کرتے تھے صبح شام قرآن بہت پڑھتے فجر ہوتے ہی نماز پڑھتے ،اور گڑگڑا کر دعا کرنے کیلئے بیدار ہو جاتے تفسیر حدیث بہت پڑھتے موت کو بہت یاد کرتے دنیا کی قیمت اور زینت کو کمتر قرار دیتے نیکوں کے اعمال عادت اور حکایات بیان کرتے زکوہ دیتے اور اس میں اقرباء کو ترجیح دیتے وہ حج کو جاتے اور ماں بھی ان کے ساتھ جاتیں پھر وہ اپنی اولاد کو دینی تربیت دیتے ان کو فجر میں نماز پڑھنے کو جگاتے دوسری نمازوں کے اوقات میں ان کی نگرانی کرتے ان سے پوچھتے کیا اور کب اور کہاں نماز پڑھی اور میری اماں وقت وقت سے نماز پڑھا کرتی تھیں اور ہم سب رمضان شریف کا اہتمام کرتے اور اس کا روزہ رکھتے **حاصل کلام** اگر تم ہمارے گھر کا دروازہ کھولو گے۔

تو اس سے دین کی تیز پھیلی ہوئی خوشبو سونگھو گے اور میں وہ دن میں نہیں بھولوں گا کہ ہمارے محلہ میں ایک شادی کی تقریب ہوئی اس میں بعض حاضرین کو مشروبات پیش کئے گئے دکھا گیا کہ میرا بھائی اس دسترخوان پر بیٹھا ہے جس پر شراب بھی یہ بات والد صاحب کو معلوم ہوگئی اس کو مسلسل اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہوگیا ایک روز میرے پاس قرش کے برابر سکہ تھا میرا ارادہ ہوا کہ سگریٹ بیچنے والے کی دوکان سے ان کو بھنالوں میرے بڑے بھائی نے مجھکو دیکھ لیا مجھ سے پوچھنے لگے اور میری تحقیقات کرنے لگے جسے ڈپٹی متہم کی تحقیقات کرتا ہے ان کو اندیشہ ہوا کہ سگریٹ پینے کیلئے خریدتا ہوگا کیونکہ ہمارے گھر میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ سگریٹ پینے کا دل میں خیال لادے اس کے بعد زمانہ کتنا بدل گیا اپنی زندگی میں میں نے دیکھا کہ باپ کا اختیار و اقتدار ختم ہو رہا ہے اور اس کے بجائے ماں لڑکے اور لڑکیوں کو اختیارات کا دروازہ ہے اور گھر کہ چھوٹا سا پالیمنٹ بن گیا لیکن غیر منظم پارلیمنٹ اور بے ضابط و نا شائستہ نہ اس میں روٹ لئے جاتے نہ اس میں اکثریت حاکم بن جاتی ہے بلکہ خوردانی اس میں بدلتی رہتی ہے کبھی لڑکی یا لڑکا من مانی کرتا ہے کم ہوتا ہے کہ باپ جانے گھر کا بجٹ ایک کشیر کے ہاتھ میں تھا وہ بہت سے کشیروں ہاتھ میں کھلونا بن گیا ہر فرد کی

ضروریات زندگی بہت ہوگئیں طرح طرح کی ہوگی اس کو ایسی ایک رائے نہیں ملی جوان کے درمیان انصاف کرے اور اس کی قیمت کے درمیان موازنہ کرے پس ٹکرا گئیں لڑگئیں اور جھگڑا گئیں اور گھر کی خوشحالی اور اس گھر کو سکون واطمنان مادی تمدن نے گھر پر چڑھائی کردیا بجلی کی روشنی ہے اور ریڈیوں ٹیلیفون گرمی سردی پیدا کرنے کی مشین طرح طرح اور رنگ برنگ کے گھر کے سامان ہیں لیکن کیا گھر کو خوش حالی ان کی زیادتی سے کچھ زیادہ ہوگئی عورت بے پردہ ہے ہماری ماں بہنیں پردہ کے ساتھ رہتی تھیں نہ وہ لوگوں کو دیکھتی تھیں نہ لوگ ان کو دیکھتے تھے مگر پردہ کے اوٹ سے اگر ہمارے دادکر اط سے اٹھتے اور دیکھتے جوان کے زمانہ کے لوگوں کا حال تھا اور آج جو ہمارا حال ہے اس کو دیکھتے تو وہ پاگل ہو جاتے لیکن ہم پر ان حالات کا آنا اس وجہ سے آسان ہوگیا کہ رفتہ رفتہ یہ حالات آتے اور رفتہ رفتہ ہم ان سے مانوس ہوئے ہمارا اس سے تعجب کرنا اور تعجب میں ڈالنا جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا سست پڑ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ باب عجیب سے باب مالوف کی طرف بدلتی جاتی ہے۔ ☆

والدہ کے نام ایک خط

حل لغات:۔(۱) **الأیادی**. جمع الجمع ۔(واحد) **ید**. احسانات (۲) **جل**. بلند ہونا (۳) **الاستخارۃ**. خدا سے خیر اور بھلائی کا خواستگار ہون ۔(۴) **مھموم**. غمگین۔

سلیس ترجمہ:۔ احمد بن تیمیہ کی جانب سے والدۂ سعیدہ کو اللہ تعالیٰ اپنے انعامات سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور ان پر بھرپور اپنا عظیم کرم فرمائے اور اپنی سے ان کو باندیوں اور لوڈیوں سے بنالیں

السلام علیکم ورحمة الله بر کاته

ہم آپ کی طرف اللہ کی حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ حمد کے لائق ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے بندہ اور رسول محمد ﷺ پر جو خاتم النبیین امام المتقین ہیں اور ان کی آل پر درود و سلام نازل فرمائے۔

میرا یہ خط اللہ کی ان عظیم نعمتوں اور احسانات کے سلسلے میں ہے جس پر ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے مزید فضل کی دعا ہے اللہ تعالیٰ کے انعامات جوں جوں بڑھتے اور زیادہ ہوتے ہیں وہ شمار سے بالاتر ہوتے ہیں آپ جانتی ہیں کہ اس وقت میرا قیام ان بلاد میں ضروری کاموں کی وجہ سے ہے جہاں ہم نے ان کو چھوڑا تو دین و دنیا کے کام میں خرابی پیدا ہوگئی بخدا ہم آپ سے دور رہنا پسند نہیں کرتے اگر ہم کو چڑیاں اٹھالیں تو ہم آپ کی طرف چلے آئیں لیکن غائب کا عذر اس کے ساتھ ہوتا ہے ان کاموں کی حقیت سے اگر آپ بھی واقف ہوجائیں تو آپ بھی اسی کو اس وقت پسند فرمائیں گی ایک ماہ قیام وٹھہرنے کا ہمارا پختہ ارادہ نہیں بلکہ روز آنہ اپنے لئے اور آپ کیلئے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کو دعاء کرتے ہیں آپ اس سے ہمارے لئے دعا کریں ہم برتر خدا سے دعاء کرتے ہیں کہ ہمارے لئے اور مسلمانوں کے لئے اس کو انتخاب فرمادیں کہ خیرت وعافیت میں رہتے ہوئے اس میں بھلائی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت رحمت وہدایت کے وہ دروازے کھولدیئے کہ نہ دل میں آتے تھے نہ خیال میں آتے مجھے ہم وقت سفر کی وجہ سے فکرمند ہیں اور اس سے استخارہ کرتے رہتے ہیں **کوئی یہ نہ گمان کرے آپ** کے قرب پر ہم دنیا کی کسی چیز کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ دین کے کاموں میں کسی کو ترجیح نہیں دیتے کہ آپ کے قرب سے زیادہ اہم ہو لیکن یہاں بڑے بڑے کام ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے خاص وعام کے ضرر کا اندیشہ ہے حاضر وہ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا ہے۔

اور مقصود اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی خوب دعاء کرنا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے ہم نہیں جانتے ہیں وہ قدرت والا ہے ہم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی نیک بختی ہے اللہ سے استخارہ کرنا اور اس کا اس پر راضی ہونا جو اس کے لئے اللہ نے مقدر فرمایا ہے اور انسان کی کی بدبختی ہے کہ اس سے استخارہ کرنا چھوڑ دے اس سے ناراض رہے جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے تاجر مسافر ہوتا ہے اور اپنے مال کے برباد ہونے کا خطرہ اس کو ہوتا ہے تو اس کو ضرورت پڑتی کہ مقیم رہے تاکہ اپنا پورا مال لئے ہوئے ہو اور جس میں ہم گرفتار ہیں وہ بیان سے بالاتر ہے نہ کوئی قدرت ہے نہ طاقت مگر اللہ کی توفیق سے آپ کو بہت سلام اور گھر کے تمام چھوٹوں و بڑوں اور اہل واصحاب کو فرداً فرداً سلام ہو۔

الحمد الله رب العالمين وصلى الله على سيد نا محد وآله وصحبه وسلم تسليما

تاثیر قرآن

حل لغات:۔ (۱) **الجامعة العربيه**۔ عربی وحدت (۲) **السريان**۔ یہ آج سکی ہیں (۳) **الا نباط**۔ بدوی قبائل تھے جنھوں نے جنوب فلسطین کو اپنا وطن بنایا (۴) **تمقهقر**۔ الٹے پاؤں پلٹنا۔

سلیس ترجمہ:۔ اس میں بڑی اہم تاثیر ہے یہ تاثیر قرآن کے سوا دوسری امتوں کی دینی کتابوں کو میسر نہیں ہے یہ اس لئے کہ اسی نے فصیح عربی کو لمبی زندگی بخشی لاکھوں کو گرویدہ کردیا کہ اس کو پڑھیں اور سمجھیں اسی نے عربی کو محفوظ رکھا اور عربی عنصر کو دوام بخشا اس لئے کہ اسلام ہر مسلمان پر فرض کرتا ہے کہ اس کو یاد کرے اور اس کو مطالعہ کرے اگر قرآن نہ ہوتا تو عالم عربی کی

مختلف زبانیں ہوتیں اوران کو بولنے والوں کوآپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھنا مشکل ہوتا جیسا کہ سلطنت رومی چلے جانے کے بعد یہی انجام لاطینی زبان کا ہوا اس کے بولنے والے گروہ گروہ جماعت جماعت ہو گئے۔

رومی قوم اور رومی سلطنت مٹ گئی جس طرح کہ اس کے علاوہ قومیں مٹ گئیں جس قومیت ان کی زبان چلے جانے سے جاتی رہی جیسے سریان اور قبطی قوم شام میں اور قبطی قوم مصر میں اوران کی اجتماعیت دین کی وجہ سے محفوظ رہی نہ کہ زبان کی وجہ سے لیکن عربی زبان کوتو قرآن نے محفوظ رکھا اوراس کی وجہ اسلامی قومیں جو شام مصر عراق حجاز عرب زنجبار سوڈان وغیرہ میں بستی ہیں ان کا آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھنا محفوظ ہوا اگر قرآن نہ ہوتا توان میں سے ہر جماعت وہ زبان بولتی ہے کہ دوسری قوم اس کو نہ سمجھتی اسلامی تمدن کے چلے جانے اور اسلامی سلطنت کے پسپا ہونے کے ساتھ ان قوموں کی بربادی اوران کے فنا ہونے یا ان اقوام میں مدغم ہونے کا اندیشہ کیا جاتا ان کا ان پر تسلط ہو جاتا جیسا کہ ان قوموں کا حال ہوا جو اسلام کے بعد عرب کے ساتھ گھل مل گئیں لیکن ان اقوام میں اس وقت بھی اجتماعیت ہے اور دوش بدوش ہیں اس لئے کہ ان کا ایک دوسرے کی بات سمجھنا ایک ہی زبان ہوتا ہے اور وہ ساری قومیں خود کو ایک قوم شمار کرتی ہیں ثبوت کے لئے تم کو وہ لوگ کافی ہیں جو عرب نہیں ہے مگر حفاظت قرآن کی خاطر عربی زبان پڑھتے اور سمجھتے ہیں اگر چہ وہ انتہائی مشرق میں ہوں جیسے ہندستان اور چین یا وسط ایشیاء میں ہوں۔

جیسے ترکستان خراسان اور فارس اس لئے کہ عربی پڑھنے والوں کی تعداد ۲۱ را کیس لاکھ سے زائد ہے اور توریت کو اصلی زبان میں پڑھے لکھے یہودیوں کی ایک قلیل جماعت ہے اور عام یہودی اس کو اپنے ملک کی زبان میں پڑھتے ہیں اور انجیلوں کو ان کی اصلی زبان میں پڑھنے والے تھوڑے سے لوگ ہیں اکثر نصرانی قومیں ترجمہ شدہ زبانوں میں اس کو پڑھتے ہیں لیکن قرآن کو

مسلمان عربی زبان ہی میں پڑھتے ہیں۔

زبان میں اس کی تاثیر کی قبیل سے قرآن کے ماننے والوں کے اخلاق بھی اس کی تاثیر شمار کی جاتی ہے دین کی بنیادی کتابوں میں ہر ایک کتاب کی عام تاثیران کے متبعین میں ظاہر ہوتی ہے اگر چہ ان کے وطن ایک دوسرے سے دور ہوں اور یہ فطری چیز ہے اس وجہ سے کہ تم جانتے ہو کہ عادات کی تاثیر اخلاق وابدان میں ہوتی ہے ہر دین کی کچھ تعلیمات اداب اور سلف کی اس میں ہیں جن کے آثار اس دین والوں کے اخلاق میں ظاہر ہوتے ہیں عیسائی لوگ بہت سے آداب عادات اور اخلاق میں یکساں ہوتے ہیں اور اسی سے وہ دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں ایسے ہی یہودی وغیرہ۔

اس پر تم قرآن کو قیاس کرو بلکہ اس کی تاثیر اس کے سامنے والوں کے اندر غیروں سے زیادہ ہے اس لئے کہ یہ لوگ بچپن ہی میں ہر علم سے پہلے اس کو یاد کرنے کی پابندی کئے جاتے ہیں اوران کے ہر دینی و دنیوی کام میں دخیل اوران کے علاوہ عدالتی قانون روزمرہ کے لین دین اور خانگی حالات کی بنیاد ہے حتی کہ کھانا پینا کپڑا پہنا سونا نہانا اور ہر وہ چیز جس کا استنباط قرآن سے ممکن ہو اوراس کی کوئی مثال قرآن میں پائیں یہ چیز تم انجیل نہ دیکھو گے اناجیل تو صرف آخرت کی بھلائی کے لئے تعلیمی کتابیں ہیں اس میں تم کوئی قانون نہیں پاؤ گے کہ اس میں حکومت کا ذکر رہے گا اور نہ اس میں شخصی احوال کا تذکرہ ہوگا یا اس طرح کی اور کوئی دوسری چیز پاؤ گے مگر تبعاً اور اس میں تاویل کی ضرورت پڑے گی قرآن کے ماننے والوں کے اخلاق اور گھریلو اور روزمرہ کے معاملات میں قرآن کی تاثیران کی عقل طبیعت اور سمجھ میں تاثیر سے خالی نہ ہوگی اگر چہ وہ دین اور علوم دین سے دور ہوں اپنی قرآنی یا اسلامی رنگ مسلمانوں کی تصنیفات میں رہنا ہے اگر چہ فلسفہ یا طب یا فلکیات یا حساب اس کے سوا علوم ریاضیہ یا طبیعہ میں انکی تصنیف ہو چہ جائے کہ علوم

اسلامیہ شرعیہ اور لسانیہ اور تاریخ و ادب ہوں۔

حاصل کلام قرآن جو تاثیر عربی زبان کے آداب میں ہیں اس جیسی تاثیر کسی دینی کتاب کو دوسری زبان میں حاصل نہیں ہے۔ ☆ (تاریخ آداب الالغتہ العربیۃ مجرجی زیدان)

شرافت اور سرداری

حل لغات:۔ (۱) **الضیم**۔ ظلم (جمع) **ضیوم** (۲) **تسامی**۔ باہم فخر کرنا (۳) **الظبیة** دھار (جمع) **ظبی** (۴) **الغرة**۔ گھوڑے کے پیشانی چمک **غرر** (۵) **الحجل**۔ گھوڑے کے پیر کی چمک (جمع) **حجول**۔

سلیس ترجمہ:۔ (۱) جب آدمی کی آبرو میں کمینگی کا میل نہ لگا ہو تو ہر چادر کو وہ اوڑھ لے خوبصورت ہے۔

(۲) اگر نفس پر وہ ظلم نہ لادے تو اچھی تعریف کی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔

(۳) (بیوی) ہم کو عار دلاتی ہے کہ ہماری تعداد کم ہیں میں نے اس سے کہا کہ شرفاء تھوڑے ہیں ہی۔

(۴) جس قوم کے باقی ماندہ ہمارے جیسے ہوں وہ کم نہیں جوان اور ادھیڑ بالغوں میں مقابلہ کرتے ہیں۔

(۵) ہم کو یہ مضر نہیں ہے کہ ہم تھوڑے ہیں اور ہمارا پڑوسی عزت کے ساتھ ہے اور بہتوں کے پڑوسی ذلیل ہیں۔

(۶) ہم وہ لوگ ہیں کہ قتل ہو جانے کو عار نہیں سمجھتے جب، کہ قبیلۂ عامر اور سلول یہ سمجھتے ہیں۔

(۷) موت کی محبت موت کے وقت کو ہم سے قریب کرتی ہیں ان کو ان کی موتیں ناپسند کرتی ہیں۔

(۸) ہم میں کا کوئی سردار اپنی موت نہیں مرا اور ہمارا قتل جہاں بھی ہوا اس کا خون رائیگاں نہیں جاتا۔

(۹) ہماری جانیں تلواروں کی دھار پر بہتی ہیں دھاروں کے سوا پر نہیں بہتیں ہیں۔

(۱۰) بہترین پستوں کے جانب ہم چڑھ گئے اور نزول نے ہم کو ایک وقت پر بہترین شکموں میں اتار دیا۔

(۱۱) ہم بدلی کے پانی کی طرح ہیں ہماری اصل میں نہ کوئی نکما ہے نہ ہم میں کوئی بخیل شمار کیا جاتا ہے۔

(۱۲) جب ہمارا کوئی سردار گزر گیا اس کا کرنے والا کہنے والا سردار جو شرفا نے کہا ہے کھڑا ہو گیا۔

(۱۳) اور نہ ہماری آگ بجھائی گئی رات کو آنے والے کے آگے نہ مہمانوں میں کسی مہمان نے ہماری برائی کی۔

(۱۴) ہماری لڑائیاں مشہور ہیں ہمارے دشمنوں میں ان کو خاص امتیاز حاصل ہے۔

(۱۵) اے بیگم لوگوں سے ہم کو اور ان کو پوچھ لو اس لئے کہ جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعزیتی کلمات

حل لغات: [illegible] مل جانا۔ جَبُنَ۔ بزدل

[illegible]

سلیس ترجمہ: ۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح قبض کر لی گئی ان کو ایک کپڑے [illegible] رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دن [illegible] انا للہ پڑھتے ہوئے [illegible] آپ سب لوگوں میں [illegible] رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے میں بڑھ [illegible] والے اہل اسلام پر [illegible] رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

[illegible] رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اور مسلمانوں کی طرف [illegible] جب لوگوں نے بخل [illegible] جس وقت لوگ بیٹھ گئے اللہ [illegible] صدق به فرمایا تو [illegible] تھے۔

[illegible] آپ میں بزدلی نہ

پیدا ہوئی۔ آپ پہاڑ کی طرح رہے کہ آندھی اس کو نہ ہلائے نہ تیز ہوا، اس کو اس کی جگہ سے ہٹائی آپ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسم میں ضعیف اور اللہ کے کام میں طاقتور خود کے لئے متواضع اللہ کے نزدیک عظمت والے زمیں میں قلیل مومنین کے نزدیک کثیر تھے کسی کے لئے آپ کے پاس لالچ نہ تھی نہ کسی کے لئے آپ کے یہاں نرمی تھی۔ قوی آپ کے یہاں کمزور تھا تا کہ آپ اس سے حق لے لیں اور کمزور آپ کے نزدیک قوی تھا تا آنکہ آپ اس کا حق لے لیں اللہ تعالیٰ آپ کے ثواب سے ہم کو محروم نہ کرے نہ آپ کے بعد ہم گمراہ کرے۔

اسلامی تہذیب وتمدن

حل لغات: ۔ المُمَاحَکَۃَ فَلَانًا۔ جھگڑا کرنا۔ فَذَّۃٌ منفرد واحد افذاذ۔ لَحْمَۃٌ ٹکڑا۔ المَدَنِیَّۃُ۔ تہذیب وتمدن۔

سلیس ترجمہ: ۔ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اسلام خاص تہذیب کی تاسیس نہ کر سکا تو یہ دعوی اور اس پر اپنے حال حاضری سے استدلال ایک بے بنیاد بات ہے کے جس کو بعض دشمنان اسلام نے باہر سے اور منکرین اسلام نے اندر سے ملمع کر کے پیش کیا ہے۔ پہلی قسم کے لوگوں نے اس لئے کہ مسلمانوں کو یورپ کے رنگ میں رنگ دیں اور دوسری قسم کے لوگوں نے اس لئے کہ اسلامی دنیا میں الحاد کی تخم ریزی کریں۔

پس اخیر صدیوں میں مسلمانوں کی قدامت پسندی شریعت کی بنیاد پر نہ تھی بلکہ شریعت سے ناواقفیت یا احکام شریعت کا اجراکما ینبغی نہ کرنے سے تھا اور جب شریعت ٹھیک طور پر چل رہی تھی تو اسلام کی عظمت وعزت تھی۔

اسلام کی تہذیب کا مسئلہ اس لائق نہیں ہے کہ اس میں جھگڑا جائے اس لئے کہ یورپ کی ہر جماعت کے پاس خواہ جرمنی ہو یا فرانس یا انگریز یا اٹلی کی قوم ہو اسلامی تہذیب میں بیشمار ان کی تصنیف ہے یہی اسلامی تہذیب وہ مشہور تہذیب ہے جو تاریخ عالم کی زینت ہے جس کی خیرہ کن قدیم عمارتوں سے اس کا ہمیشہ باقی رہنے والا ریکارڈ ہے۔

بغداد منصور رشید اور مامون کے دور خلافت میں عمارت کا اہتمام تمدن کی فراوانی اور انتہائی خوشحالی اور ثروت میں وہاں پہونچا تھا کوئی شہر اس سے نہ وہاں پہونچا نہ اس کے بعد اس زمانہ تک کوئی شہر پہونچا یہاں تک کہ اس کے باشندوں کی تعداد ۲۵ لاکھ پہونچ گئی اور بصرہ دوسرے درجہ میں تھا اس کے باشندے ۵۰؍ لاکھ تھے۔

دمشق، قاہرہ، حلب، سمرقند، اصفہان اور بلاد اسلام کے بیشتر شہر آبادیات کی فراوانی عمارات کی درازی یا باشندوں کی خوش حالی، علم معرفت کا انتشار اور لٹکی ہوئی شاخوں والے فنون کے جڑ پکڑنے میں پورے نمونہ ہیں اور وہاں تک پہونچے ہیں کہ قیاس کی رسائی وہاں تک مشکل ہے۔

قیروان، فاس تلمسان اور مراکش مغرب میں یہ سب اس سے اعلیٰ وارفع ہیں کہ یورپ کے شہروں میں سے کوئی ان کا مقابل ومشابہ ومکاثر ہو یہاں تک کہ اس اخیر صدی میں بھی قرطبہ یورپ میں ایک یکتا شہر تھا کوئی اس کے مقابل نہ تھا اس کے باشندوں کی تعداد ڈیڑھ میلون کے قریب تھی اور اس میں سات سو جامع مسجدیں تھیں اس بڑی مسجد کے سوا کہ جب میں نے اس گرمی میں اس کی زیارت کیا جو انجینئر اسپین کی حکومت کی جانب سے میرے ساتھ تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ وہ اپنی پیائش کے لحاظ سے بچاس ہزار مصلی کی اندر کے گنجائش رکھتا ہے اور تیس (۳۰) ہزار مصلی کی اس کا صحن تو ان کی مجموعی تعداد جو اس مسجد عجیب میں سمائے ہیں اسی (۸۰) ہزار مصلی ہوتے تھے۔

جب ہم قصر زہرا کے آثار کی طرف گئے تو اس کو ایک شہر کے آثار دیکھے نہ ایک محل کے اور ہم کو معلوم ہوا کہ یہ محل طول میں نو سو میٹر کی مسافت چلا تا ہے اور عرض میں آٹھ سو میٹر اور اسپینی لوگ اسے ''مدینۃ الزہرا'' کہتے ہیں۔ اور مجھ سے ان انجینئروں نے جو قدیم آثار کھودنے پر مقرر تھے بتایا کہ وہ امید کرتے ہیں کہ ان سب کو معلوم کرنے تک رسائی آج سے پچاس سال تک کی مدت میں ہوگی اور تم کو یہ کافی ہے کہ غرناطہ جو مسلمانوں کے آخری دور میں اندلس کے اندر ایک چھوٹی سلطنت کا پایۂ تخت تھا پندرہویں صدی عیسوی میں یورپ میں کوئی شہر اس کے مانند یا اس کے لگ بھگ نہ تھا اور جس وقت اس کا سقوط اسپیوں کے ہاتھ ہوا اور اس کے باشندوں کی تعداد ۵ لاکھ تھی اور اس وقت یورپ کا کوئی پایۂ تخت ایسا نہ تھا کہ اس کی آدھی تعداد پر مشتمل ہو اور غرناطہ کا قصر حمراء تو آج تک ہمیشہ نادر روزگار رہا یہ ٹکڑے جو اسلامی تمدن کے کارنامے اور اس کے زمانے کی روشن یادگار کو بتاتا ہے ورنہ اگر ہم ان تمام کا استقصاء کریں جو دنیا میں عجیب وغریب اپنے نشان مسلمانوں نے چھوڑے ہیں اس کی گنجائش بہت سی تہ بہ تہ جلدیں نہیں رکھتی ہیں۔

پھر ہم یہی جانتے ہیں کے دنیا کی کوئی تہذیب وہ اگلی تہذیبوں سے نکلی ہے اور ان آرا کے آثار ہیں جس میں سلسلۂ انسانیت مشترک ہے اور ان عقول کے نتیجے ہیں جن کی اصلیں مختلف تھیں اور مختلف عقلوں کی پیداوار ہے۔

بہر حال کوئی منکر اس کا انکار نہیں کرسکتا ہے کہ دنیا میں اسلام کا بڑا دور دورہ تھا فتوحات ہیں خواہ وہ روحانی یا عقلی یا مادی ہوں یہ فتوحات ایک دور میں جو اسی (۸۰) سال سے زیادہ نہ ہوگا سب اکٹھی تھیں اس پر سب متفق ہیں کہ یہ سب کسی کے لئے اس سے پہلے اکٹھی نہ تھیں نابلیون اول تاریخ اسلام سے متحیر ہوکر کہتا ہے کہ عرب نے دنیا کو صرف نصف صدی میں فتح کرلیا قارئین ذرا سوچیں کہ یہ بات نپولین کہہ رہا ہے جس کی نظر میں بڑی سی بڑی فتوحات کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ ☆

(حاضر العالم الاسلامی ج۱)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

حل لغات:۔ نَبش۔ کھودنا۔ السُفرَۃ۔ دسترخوان۔ تَنَفس۔ سانس لینا۔ السّجنُ۔ جیل۔ ج سجون۔

سلیس ترجمہ:۔ خزاز ریشمی کپڑے کے تاجر تھے خز ریشم کی تجارت کرتے۔ تھے ان کے دادا رومی کابل کے باشندے تھے کہا گیا ہے کہ بابل کے کوئی کہتا ہے کہ انبار کے کوئی کہتا ہے نسا کے کوئی کہتا ہے ترمذ کے ابوحنیفہ نے چار صحابہ کو پایا ہے رضی اللہ عنہم انس ابن مالک عبداللہ ابن ابی اوفی کو کوفہ میں سہل ابن سعد ساعدی کو مدینہ میں اور ابوطفیل عامر ابن واثلہ کو مکہ میں اور عالم باعمل عابد وزاہد متقی پرہیزگار بہت عاجزی کرنے والے خدا سے تضرع وآہ وزاری کرنے والے ان کو خلیفہ ابوجعفر منصور نے کوفہ سے بغداد منتقل کر دیا اس نے چاہا کہ ان کو عہدۂ قضاء پر متمکن کرے انہوں نے انکار کر دیا خلیفہ قسم کھالیا کہ ان کو یہ کرنا ہوگا انہوں نے قسم کھائی کہ ہرگز نہیں کریں گے اور کہا میں قاضی ہونے کے لائق نہیں ہوں ربیع ابن یونس حاجب نے کہا کہ آپ نہیں دیکھتے ہیں امیر المومنین کہ قسم کھا رہے ہیں ابوحنیفہ نے فرمایا، امیر المومنین کو اپنی قسم کے کفارہ پر قدرت میری قدرت سے زیادہ ہے خلیفہ نے فوراً ان کو قید کرنے کا حکم دیا ابوحنیفہ خود بصورت اچھے ہمنشیں بہت سخی اپنے دوستوں کے ساتھ خوب غم خواری کرنے والے مردوں میں میانہ قد تھے کہا گیا ہے کہ لمبے تھے گندم گونی غالب تھی بات سب سے اچھی اور بول چال میں شیریں زبان تھے خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابوحنیفہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کو کھود کر نکال رہے

ہیں تو ایک آدمی ابن سیرین کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی تعبیر پوچھے انہوں نے فرمایا کہ خواب کا دیکھنے والا علم کرید کر نکالے گا کہ اس علم تک رسائی کسی کی اس سے پہلے نہیں ہوئی ہے امام شافعی نے کہا کہ امام مالک سے کہا گیا ہے کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا کہا ہاں ایسا آدمی دیکھا کہ اگر تم اس سے اس ستون کے بارے میں بات کرتے تو وہ اس کو سونا ثابت کر دیں دلیل قائم کر دیتے حرملہ ابن یحیٰ امام شافعی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ لوگ ان پانچوں کے خوشہ چیں ہیں جو فقہ میں تبحر ہونا چاہے گا تو وہ ابوحنیفہ کا خوشہ چیں ہوگا ابوحنیفہ ان میں تھے جن کو فقہ بخش دی گئی تھی اور شعر میں جو وسیع العلم ہونا چاہے تو زہیر ابن ابی سلمٰی کی خوشہ چینی کرے اور فن مغازی میں جو تبحر ہونا چاہے تو محمد ابن اسحاق کا خوشہ چیں ہو جائے اور جو نحو میں تبحر ہونے کا خواہشمند ہو تو کسائی کا خوشہ چیں ہو جائے اور تفسیر میں تبحر بننا چاہے مقاتل بن سلیمان کا خوشہ چیں ہو۔

جعفر ابن ربیع نے کہا کہ ابوحنیفہ کی خدمت میں پانچ سال رہا ان سے زیادہ دیر تک خاموش رہنے والا نہیں دیکھا اور جب ان سے فقہ کا سوال کیا جاتا تو کھل جاتے اور سیلاب کی طرح بہتے میں نے ان کی گرج اور بلند آوازی کلام میں سنی ہے قیاس میں وہ امام تھے۔

ابن مبارک نے کہا کہ میں نے ابوحنیفہ کو مکہ کے راستہ میں دیکھا جب لوگوں نے فربہ بچھڑا بھنا تھا اور ان کی خواہش تھی کہ اس کو سرکہ سے کھائیں انہوں نے کوئی چیز نہیں پائی جس میں سرکہ اونڈیلیں دیں پس پریشان ہوئے میں نے ابوحنیفہ کو دیکھا کہ انہوں نے ریت میں ایک گڑھا کر دیا اور دسترخوان اس پر بچھا دیا اور سرکہ اس پر بہایا لوگوں نے بھنا ہوا گوشت سرکہ سے کھایا اور کہا آپ ہر چیز خوبی سے کر دیتے ہیں کہا کہ شکر ادا کرو یہ چیز میرے دل میں تمہارے لئے ڈالی گئی یہ اللہ کا فضل ہے تم پر اور عبداللہ ابن مبارک نے یہ بھی کہا کہ میں نے سفیانَ ثوری سے کہا اے خدا کے بندے

ابوحنیفہ غیبت سے کس قدر دور رہتے ہیں میں نے کبھی ان کو اپنے دشمن کی غیبت کرتے نہیں سنا انہوں نے کہا وہ اس سے ہوشیار رہتے ہیں کہ اپنی نیکیوں پر وہ چیز مسلط کر دیں جو ان کو ختم کر دے ابو یوسف نے کہا کہ ابوجعفر منصور نے ابوحنیفہ کو بلایا منصور کا وزیر ربیع ابوحنیفہ سے دشمنی کرتا تھا اس نے کہا یہ ابوحنیفہ آپ کے دادا کی مخالفت کرتا ہے عبداللہ ابن عباس قائل تھے کہ جب کسی چیز پر قسم کھائی جائے اور اس کے ایک دو دن بعد استثناء کیا جائے تو استثناء جائز ہے ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ استثناء اسی وقت جائز ہوگا جب قسم سے متصل ہو ابوحنیفہ نے کہا اے امیر المومنین ربیع کہتا ہے کہ آپ کی بیعت آپ کی فوج کی گردنوں پر باقی نہیں ہے اس نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا آپ کے سامنے قسم کھائیں گے اور گھر جا کر استثناء کر لیں گے تو ان پر قسم نہ رہ جائے گی منصور ہنسا اور کہا اے ربیع تم ابوحنیفہ کے پیچھے مت پڑو جب ابوحنیفہ باہر نکلے تو ان سے ربیع نے کہا آپ نے چاہا تھا کہ میری جان چلی جائے میں نے تم کو بچایا ابوالعباس موسی ابوحنیفہ کے بارے میں بری رائے رکھتا تھا اور ابوحنیفہ اس کو جانتے تھے ابوحنیفہ منصور کے پاس گئے بہت سے لوگ تھے طوسی نے کہا میں آج ابوحنیفہ کو قتل کروں گا ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے ابوحنیفہ امیر المومنین آدمی کو بلائیں اور کسی مرد کی گردن مارنے کا اس کو حکم دیں وہ نہیں جانتا کہ وہ شخص کیسا ہے کیا وہ اس کی جان مار سکتا ہے انہوں نے کہا اے ابوالعباس امیر المومنین حق کا حکم دیتا ہے یا ناحق کا اس نے کہا حق کا تو کہا حق جہاں بھی ہو نافذ کرو اور اس کے بارے میں مت پوچھو پھر ابوحنیفہ نے کہا جو ان کے پاس تھا کہ وہ ان کو باندھنا چاہتا تھا تو میں نے اس کو باندھ دیا یزید بن کیت نے کہا کہ ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے علی بن حسین موذن نے ایک رات ہم کو عشاء کی نماز پڑھانے میں سورہ اذا زلزلت پڑھی اور ابوحنیفہ ان کے پیچھے تھے جب نماز ختم ہوگئی لوگ چلے گئے ابوحنیفہ کو دیکھا کہ وہ بیٹھے سوچتے ہیں

سانس لے رہے ہیں میں نے کہا میں چلا جاؤں ان کا دل میرے ساتھ نہ لگا رہے جب میں نکلنے لگا لالٹین کو جلتی چھوڑ دیا اس میں تھوڑا ہی روغن تھا پھر میں اس وقت آیا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی ریش ہاتھ میں پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے ہے وہ کہ ذرہ برابر بھلائی کا بدلہ بھلائی دے گا۔ وہ کہ ذرہ برابر برائی کا بدلہ برائی دے گا اپنے بندہ نعمان کو آگ سے اور اس برائی سے جو اس کے قریب کرے بچائے اور اپنی وسیع رحمت میں داخل فرمائے میں نے اذان دی لالٹین جل رہی تھی وہ کھڑے تھے جب میں اندر گیا کہا قندیل لینے آئے ہو میں نے کہا نماز فجر کی اذان ہو چکی ہے فرمایا جو تم نے دیکھا اس کو پردہ میں رکھنا دو رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ گئے نماز کی اقامت ہوئی ہمارے ساتھ فجر کی نماز اول لیل کے وضو سے پڑھی اسد بن عمرو نے کہا کہ جو بات ان کی محفوظ کی گئی ہے یہ ہے کہ چالس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی رات کو عام طور سے پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھتے تھے رات میں ان کا رونا سن کر پڑوسی ان پر رحم کھاتے تھے ان سے یہ بھی محفوظ کیا گیا ہے کہ جس جگہ پر ان کی وفات ہوئی وہاں پر سات ہزار ختم قرآن کیا تھا۔

ابوحنیفہ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور کہا گیا ہے کہ ۶۱ھ میں ہوئی اول اصح ہے اور ان کی وفات رجب ۱۵۰ھ یا شعبان میں ہوئی اول اصح ہے ان کی وفات بغداد کے اندر جیل خانہ میں اس وجہ سے ہوئی کہ ان سے کہا گیا عہدۂ قضاء قبول کر لیں اور انہوں نے قبول نہیں کیا اور یہی صحیح ہے اور کہا گیا ہے کہ جیل خانہ میں انتقال نہیں ہوا کہا گیا کہ جس دن امام شافعی کی ولادت ہوئی اسی دن ان کی وفات ہوئی اور خیزراں کے قبرستان میں دفن کئے گئے اور ان کی قبر وہاں مشہور ہے۔ ☆

(وفیاۃ الأعیان)

بلند پروازی

حل لغات: ـ تَعَسَ. (ف،س) ہلاک ہونا۔ الالحاف۔ سوال میں اصرار کرنا۔ البَسِیْطَۃُ۔ زمین۔ عَاقَ (ض،س) ناپسند کرنا۔ الصافی، بہت۔ الصورام (واحد الصارم) تیز تلوار۔ الحلف جز والا ینفک ج احلاف۔

سلیس ترجمہ: ـ میرے غیر کو سخت کام قبر میں دفن کر دیتا ہے اور وہ کامل شریعت آدمی کی خصلتوں سے الگ ہو جاتا ہے (۲) میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی دوستی جو نا انصافی اور سختی کے وقت مستقل نہ رہے۔

(۳) حریص بد بخت اور کم ہے جو اصرار کے ساتھ مانگنے کے بدلے پاتا ہے (۴) غنی وہ ہے بذات خود غنی ہو اگر چہ وہ برہنہ پا ہو اور شانہ کھلا رہے (۵) پوری دنیا کی چیز کافی نہیں ہے اور اگر قناعت اختیار کرد تھوڑی سی چیز کافی ہے (٦) میری جوانمردی مردانگی قناعت پاک دامنی حریص کی طمع کو مکروہ گردانتی ہے۔

(۷) نہ عمدہ گھوڑوں کی کثرت میرے شرف کو زیادہ کرتی ہے اور اونچے کی کثیر تعداد

(۸) میرے گھوڑے اگر چہ قلیل ہیں ان کا نفع کثیر ہے تلواروں اور ان نیزوں کے درمیان جن سے بہت خون ٹپکتا ہے۔

(۹) میرے کارنامے ستاروں کی تعداد میں ہیں میرا گھر شرفاء کا ٹھکانا ہے اور مہمانوں کی منزل

(۱۰) گردش زمانے کیلئے میں سامان مہیا نہیں رکھتا ہوں گویا کہ اس کے حوادث میرے حلیف ہیں۔

(۱۱) اسی وقت سے کہ جب میں نوجوان تھا چند خصلتوں سے معروف و مشہور ہوں اور ان جیسی خصلتوں سے میرے اسلاف بھی معروف تھے۔☆☆☆

کذب

حل لغات: ـ الفُضُولُ بقایا الخلیط ج خُلَطَاء ساتھی المجیر دوست ج مُجَرَاءَ۔ التَهَمْهُمْ. آہستہ سے بات کرنا اَلطَرَفَ تحفہ دینا النَّخاس (غلام فروش)

سلیس ترجمہ: ـ زبان کا جھوٹ دل کے جھوٹ کا فضلہ ہے چھوٹے کی دوستی سے بے خوف مطمئن نہ ہو اس کی وفاداری پر اعتماد نہ کرو۔ اس کی طرف سے بالکل بھاگ تیرے ہم عمر اور خلط ملط نہ رہنے والوں میں سب سے زیادہ اندیشہ ناک میں تیرے لئے جانتا ہوں کہ جھوٹا آدمی ہے حکمانے جھوٹ کی تعریف واقع کے خلاف بات سے کی ہے شاید کی وہ اس تعریف میں اس کی حقیقت عرفی سے ہٹ گئے اگر چہ وہ چاہتے تو کذب قول پر کذب فعل کا اضافہ کر دیتے عقل کو گمراہ کرنے خواہشوں کے ساتھ کھیلنے کے حق کو چھوڑنے اور اس پر باطل کو غالب کرنے میں کذب قول اور کذب فعل کے درمیان کو فرق نہیں ہے۔

وہ آدمی جو جھوٹ بولے کہے کہ میں ثقہ امانت دار ہوں نہ خیانت کروں گا نہ بد عہدی کروں گا مجھ کو کچھ مال قرض دیدے وہ تم کو واپس کر دوں گا پھر وہ تم کو وہ واپس نہ کرے اور پست آواز سے تسبیح پڑھتا ہو تسبیح لئے ہوئے تیرے پاس آوے امانت داری اور وفادار ایسے اس کی زبان تو خاموش ہے مگر اس کی تسبیح اسکو بولتی ہے تو یہ تم کو دھوکہ دے گا جیسا کہ پہلی بار اس نے دھوکہ دیا تو ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے بلکہ فعل کا جھوٹا تم کو ہزار بار دھوکہ دے سکتا ہے اس سے پہلے

کہ بات کا جھوٹا تم کو ایک بار دھوکہ دیگا اس لئے کہ وہ زبان سے بولی جھوٹی بات پر قناعت نہیں کرتا ہے تا آنکہ اپنا معاملہ پر اپنی تمام حرکات وسکنات جھوٹی دلیل قائم کرتا ہے جھوٹ ایسی چیز نہیں کہ اس کو حقیر سمجھا جائے وہ برائیوں اور گھٹیا درجہ کی خصلتوں کا سردار ہے گویا کی وہ جڑ ہے اور رذائل اس کی شاخیں ہیں بلکہ وہ خود رذائل ہے اور مختلف شکل میں آتا ہے اور نوع بنوع صورت میں متشکل ہوتا ہے۔

منافق جھوٹا ہے اس لئے کہ وہ زبان سے جو بولتا ہے اس کے دل میں نہیں ہے منکر جھوٹا ہے اس لئے کہ وہ اپنے لئے اس درجے کا دعویٰ کرتا ہے جو اس کا درجہ نہیں فاسق جھوٹا ہے اس لئے کہ وہ ایمان کا دعویٰ میں جھوٹ بولا اور جس کا اللہ سے عہد کیا اس نے اس کو توڑا چغل خور جھوٹا ہے۔

اس فتنہ گری میں وہ اللہ سے نہیں ڈرا کہ اپنی چغلی میں سچ کی جستجو کرتا ہے چاپلوس جھوٹا ہے اس لئے کہ وہ ظاہر میں تم کو نفع پہنچاتا ہے اور اندر تم کو ڈستا ہے جھوٹ کا معاملہ لوگوں پر آسان ہو گیا ہے سچے آدمی کو پاتے ہو اس کا کام لوگوں پر پیش کرتے ہو اس بات کو بطور تحفہ ان کے سامنے رکھتے ہو تو گویا تم عجائب المخلوقات پیش کرتے ہو اور خوارق عادات بیان کرتے ہو۔

اور خرابی ہے سچے کو اس بے خیر زندگی سے کہ اس میں وہ سچی واقعیت نہ پائے اور خرابی ہے اس کے لئے اس دوست سے کہ عہد و پیان میں خیانت کرے اور رفیق سے کہ جھوٹی دوستی کرے اور امانت سے خالی مشیر سے اور جاہل سے کہ راز کو فاش کردے اور عالم سے کہ بات کو اس کے محل سے پھیر دے اور پیر سے کہ ولایت کا جھوٹا دعویٰ کرے اور تاجر سے کہ سودے میں فریب کرے اور اپنی قسموں کے خلاف کرے اور اخبار نویس آزادوں کی عقل کا سودا کرے جیسا غلام فروش لونڈی غلام کا سودا کرتا ہے ہر صبح وشام اپنے اوپر لوگوں کے اوپر جھوٹ بولتا ہے۔ (النظرات ج ا)

مسلمانوں کے لئے کلمات نصیحت

حل لغات: ۔المَرَدَّة۔ فائدہ العُقُودُ۔ معاملات ۔ الدَّائِرَۃُ۔ پرانی ۔ رَقَدَ ۔ رَقَدًا (ن) غافل ہونا۔ زأر (ف،س) آواز پیدا کرنا غَمَطَ الحق انکار کرنا۔ استشبع۔ قبیح محسوس کرنا الحذ فارُ ج حذافیر۔ کنارہ۔

سلیس ترجمہ:۔ میں باشاہ ہوں سے کہتا ہوں کہ بادشاہو! ملا اعلیٰ کی خوشنودی اس زمانہ میں یہ ہے کہ تلوار کھینچو پھر اس کو نیام میں نہ رکھو تا آنکہ اللہ تعالیٰ مومنین ومشرکین کے درمیان فیصلہ کردے اور سرکش کفار وفساق ضیعف تکون فتنة ویكون الدين لله (لڑتے رہو مشرکوں سے تا کہ آنکہ فتنہ نہ رہ جائے اور اطاعت اللہ کی ہو جائے) اور جب فرق حق وباطل کے درمیان ظاہر ہو جائے تو ملاء اعلیٰ کی رضامندی یہ ہے کہ ہر جانب اور تین چار دن کی مسافت میں عادل امیر مقرر کرو جو کہ ظالم سے مظلوم کا حق لے لے حدود قائم کرے کوشش کرے کہ ان میں نہ زیادتی ہو نہ قتال نہ ارتداد اور کبیرہ گناہ ہو اسلام پھیلے اسلامی علامات کا ظہور اس کے فرائض پر ہر ایک کی گرفت کرے ہر خطہ ملک کے امیر کا اتنا دبدبہ ہو کہ وہ اس سے اپنے خطہ میں اصلاح کی قدرت رکھے اس کو اتنا دبدبہ نہ حاصل ہو جائے کہ اس سے وہ اپنا فائدہ اٹھالے اور سلطان کی نافرمانی کرے اور بڑے ملک میں ایک امیر مقرر کرے اور اس کو صرف لڑائی سپرد کردے اس کی فوج بارہ ہزار مجاہدین ہوں اور وہ اللہ کی اطاعت میں کسی ملامت گر کی ملامت سے ڈریں ہر باغی وظالم سے لڑیں جب یہ ہو جائے تو ملا اعلیٰ کی رضامندی یہ ہے کہ گھر ہو نظام معاملات اور اس طرح کی چیزوں کی اس وقت تفتیش کرے

تا کہ ہر چیز شرع کے موافق ہی ہو لوگ ہر طرح سے بے خطر رہیں، اور میں امراء سے کہتا ہوں کہ اے امراء کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے فنا ہونے والی مٹنے والی لذتوں میں مشغول ہو اور رعیت کو تم نے چھوڑ دیا ہے کہ ایک دوسرے کو کھائے کیا شراب بر ملا نہیں پی جاتی اور تم نکیر نہیں کرتے ہو کیا زنا کاری شراب خوری اور قمار بازی کے با قائدہ اڈے نہیں بنائے گئے ہیں۔

اور تم اس میں تعدیل نہیں کرتے ہو دیکھو یہ بڑے بڑے بلد ہیں ان میں چھ یا زائد سال سے کوئی حد نہیں لگائی جس کو کمزور پایا اس کو کھا گئے اور جس کو قوی پایا اس کو اس کی سرکشی کے ساتھ چھوڑ دیا تمہاری فکر لذیذ کھانے نازک عورتوں عمدہ لباس مکانات میں منہمک ہے اور اللہ کا کوئی دھیان نہیں ہے اس کو تم صرف زبان سے اپنی حکایتوں میں یاد کر لیتے ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نام سے تمہاری مراد انقلاب زمانہ ہے تم کہتے ہو اللہ قادر علی کذا تمہاری مراد یہ ہے کہ زمانہ اسی طرح کبھی منقلب ہوتا ہے مسلمانوں کی جماعت سے ایک بات کہتا ہوں اے اولاد آدم کی جماعت تم نے اپنے اخلاق کو سلا دیا بخل تم پر غالب آ گیا شیطان نے تم پر قابو پایا اور حرام کو تم نے خوش مزہ پایا اور حلال کو بد مزہ پایا بخدا اللہ کسی کو اس کا مکلف کرتا ہے۔ جس کی وہ طاقت رکھتا ہے پس اپنے اخراجات ولباس میں تکلفات اپنے طاقت سے زائد مت کرو اور اپنے اور کاموں کو مشکل نہ بناؤ اگر مشکل بناؤ گے تو تمہاری طبعتیں بے حیائی کی حد نکل جائیں گی اللہ تعالی پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں کو اختیار کیا جائے جس طرح اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی عزیمتوں پر عمل کیا جائے اپنے شکم کی خواہش کا علاج کھانوں سے کرو اور اتنا کماؤ جتنا سے تمہارا کام چل جائے لوگوں پر بارمت بنو کہ ان سے مانگو وہ تم کو نہ دیں اور امراء خلفا پر بارمت ہو جاؤ تم سب کے لئے پسندیدہ یہی ہے کہ

اپنے ہاتھ سے کمائی کرو مگر اللہ کا وہ بندہ جس کے دل میں اس نے ڈالدیا ہے کہ وہ تمہاری کفایت فرمائے گا اور تم کو آفات فقر سے محفوظ رکھے گا۔

اے اولاد آدم کی جماعت جس اللہ نے گھر دیا ہے جو اس کو پناہ دے اور پینے کی چیز دی جو اس کو سیراب کرے اور کھانا دیا، جو اس کو آسودہ کرے اور لباس دیا جو اس کی پردہ پوشی کرے اور نکاح والی عورت دی جو اس کی شرمگاہ حرام سے محفوظ رکھے اور اس کے معیشت اس کی مدد کرے تو اس نے اس کو پوری دنیا دیدی تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور کمائی اختیار کرے جو اس کی کفایت کرے اور اس کا کام قناعت اور معشیت میں اعتدال اور چاہے کہ ذکر خدا کے لئے موقع سے فائدہ اٹھائے تمن اوقات پر محافظت کرے صبح شام اور بھور خدا کا ذکر تہلیل تسبیح تلاوت قرآن سے کرے حدیث سنو اور ذکر کے حلقوں میں حاضر ہو جاؤ۔

ولی اللہ دہلوی

خدا کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حل لغات:۔ یَمّمَ ارادہ کرنا تُنَاخی (مجہول) اناج اونٹ کا بیٹھانا تراحی (مجہول) آرَاحَ الابل اراحۃ باڑہ کی طرف اونٹوں کو واپس لانا آغَارَ نشیب میں پہونچنا انحدَ فراز میں آنا آرَصَدَ تیاری کرنا فصد فصادا (ض) آگ پھاڑنا نسک (ن) عبارت کرنا

سلیس ترجمہ:۔ (۱) خبردار اے پوچھنے والے کدھر گئی اس لئے یثرب والوں۔ سے اس کا وعدہ ہے۔

(۲) باب ابن ہاشم کے پاس جب جب اونٹنی بٹھائی جاتی باڑے کی طرف واپس ہو جاتی اور

حضور کے فضائل سے سخاوت تری پاتے ہیں۔

(۳) نبی علیہ وسلم وہ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور ان کا ذکر میری عمر کی قسم نشیب فراز ہر جگہ ہے۔

(۴) آپ کے صدقات بخشش ایک دن چھوڑ کر نہیں ایسا نہیں کہ آج دیں اور کل نہ دیں۔

(۵) تیرے نصیبے کی قسم کیا تو نے خدا کے نبی محمد ﷺ کی نصیحتیں نہیں سنی جب انھوں نے وصیت کر اس پر گواہ بتایا۔

(۶) کہ جب تم زاد و تقویٰ لیکر رخت سفر نہ باندھوں گے اور موت کے بعد زاد لیکر آنے والے سے ملاقات کرو گے۔

(۷) تو تمہیں شرمندگی ہوگی کہ تم اس کی طرح نہیں ہو سکے لہذا اس کی تیاری کر لو جس کی تیاری وہ کر چکا۔

(۸) مردار کے قریب ہرگز نہ جانا نہ دھاردار تیر رگ پھاڑنے کے لئے لینا۔

(۹) نہ ہی کھڑے بت کے قربانی نہ بتوں کی پرستش کرنا اور خدا ہی کی عبادت کرنا

(۱۰) رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کرنا کسی وجہ سے نہ پابند سلاسل قیدی سے قطع تعلق کرنا

(۱۱) صبح و شام تسبیح پڑھو شیطان کی تعریف نہ کرکے خدا ہی کی تعریف کرو۔

(۱۲) بے سر و سامان غریب کا مذاق نہ اڑاؤ اور مال زندہ جاوید نہ سمجھو۔

(سیرت ابن ھشام ج۱)

مدینۃ الزھراء

حل لغات: ۔الرَّبَضُ ۔شہر کا گرد و نواح (ج) أَرْبَاضُ الْهَيْفَاء۔ مذکر اھیَف ج ھیف پتلی کمر والی ۔المحفور ۔منقوش۔ الصَّفِيْحَةُ ۔دروازے کے تختے ج صفائح الاوزۃ ۔ بط مرغابی (ج) اوز العاج ہاتھی کے دانت البِلَّوْرُ ایک قسم کا سفید شفاف جوہر القَرْمِيْدُ اینٹ جس سے پلاسٹر کیا جاتا ہے۔

سلیس ترجمہ:۔ قرطبہ عبد الرحمٰن ثالث اموی کے عہد میں اسلامی اندلس کا دارلسلطنت تھا جو رات کو چراغوں سے روشن رہتا اور اس کے چراغوں سے چلنے والا دس میل تک نہ ختم ہونے والی روشنی حاصل کرتا۔

اس کی گلیاں پتھروں سے جڑی ہیں اور اس کے کوڑے سڑکوں سے اٹھائے ہوتے ہیں گھنے باغات سے گھیرا ہوا تھی کہ آنے والا چند گھنٹے اس شہر تک پہونچنے سے پہلے اس کے باغات کی سیر کرتا تھا اس کے باشندوں کی کی تعداد دس لاکھ سے زائد تھی (یہ اس وقت جب بہت کے کسی شہر کی آبادی ۲۵ ر ہزار سے زائد نہ تھی) اس کے غسل خانہ کی تعداد ۹۰۰ ر اور گھروں کی تعداد کی ۲۸۳۰۰۰ ر اس کے محلوں کی تعداد ۸۰۰۰۰ ر تھی اور اس کے مساجد کی تعداد ۶۰۰ ر تھی اس کی گولائی ۸ ر فرلانگ تھی اس کا ہر آمی پڑھا لکھا تھا اسکے مشرقی حصے پر ۱۷۰ ر عورتیں سب کے سب قرآن کریم کوفی رسم الخط میں لکھتی یہ اس کے ایک گوشے کا ذکر ہے اس میں ۸۰ ر مدرسے تھے جس میں غریبوں کی تعلیم مفت ہوتی تھی اور ۵۰ ر اسپتال تھے رہی اس کی مساجد تو وہ آج تک اس کے آثار فن کاری اور تخلیق کے

نمونہ رہے ہیں اس کے آذان گاہ کی اونچائی ۴۰ر گز تھی اور اس کے گنبد نقش دار لکڑیوں کے بنے ستون پر قائم تھے ۱۰۹۳ر مختلف ماربل پتھروں اور شطرنج کی تختی کی شکل پر بنے کھمبوں کے سہارے پر تھا اس سے ۱۹ر صحن لمبائی میں اور ۳۸ر صحن چوڑائی میں بن جاتے رات میں ۴۷۰۰ر چراغوں سے روشنی حاصل کی جاتی ہر سال ۲۴۰۰۰ر رطل تیل ختم ہو جاتا اس کے جنوبی رخ پر ایسے دروازے دیکھے جس کے تختے عجیب طرح سے برونزی کے بنے ہوئے تھے اس بچلے دروازے کو چھوڑ کر جس کے تختے سونے کے بنے تھے۔

اور اس کے مشرقی اور مغربی رخ پر انیس دروازوں کے طرح ۹ر دروازے نظر آتے رہا اس کی محراب تو اتنا جان لینا کافی ہے کہ اس سلسلے میں انگریز مورخین یہ کہتے ہیں کہ جس چیزوں پر بشر کی کی نگاہ پڑتی ہے اس سے یہ حسین وجمیل ہے اس کے زیب وزینت حسن وبہا کے مقابل میں کوئی قدیم تاریخی عمارت تھی نہیں قرطبہ کے کارناموں زہراء کی زندہ جاوید تعمیر اپنے فن کاری حسن جمال کی بنیاد پر تاریخ میں جوڑ دی گئی حتیٰ کہ ترکی مورخ ضیاء پاشا نے اس کے بارے میں یہ کہا کہ ”یہ زمانے کا ایک عجیب کارنامہ ہے جس کا خیال کسی معمار کے دل میں جب خدا نے یہ عالم بنایا نہیں آیا نقشہ کسی انجینئر کی عقل نہ تیار کیا جب سے عقلیں موجود ہیں اس کے گنبد ۴۳۱۶ ان ماربل کے پتھروں کے بنے ستون پر قائم تھے جس میں یکساں نقش نگار تھے اس کی زمین مختلف رنگوں ماربل کے ٹکڑوں سے بنائی گئی تھی اس کی دیواریں لازوردی سنہرے تختوں سے بنی تھی اس کے وسیع حصے میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا جو مختلف شکلوں کے سفید پتھروں کے حوضوں میں گرتا تھا حتی کہ آخر میں خلیفہ کے مکان کی حوض میں چلا جاتا اس کے پانیوں میں طرح طرح کی چھوٹی بڑی مچھلیاں ہزاروں

کی تعداد میں تھی حتی کہ ان مچھلیوں کے لئے پھینکی جانے والی روٹیوں کی تعداد روزآنہ ۱۲۰۰۰ تھی۔

زہراء میں ایک مجلس (جس کا نام قصر الخلافت تھا) ہے جس کی چھت دیواریں سونے کی صاف موٹے قسم قسم کے پتھر کی تھیں اس کے بیچ میں ایک بہت بڑا حوض تھا سیماب سے بھرا تھا۔

مجلس کے چاروں طرف ۸ دروازے ہاتھی کے دانت اور انبوس کے بنے تھے جس پر سونے اور قسم قسم کے جواہرات کی قلعی چڑھائی گئی تھی۔

زہرا رنگ برنگ پتھر اور صاف شفاف بلور کے ستون پر قائم تھا اور سورج کی روشنی ان دروازوں میں داخل ہوتی تو اس کی شعاع صدر مجلس اور اس کے دیواروں پر پڑتی تو اس طرح روشنی آنکھوں کو چکا چوند کر دیتی۔ ناصر جب چاہتا کہ اہل مجلس کے کسی فرد کو گھبرائے اپنے کسی غلام کو اشارہ کرتا وہ سیماب ہلاتا وہ تو مجلس میں بجلی کی طرح چمکتا، دنوں کو پکڑ لیتا حتی کہ ہر ایک خیال کرتا محل ان کو لیکر اڑ گیا جب تک سیماب ہلتا محل کو چاروں طرف سے گھنے باغات اور کشادہ میدان گھیرے تھے اس کے پیچھے ایک بڑی دیوار تھی اس عجیب وغریب عمارت کو گھیرے تھی اس میں تین سو لڑائی کے برج تھے۔ زہرا خلیفہ امراء اور حریم کے گھروں بادشاہ خاص خاص مقامات بیٹھنے کے لئے بڑے بڑے ہال پر مشتمل تھا جس کا نام سطح مرد تھا اس کا ایک گنبد تھا جس کی اینٹ سونے اور چاندی کی تھیں لیکن قاضی منور بن سعید خلیفہ سے اس کے عمل کو بھرے محفل میں برا کہا تو اس نے اس کو توڑ دیا اور دوبارہ اس کی تعمیر مٹی کی اینٹوں سے کی۔

ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی
من روائع حضارتنا

برائے ازہری لائبریری
محمد ریحان رضا کمنا گوٹیا بریلی
موبائل نمبر 9997451191

👑منجانب ازہری لائبریری👑

👑محمد ریحان رضا خان مرکزی بریلوی👑

فون نمبر

9997451191

9410601265

برائے ایصال ثواب

مرحومہ نشرح فاطمہ

اور تمام عزیزوں اقارب